UNIVERSAL LIBRARY

OU_232132

UNIVERSAL LIBRARY

ملاحظت شریف جناب مولوی وحید الدین صاحب سلیم پروفیسر اردو

دردِ باقی و دردِ ساقی

یہ ایک ایسا نادر مجموعہ ہے جس میں ہندوستان کے ولی کامل
صاحبدل فیوض مین نادر فرد حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمہ کے
——— رباعیات ہین ———
انکا منظوم ترجمہ علاوہ مضامین و رباعیات مصنفہ خود موحد کامل عالیجناب
معلی الالقاب راجہ گردہاری پرشاد ملقب بہ راجہ محبوب نواز ونت بہادر المتخلص بہ باقی
مدار سررشتہ دار جمعیت باقاعدہ وبیقاعدہ و مشرف باورچیخانہ وخانسامانی سرکار عالی

———:(فرمایا ہے):———

مرتبہ

راجہ نرسنگھ راج بہادر خلف اکبر راجہ صاحب مرحوم و مغفور

مطبوعہ

سردار پریس حویلی قدیم حیدرآباد

دردِ باقی
و
دردِ ساقی

یہ ایک ایسا نادر مجموعہ ہے جس میں ہندوستان کے ولی کامل
صاحبدل فیوض مین نادر فرد حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے

رباعیات ہین

جنکا منظومہ ترجمہ علاوہ مضامین و رباعیات مصنفہ خود موحد کامل عالیجناب
معلی الالقاب راجہ گردھاری پرشاد بنسی راجہ محبوب نواز ونت بہادر المتخلص باقی
صدر سررشتہ دار جمعیت باقاعدہ و بیقاعدہ و مشرف باورچیخانہ و خانسامانی سرکار عالی

—:(فرمایا ہے):—

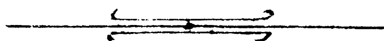
مرتبہ

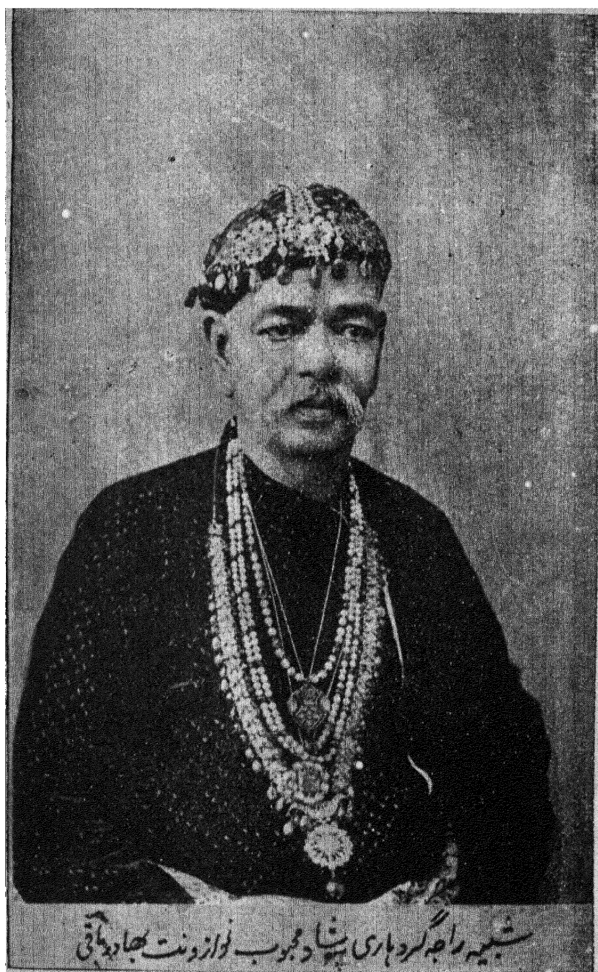
راجہ نرسنگھ راج بہادر خلف اکبر راجہ صاحب مرحوم و مغفور

مطبوعہ
سردار پریس حویلی قدیم حیدرآباد

فہرست مضامین دردِ باقی و دردِ ساقی

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ
۱	تمہید	۱
۲	سوانحعمری راجہ گردہاری پرشاد محبوب نواز ونت باقی	۱۱
۳	کلام عالیجناب باقی بیکنٹھ باشی نظم و نثر در معرفت	۴۱
۴	رباعیات خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ معہ ترجمہ منظومہ حضرت باقی مرحوم	۶۹
۵	رباعیات مصنفہ راجہ باقی بیکنٹھ باشی۔	۱۲۸





شبیہ راجہ گردھاری پرشاد محبوب نواز ونت بہادر باقیؔ

تمہید

رباعی حضرت میر درد علیہ الرحمۃ

گر دعوئ ہستی ست بہتان ست این | ور شکوہ نیستی ست کفران ست این
اے حضرت انسان تحیر انجام | خود را نشاختی چہ عرفان ست این

موت اور زیست کا سوال نہایت نازک اور اہم ہے۔ اس کے سمجھنے سے اپنی ذات کی خبر ملتی ہے۔ اور اس خوشخبری کے حصول سے خیالات کی حالت بدلجاتی ہے۔ انسان کا دل ایک ایسا پلٹا کھاتا ہے کہ جس کے بعد پہر کوئی سوال حل طلب نہیں رہتا۔ اس مسئلہ کی لاپروائی دنیا و مافیہا سے بیخبر رکھتی ہے۔ اور عذاب و ثواب خوف و خطر ادائی فرائض کی کوتاہی اسکی نافہمی کا موجب ہے۔ البتہ اس کے متعلق وہ دوسری روحانی حالت ضرور قابل تعظیم ہے جو انتہائی معراج کہی جاسکتی ہے اور جو شاذ دلدادگان خدا کو نصیب ہوا کرتی ہے۔ ایک مرتبہ مہاراجہ یدہشٹر سے جن کا نام دہرم راج بہی تہا اور جن کا ذکر خیر مہابھارت میں جا بجا ملتا ہے یہ پوچھا گیا تھا کہ کونسی چیز دنیا میں عجیب و غریب ہے تو اس یکتائے زمانہ مہاراجہ نے یہ جواب دیا کہ انسان موت کے متعدد سانحات دیکھتا ہے اور متاثر ہو کر بہی فراموش ہو جاتا ہے۔

یہی ایک عجیب بات ہے۔ اس سے بڑھکر کوئی اعجوبہ نہین،، مگر ایسے شخص کی جس نے دنیا اور اوس کے میدان کارزار مین قدم رکھا ہے بغیر اس سوال کے سوچے سمجھے آنکھین نہین کھلتین کیا دنیوی امور کی ادائی اور کیا دینی فرائض کی سربراہی بجز اس نازک مسئلہ کی معلومات کے ناممکن ہے انسان چاہے لاکھ ثابت کرنے کی کوشش کرے کہ وہ اسس دریا کا تیراک ہے اور ہزار طرح سے اپنی تحریر و تقریر یا جد و جہد ظاہری سے یہہ بتلائے کہ اُس نے اِس رمز کو پا لیا ہے جو منشاء زندگی ہے۔ ہرگز عرصہ دراز تک اس راز کو پردۂ خفا مین نہین رکھہ سکتا۔ ہر ایسا کام جو دانائی راستی اور راست بازی و فراست سے میرا ہو نمایشی ہوگا ادہورا ہوگا۔ اور نام و شہرت کی خواہش روڑے اٹکائے گی۔ اور آخر کار اس کا یہ انجام ہوگا کہ سعی لاحاصل ثابت ہوگی اور سب تدبیرین بے سود۔ ہم دیکھتے ہین کہ سیکڑون کام آغاز ہوئے اور ہوتے رہتے ہین اور شاندار طریق سے ان کا افتتاح ہوتا رہتا ہے۔ لیکن آج اکثر ان مین سے نابود ہین نام و نشان تک نہین ملتا۔ ان کے وجوہ نیستی کی تحقیقات کیجائے تو صرف اسی ایک نتیجہ پر پہونچ سکتے ہین کہ نامکمل زندگی۔ خواہش نام و شہرت اور عدم موجودگی صداقت نے ایسے کامون کو ملیا میٹ کر دیا اور آج وہ جامۂ نیستی مین روپوش ہین۔ امیر ہو یا غریب دانا ہو یا نادان جب تک اِس بات کو اچھی طرح نہ سمجھہ لے وہ کسی کام کے لائق نہین رہتا نہ اس کا کوئی کام بار آور ہو سکتا ہے۔ صرف سمجھہ لینا یا کسی چیز کا ظاہری علم رکھنا کافی نہین ہے بلکہ عمل کرنا ظاہر و باطن مین صفائی اور یکرنگی پیدا کرنا نہایت لازمی اور ضروری ہے۔ یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ پاک اور اعلیٰ زندگی ہی دوسرونکی

فلاح کرسکتی ہے اور ایک مقدس عملی زندگی ہزارون زندگیون کو راہ راست پر لا سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جو خود نہ سنبھلے دوسرونکو کیا سنبھالیگا۔ جو خود نہ عمل کرے کسی اور سے کیا عمل کی توقع رکھہ سکتا ہی جس دل مین خود درد نہ ہو وہ کسی اور کے درد کو کیا جانے۔

ہر کسے ناصح برائے دیگران		ناصح خود یافتم کم درجہان
درد بسمل کو غیر کیا جانے	غالب	جو کہ گھائل کبھی ہوا ہی نہو

کسی کو یہ کہنے کا ہرگز استحقاق نہین ہے کہ دنیا ایسے شخصیتون سے خالی ہے جو ان معاملات کے رازدان کہے جا سکتے ہین یا جنہون نے اپنے فرایض زندگی کی تکمیل مین کوئی دقیقہ نہین اٹھا رکھا۔ بغیر اعمال نیک اور صفائی قلب بے غرضانہ خلق کی خدمت دشوار ہے اور اس کے لیئے بزرگان دین کی صحبت یا معلم روحانی کی ضرورت ہے۔ قلب کی صفائی اور عملی زندگی کے بغیر دینی اور دنیوی فرائض مین کوئی سرخرو نہو سکا۔ نہ اہل دنیا نے ایسے شخص کی عزت کی۔ جس نے اس جگہہ آنے جانے کے سلسلہ کو غور سے دیکھکر خود کو جانا اور پہچانا وہی کامل ہوا اور اوسی نے دنیا مین ایسے کام کیئے جو آج تک سیکڑون ہزارون برس کے بعد بھی بالکل ایسے ہی تازہ ہین جیسے کہ اوائل مین تھے۔ اب تک ان کا نیک نام نہایت عزت و محبت سے لیا جاتا ہے جنہون نے جیتے جی خلق خدا کی بے مثل خدمت کی۔ اور مرنیکے بعد بھی

نادر تصانیف رہنمائی شائقین وطالبین کے لیئے چھوڑ گئے۔ وہ
بے شک زندہ رہین گے اور ہمیشہ زندہ رہین گے ان کا کلام
ان کی دائمی زندگی ہے اور ایسا بیش قیمتی خزانہ ہے کہ جو باوجود مصارف
کبھی نہین گھٹتا اور نہ اوس مین کوئی کمی ہوتی۔ ان کا بے نظیر کلام
نصائح و پند کی صورت مین اب بھی ہر وقت دستگیری کرتا ہے۔
اور متلاشی دین و دنیا کو رہبری کا کام دیرہا ہے۔ مبارک ہین ایسے
بزرگ جنھون نے احسان عام کیا ہے۔ اور مبارک ہے وہ قوم اور
سرزمین جہان ایسے متبرک اور مبارک شخصین پیدا ہو کر اپنے وجود
مسعود کی غیر موجودگی کے باوجود دیگر ہزارہا مخلوق خدا کے حق مین
کارآمد اور مفید ثابت ہو رہے ہین۔ صفائی باطن کے حاصل کرنے
مین کسی تخصیص کا دخل نہین ہے نہ یہ کسی خاص مذہب و ملت کا
ورثہ ہے۔ قدرت سب کے لیئے یکسان رحیم و کریم ہے۔ اُس کے میزان
عدل مین کبھی کسی کے ساتھہ سختی یا رعایت بیجا نہین ہوتی اور نہ کوئی
متنفس یہ کہنے کا مجاز ہے کہ وہ مالک حقیقی کسی پر زیادہ رحم کرم کرتا ہے
اور کسی پر کم۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ جو اس کی بے ریا اور بے غرضانہ
خدمت کرے وہ اس کا پیارا ہے۔ اور جو اوسکی مخلوق اور بندون
سے بے تعصب محبت اور الفت برادرانہ کا برتاؤ کرے وہی اسکا
لاڈلا ہے۔ اس مسئلہ مین زیادہ طوالت دیکر مین اپنی محدود و ناچیز
معلومات سے تضیع اوقات نہین کرنا چاہتا۔ میرا مطلب اُن بندگان
خدا سے ہے جو عامل و کامل تھے اور خدمت خلق کی ادائی کے اہل
اور قابل مانے گئے۔ چنانچہ ان مین سے مین دو کامل شخصیتون کا ذکر

آپ کے روبرو کرنا چاہتا ہون - جن کو یہ سعادت دارین حاصل تھی
میری مراد اس سے حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمتہ سے ہے کہ جنکے
پرمغز تصانیف اور صفائی قلب کا نمونہ اس کتاب مین پیش ہوگا - اور
دوسرے بزرگ میرے محترم وواجب التعظیم والد بزرگوار راجہ
گردھاری پرشاد محبوب نواز ونت باقی جن کے مشاغل زندگی
کا اندازہ اسی کتاب سے ہوسکتا ہے - مین نے اس تمہید مین
جس مسئلہ کے غبوکا ذکر کیا ہے وہ ایسے مقبول اور خدا رسیدہ
بزرگون سے متعلق ہے کہ جن کا کلام اپنے صوفیانہ اور مستانہ
حالات کا اظہار کر رہا ہے اور محبت وخلوص سے پڑھنے والے
کے لئے بے ریا وبے تعصب ذخیرہ معلومات مہیا کر سکتا ہے -
صاحب اول الذکر کا مختصر حال مین ناظرین کتب کی دلچسپی و معلومات
کے لئے کتاب تاریخ شعرا موسومہ آبحیات مصنفہ محمد حسین صاحب
آزاد پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور سے اقتباس کرتا ہوا پیش کرتا ہون
اور راقم کے واجب التعظیم والد بزرگوار کے مختصر مگر ضروری
حالات زندگی بھی اسی کتاب مین مندرج کئے گئے ہین -
حضرت خواجہ میر درد خواجہ محمد ناصر عندلیب کے فرزند تھے -
نالۂ عندلیب ابھی تک مقبول عام واہل دل حضرات کے لئے وحدت
اور تصوف کا جام بنا ہوا ہے -
خواجہ میر درد دہلی مین رہتے تھے اور سلسلہ پیری و مریدی کے
باعث خاص وقعت رکھتے تھے - بڑے صوفی منش متوکل مستغنی
المزاج تھے - چنانچہ آپ نے ایک دفعہ شاہ عالم کو سخت جواب دیا تھا

تعزیت آمیز فقرے سننے کے یہ مناسب معلوم ہوا کہ مین سابقہ خیال کی تکمیل مین وقت کا بیجا مصرف کرون - خدا نے مجھ مین صبر وشکر کی توفیق دی ہے اور مین رنج وراحت سے متاثر ہونا فہم کا قصور سمجھتا ہون - اس لئے مینے اِس تصنیف کی تکمیل مین روزانہ تاختم کار تین چار گھنٹہ وقف کر دئے اور میرا وقت ان کلامون کے دیکھنے اور جمع کرنے مین بہت اچھا گذرا - مجھے ہندی فارسی اور اردو شاعری سے بہت دلچسپی ہے اور مین خصوصاً صوفیانہ کلام کا ہمیشہ شایق رہا ہون - میرا ناقص خیال ہے کہ ایک کامل اور صاحبدل شاعر کی تصنیف چاہے کسی زبان مین ہو نہایت دلکش اور موثر ہوتی ہے اوس کی خوبی نفاست مطالب کا اندازہ اور اوس کی بلند خیالی اور اعلی مضامین کا توازن اور لطف وہی شخص پاسکتا ہے جو اُس زبان کا ماہر ہو - اور اُسکے مذاق فہم کے موافق شاعر کے خیالات کا مقصد واضح ہو سکے - اس کتاب مین سب سے پہلے والد مرحوم کی سوانح عمری اور اسکے بعد وہ تحریر ہدیہ ناظرین ہوگی جو والد مرحوم کی جدت طبع اور زور قلم کا نمونہ ہے - اور جس سے حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمتہ کی تصنیف کا معائنہ اور اُس کے نسبت پُر درد خیالات کا اظہار فرمایا گیا ہے - والد مرحوم اکثر فارسی کلام فرمایا کرتے تھے اور اُس کے فاضل بھی تھے - اُردو بہت کم کہتے تھے اور وہ بھی محض مذاق طبع اور خاص احباب کی خاطر - چنانچہ خواجہ صاحب کی مصنفہ علم الکتاب کو دیکھنے کے بعد آپ نے صوفیانہ کلام ہونے کی وجہ رباعیات مین ترجمہ فرمایا ہے جو بجنسہ پیش کیا جاتا ہے - آمین

ناظرین صرف مضامین اور مطالب کی خوبی پر نظر رکھیں۔ محاورات و بندشش وغیرہ پر نہیں۔ کیونکہ یہ زبان اُن کے لیئے اُس وقت مروجہ نہ تھی۔ آپ نے اس کتاب کی جو تاریخ ختم رباعیات پر فرمائی ہے اُس مین اس طرح ذکر فرماتے ہین۔ ؎

اُنکی جو رباعیات فارس مین تھین — اردو مین کیا گو کہ نہ تھی مشاقی

البتہ اسکے بعد جو فارسی رباعیات خود کی مصنفہ ہین وہ ضرور بنظر تعمق و شوق ملاحظہ فرمائیے جانے مین حضرت خواجہ صاحب کا کلام نہایت واضح اور عام فہم ہے اور اسکے دیکھنے سے اس بات کا پورا علم ہوتا ہے کہ آپ کس پایہ کے صاحب کشف درگ ہے۔ آپ کا کلام باموقع و محل ہوتا ہے اور اپنا اثر کیئے بغیر نہین رہتا۔ اگرچیکہ اندنون فارسی کا رواج بمقابلہ سابق بہت کم ہوگیا ہے تاہم ابھی وہ زمانہ بہت دور ہے۔ جبکہ قدردانان کلام فارسی نرہین یا فارسی کلام نظرون سے غایب ہوجائے۔ مین نے اس وجہ سے اس تصنیف کے طبع کرانے کی خاص جرات کی ہے

اعلیحضرت حضور پرنور بندگانعالی متعالی مدظلہم العالی

کہ ہمارے بادشاہ ذیجاہ ہین

ہز اکزالٹڈ ہز ہائینس نواب میر عثمان علیخان بہادر خسرو دکن دام اللہ دولتہ وحشمتہ

عثمانیہ یونیورسٹی کے قیام اور سرپرستی سے علوم مشرقیہ کے جسم مین تازہ جان ڈالدی ہے اور خود قادر و حامی کلام فارسی مین اور والی ملک معانی۔ نیز امرائے ملک مین فاضل اجل عالیجناب راجایان راجہ مہاراجہ سرکشن پرشاد یمین السلطنتہ بہادر سابق مدارالمہام پیشکار سرکار عالی جیسے خوش قسمتی سے قدردانان اور واقفان حضرت باقی مرحوم مین

موجود ہین جن سے فارسی۔ اردو اور ہندی شاعری کو بجا ناز ہے۔
علاوہ ازین بعض ایسے معزز اور قدیم غنایت فرما اصحاب موجود ہین جو شایق کلام فارسی ہین اور جن کو اب تک اس ناچیز کے والد متوفی کے کلام اور ان کی خوبیون کی یاد تازہ ہے۔
مجھے کتب مصنفہ خواجہ میر درد و حالات وغیرہ کی فراہم کرنے اور اس کتاب کے متعلق قیمتی مشورہ دینے مین میرے والد کے قابل دوست عالم باعمل عالیجناب مولانا مولوی عبدالجبار خان صاحب آصفی سینر منتظم محکمۂ صدرالمہامی صرف خاص مبارک نے بیحد امداد فرمائی و نیز جناب ہنمنت راؤ صاحب مہتمم رامانک راؤ صاحب جاگیردار نے نہ صرف وقتاً فوقتاً زحمت دہی کو قبول فرمایا بلکہ اس کے متعلق پرتجربہ مشورہ دیکر علم دوستی کا ثبوت دیا۔ مین اصحاب موصوف الصدر کا تہ دل سے مشکور ہون۔
میری یہ استدعا بیجا نہ ہوگی کہ عجلت مین کوئی سہو کتابت یا سہو نظری ہوگئی ہو تو براہ کرم اصلاح فرما کر مجھے مشکور فرمایا جائے۔
مین اپنے اس تمہیدی مضمون کو ختم کرتا ہوا متمنّی ہون کہ معزز ناظرین کی تفریح طبع اور علمی شوق پورا کرنے کے لیئے یہ کتاب مفید ثابت ہو اور میری یہ ناچیز خدمت کسی حد تک مقبول ہو کر رہے۔ فقط

خادم ملک

نرسنگہ راج

مختصر سوانح عمری عالیجناب راجہ محبوب نواز ونت مرحوم باقی

حالات ابتدائی و خاندانی

ہے میکدۂ دہر مین نام باقی	ساقی نہ سہی مگر ہے جام باقی
عالی نہ مٹے گا کبھی نام باقی	زندہ جاوید ہے کلام باقی

راجہ گردہاری پرشاد بنسی راجہ محبوب نواز ونت المتخلص بہ باقی بتاریخ غرۂ رجب ۱۲۴۴ھ ہجری بمقام حیدرآباد دکن تولد ہوئے۔ آپ رائے نرہری پرشاد صاحب کے فرزند اکبر تہے۔ آپ نے حالات خاندانی اور خدمات کا مختصر تذکرہ اسی کتاب مین فرمایا ہے۔ علاوہ ازین حیات باقی منظوم مصنفہ رائے دوارکا پرشاد صاحب افق مین آپ ہی کے حالات کا تذکرہ ہے۔ اس لیئے یہان تحریر کرنا غیر ضروری سمجہا گیا۔ آپ کے جد اعلیٰ رائے دولت رائے بیکنٹھ باشی حضرت نواب آصفجاہ نظام الملک کے ہمراہ اورنگ آباد آئے اور تا قیام شاہی وہین رہکر پہر حیدرآباد تشریف لائے۔ آپ کے جد رائے راجارام صاحب متوفی ۱۱۹۸ھ مین محلہ حسینی علم مین مکان خرید کر کے تعمیر عمارت ذاتی کی بنا ڈالی تہی۔ آپ کے خاندان مین سب صاحب خطابات اور مناصب تہے۔ اور علم شاعری اور تصوف کا مذاق ورانتاً چلا آرہا تہا۔ آپ کے والد رائے نرہری پرشاد صاحب علم سنسکرت مین اتنا کافی اور معقول دخل رکہتے تہے کہ بسہولت و آسانی گفتگو فرما سکتے تہے۔ عالم ہی نہ تہے بلکہ عامل بہی تہے۔ آپ کے والد رائے نرہری پرشاد جیو نے معروف و مستند کتاب سنسکرت جوگ واشسٹ

(جو معرفت مین بینظیر کتاب ہے) نظم ہندی مین ترجمہ فرمایا تھا۔ اور پنڈتان بنارس سے تحقیق اور تصدیق کے بعد بصرفہ آٹھہ دس ہزار روپیہ یہ کتاب عام مین مفت تقسیم کرائی گئی تھی بلکہ راۓ نرہری پرشاد مرحوم کے تصانیف سے نرہری مال مجموعہ بھجن ہاۓ متعدد و نرہری گیان اُپدیش وغیرہ ہین صاحب ممدوح نے انتقال کے پندرہ سال قبل گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ اور عمل شغل روحانی مین بالکل مصروف رہتے تھے۔ اور اپنے فرزند اکبر راجہ گردھاری پرشاد کو جملہ کاروبار سرکاری اور خانگی تفویض فرماکر بے فکری حاصل کی اور بقیہ عمر یاد الٰہی مین گزاری آپ کا انتقال بتاریخ ۴ صفر ۱۲۹۷ھ ہوا۔

حالات تعلیم خانہ آبادی وغیرہ

راجہ گردھاری پرشاد صاحب مرحوم کے چودہ بھائی بہن تھے۔ آپ کی ایک رباعی مصنفہ مندرجۂ ذیل اس کی وضاحت کرتی ہے۔

رباعی

از جمع برادران بجز من باقی
مشمر کہ یکم ز چاردہ تن باقی
نقد این عمر شد ہمہ خرچ عبث
باقی باقیست ہمچو روشن باقی

آپ نے حضرت محمد علی صاحب عاشق سے فارسی تعلیم پائی تھی جو فی الحقیقت سچے عاشق خدا تھے۔ آپکو شاعری فارسی مین بھی حضرت

عاشق صاحب قبلہ اور اُردو مین حضرت فیض صاحب قبلہ سے تلمذ تھا
آپ عرس اوّل الذکر استاد کا بڑی شان اور عقیدت سے فرمایا
کرتے تھے جو ابھی تک ہوتا ہے۔ آپ کی ایک رباعی مین آپنے
اُستاد کی شان مین اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

رباعی

عاشق اُستاد کامل باقی شد
زان مایۂ عشق حاصل باقی شد
از مشغلہ ذکر و ز تربیت فکر
آئینۂ معرفت دل باقی شد

آپ ذہین تھے کم عمری ہی مین فارغ التحصیل ہو چکے تھے البتہ یہ ظاہر
ہوتا ہے کہ مطالعہ اور عالمون کی صحبت کے باعث ابتدا سے شعر و سخن کا
بہت شوق تھا۔ اور تصنیف و تالیف مین کم عمری ہی سے منہمک
رہے تھے۔ آپ کی تعلیمی زندگی کے حالات کافی بہدست نہو سکے
اس لیئے زیادہ صراحت نہ کی گئی۔

آپ کی شادی اول بعمر چودہ سال ۱۲۵۸ھ مین ہوئی۔ اکثر
آپ کی اولاد نرینہ زندہ نہ رہتی تھی۔ چنانچہ منجملہ (۶) چہ لڑکے اور
لڑکیون کے جو محل اوّل سے تھے صرف رائے کیشو پرشاد صاحب مددگار
صدر محاسبی سرکار عالی اور ایک دختر جو رائے رام پرشاد صاحب کو
منسوب تھیں، یادگارون سے رہے تھے۔ آپ کنے پہلے محل کا انتقال
۱۲۹۱ھ ہجری مین ہوا تھا۔ اور آپ کی دوسری شادی عالیجناب
راجایان راجہ مہاراجہ نرنیدر پیشکار بہادر کے بے حد اصرار و خاص توجہ

عنایات کے باعث رائے بنسی دہر صاحب فرزند رائے عالم چند بیکنٹھ باشی معتمد پیشکاری کے صاحبزادی خورد سے قرار پائی جو راقم کی والدہ ماجدہ ہین۔ مہاراجہ ممدوح بیکنٹھ باشی نے رسم منگنی باغ کیشوگری مین بہ نفس نفیس تشریف فرما ہوکر انجام دلوائی۔ آپ کو موجودگی اولاد کی وجہ شادی کرنے سے قطعی انکار تھا۔ مگر اس اصرار و تقرر نے مجبور کردیا۔ اس کے بعد ہی آپ نے بوجہ مختاری کاروبار خانہ داری رقمی اخراجات کی ادائی وعدم گنجایش کا عذر فرمایا مگر عالیجناب نواب تراب علیخان سر سالار جنگ مختار الملک بہادر اولے نے حکماً شادی کی تاکید فرمائی اور بقایا تنخواہ تعدادی (دوازدہ ہزار) بارہ ہزار دے کر انتظام شادی مین صرف کرنے کا خاص حکم صادر فرمایا۔ اب تو آپ اسی سال حسب منشار والد خود شادی کرنے پر مجبور ہوئے۔ اس شادی مین عالیجناب نواب مدارالمہام و مہاراجہ پیشکار بہادر سرکار عالی نے شرکت فرما کر رونق دوبالا کی تھی۔ اس کے بعد آپ کو پانچ لڑکے اور پانچ لڑکیان تولد ہوئین۔ جن مین سے یہ راقم اور عزیز محبوب راج صاحب موجود ہین۔ اور اناث سے تین دختر ہین۔ آپ کے جوان نیک بخت اور صاحب اقبال صاحبزادہ رائے کیشو پرشاد صاحب عین عنفوان شباب مین بتاریخ ۵ محرم ۱۳۰۵ ہجری بروز لنگر مبارک ہاتھی سے گر کر انتقال کرگئے۔ اور شدید دماغی ضرب کے باعث جانبر نہو سکے۔ آپ کو ہمیشہ اولاد کا غم رہا۔ اور اکثر حادثات کے موقع پر آپ کو مایوسانہ یقین ہوتا تھا۔ کہ آپ لاولد رہین گے۔ کیونکہ بعض موقعون پر اولاد ذکور سے

کوئی زندہ باقی نہ رہتا تھا۔

حالات ملازمت و ترقی مدارج

آپکے تعلیم پانے کے بعد ایک اہم کام آپ کے ہاتھون انجام پایا
جو آپ کی بیدار مغزی اور شہرت کا باعث ہوا۔ کام یہ تہا کہ عالیجناب
نواب رونق علیخان شاہ یار الدولہ شاہ یار الملک بہادر کی فوج
نے حضرت نواب غفران منزل علیہ الرحمۃ کے حکم کے باوجود بہی اپنے
رجوعات نہ کی تہی۔ سوار اور پیادگان دکہنی بالکل آمادہ خدمتگزاری
نواب صاحب موصوف نہ تہے اور اس وجہ سے راجہ شنہو پرشاد کے
ذریعہ تقسیم تنخواہ کا حکم شاہی صادر ہوچکا تھا۔ راجہ گردھاری پرشاد ہی
کے خاص کوششون اور ایصال تنخواہ بقایا کی ذمہ داری کے
سبب فوج نے سر اطاعت خم کی۔ اور یہ اہم کام بآسانی طے ہوگیا
اس کے صلہ مین نواب صاحب معز بذات خود راجہ
نرہری پرشاد صاحب کے گہر تشریف لاکر راجہ گردھاری پرشاد کو
اپنے یہان کی سررشتہ داری فوج پہ دو یا پانصد روپیہ ماہانہ ۱۲۶۷ھ مین
اصرارًا مقرر فرمایا۔ یہان بہت عزت و نیکنامی سے آپنے خدمت
انجام دی۔ اور حسن اتفاق سے محفل شعر و سخن اور ستار وغیرہ گرم رہتی تہی
کیونکہ نواب صاحب ممدوح خود ان مشاغل کے شایق تہے۔ اسکے
کچہ عرصہ بعد ہی آپ کا تعلق خدمات سرکاری سے ہوا۔ آپ کو خدمات
سرکاری آبائی اپنے والد کے حسب منشا اور بباعث ضعیفی والد

انجام دینی پڑین - آپ کی جدت اور موزونیت طبع پر نواب مختار الملک بہادر دولے کی بالغانہ اور دوراندیشانہ نظر پڑی اور آپ کا انتخاب کرکے آپ کے ذمہ فوج باقاعدہ کی ترتیب کا اہم کام سپرد فرمایا - آپ نے نہایت استقلال جانفشانی اور عرق ریزی سے اس نظم ونسق مین ذمہ دارانہ حصہ لیا - اورا فواج باقاعدہ کی استاد ۱۲۷۹ھ مین آپ ہی کے ہاتھوں ہوئی جس کے اخراجات (عسلیم) بیس لاکھ روپیے سالانہ مقرر تھے - اس کی تفصیلی حالت اور تاریخ بہی ایک تفصیلی نظم مین تحریر فرمائی ہے جو مندرجۂ کنوز التواریخ ہے -

سال استادش بگو فوج دعایا قاعدہ

۱۲۷۹ھ

اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کے صلہ مین صدر سررشتہ داری فوج باقاعدہ کے عہدۂ جلیلہ سے معہ ماہوار تحریر سررشتہ داری سرفرازی فرمائی گئی - اس کے بعد بعض جمعداران عرب کے مظالم وسختیان باعث تخلل انتظام ریاست ہونے لگین - اس کے انسداد کی غرض سے نواب مختار الملک بہادر دولے نے ایک باقاعدہ جمعیت عرب قایم فرمانا چاہی - اس اہم کام کے انصرام کے لیئے بہی آپ ہی کا انتخاب فرمایا گیا اور آپ کو ہر طرح موزون سمجہا گیا - اس کام مین آپ کو بہت زحمتین اُٹہانی پڑین - اور سخت مقابلے کرنے پڑے - بعض اوقات مخالفین کی جانب سے آپ کی جان کو خطرہ پہونچانے کا اہتمام کیا گیا تھا - اور حملے کیئے گئے تہے - آپ نے استقلال اور ہمت کو ہاتہ سے

جانے نہ دیا اور مفوضہ کام انجام دے کر ہی رہے ہے۔ چنانچہ آپ کی کوششون سے ۱۲۸۸ھ مین جمعیت نظام محبوب کا قیام ہوا۔ اور ان نمایان کامون کی وقعت وقدر فرماکر اس کی سررشتہ داری بھی سرفراز ہوئی۔ آپ نے اس فوج کی تفصیلی کیفیت کنوز التواریخ مین درج فرمائی ہے۔ جس سے استاد کی دو تاریخین آخذ کرکے بدیہ ناظرین کیجاتی ہین۔ ع فوج سلطان نظام محبوب۔ (۲) عدیم البدل داب فوج نظامی

۱۲۸۸ ہجری ۱۲۸۸ ہجری

ان کے علاوہ کارخانہ بنادیق موسومہ صنائع دکن کارخانہ باروت سازی کارخانہ چرمی اور کاغذسازی وغیرہ کا قیام آپ کے خاص جدت پسند طبیعت کا نتیجہ تھا۔ اول الذکر کارخانہ سے بنادیق و نیز جملہ سامان اسلحہ بطریق احسن تیار ہوکر پسند عام ہوا۔ افواج و پولیس اضلاع وغیرہ مین ان کی بیس ہزار تک سربراہی ہوا کرتی تھی۔ بجز کارخانہ کوٹھہ بارود جہان ابھی تک بارود تیار ہوتی ہے دیگر کارخانہ جات باقی نہین ہین۔ مرحوم کی زندگی ہی مین بعض بوجہ عدم ضرورت توڑ دئے گئے۔ اور چند بعد مین۔ گنجہ جات داماگنڈم ومرمیال آپ ہی کے زیرنگرانی وانتظام تھے۔ آپ نے ان کو رسالہ جات سرکاری کے لیئے محفوظ فرمایا تھا۔ اس طرح سرکاری ہزارون لاکھون روپیے کی بچت ہوئی۔ آپ کو بلحاظ خدمت آبائی جملہ تقاریب سرکاری سے تعلق تھا۔ چنانچہ ہر تقریب کے انصرام مین آپ ہمہ تن مصروف رہتے تھے اور حسب منشاء خداوند نعمت انجام دیا کرتے تھے۔ آپ اکثر کارہائے سرکاری کے باعث عدیم الفرصت رہتے تھے۔ آپ حسب الحکم نواب سالارجنگ بہادر اولے

اتالیق اور مقرب شاہی ہوئے تھے۔ اور سابق کے بعض نازک اور اہم عمل عملیات حضرت غفران مکان علیہ الرحمتہ کے ملاحظہ مین بغرض وقفیت پیش فرماتے تھے۔ علاوہ تقاریب سالانہ کے جو تقاریب آپ نے انجام دین تھین اون مین تسمیہ خوانی مبارک اور رسم علی بند حضرت مرحوم تھین جو ۱۲۸۷ سنہ ہجری و ۱۳۰۱ سنہ ہجری مین انصرام پائین۔ یہ نہایت شاندار اور اولوالعزم تقاریب تھین جنمین تمام ملازمین ور عایائے ملک کو شرکت فیضرسی اظہار مسرت اور شادمانی کا موقعہ ملا۔ آپ کے زمانہ کارگذاری مین شادی نواب سر آسمانجاہ مرحوم و شادی نواب سروقارالامرا مغفور و شادی نواب آصف یاورالملک مرحوم و عالیجناب نواب خورشید الملک بہادر ۱۲۸۴ھ ۱۲۸۹ھ ۱۲۹۶ سنہ ہجری ۱۳۰۱ سنہ ہجری

انصرام پائی۔ جن کی تاریخین درج کردی گئی ہین - آپ کو بلحاظ تعلق باورچیخانہ مبارک و سربراہی ہمراہیان واسٹاف سرکاری ہر سفر مین ہمراہی کا شرف حاصل رہا ہے۔ سفر دہلی و کلکتہ و گلبرگہ شریف اورنگ آباد و رائچور وغیرہ مین آپ ہی کا انتظام تھا۔ ۹۳ھ ۱۳ ۱۳۰۱ھ ۱۳۰۰ھ ۱۳۰۰ سنہ ہجری۔

اور بلحاظ پروگرام ایسا انتظام ہوتا تھا کہ اوقات معینہ مقررہ پر بلا تسکات پوری سربراہی ہوتی تھی۔ آپ کے کام ہمیشہ مقبول شاہی رہے ہین اور عام نظرون مین پسندیدہ۔ سرکار مرحوم و مغفور نے براحم خسروانہ آپ کو سفر ورنگل ۱۳۱۰ سنہ ہجری مین ہمراہ سواری مبارک چلنے کا حکم صادر فرمایا اور اسپشل خاص مین ایک ڈبہ دے کر عزت افزائی

فرمائی۔ آپ پر سرکاری اعتماد کلی تھا۔ چنانچہ اکثر موقع پر بحکم شاہی قرارداد و رسوم کا تصفیہ حضرتہ بیگم صاحبہ قبلہ مرحوم سے آپ حاضر ہوکر فرمایا کرتے تھے۔ آپ کو عالیجناب نواب مختار الملک بہادر اولے نے اپنے اور عالیجناب نواب شمس الامرا امیر کبیر کے درمیان معاملات ریاست میں حسب تحریک نواب شمس الامرا بہادر سفیر مقرر فرمایا تھا۔ آپ نے ہرچند اس نازک کام کی ذمہ داری لینی نہ چاہی۔ مگر نواب صاحب ممدوح نے آپ ہی کو اہل و موزون سمجھکر یہ کام تفویض فرمایا۔ چنانچہ جمادی الاول سنہ ۱۲۹۷ ہجری سے آپ نے اس کام کو آئین بہین دو سال تک انجام دیا۔ اور ایسا۔ البطہ اتحاد ہر دو امرائے سلطنت مین قایم رہا کہ کبھی کوئی سوئے مزاجی کا موقع نہ آیا۔ آپ بزمانہ نواب مختار الملک اولے روزآنہ باریابی کا شرف حاصل کرتے تھے اور اکثر مہام سلطنت کا بالمشافہ ارشاد پر تصفیہ و عمل ہوتا تھا۔ آپ حضرت غفرانمکان علیہ الرحمتہ کی خدمت مین ہر ضروری اور مفید ملک معاملہ پیش فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ بموقعہ جلوس تقریب سرکاری کسی شریر النفس شخص نے آپ پر پتھر پھینک کر سر مین ضرب پہونچائی۔ اور بہت خون نکلا۔ مراحم شاہانہ و عنایات خسروانہ کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ بفور اطلاع بصدور عنایت نامہ مصدرہ ۹ ذیحجہ سنہ ۱۳۰۰ھ مزاج پرسی فرماکر اعزاز بخشا گیا۔ دوسرے عنایت نامے مین یاد فرمائی ہوئی تھی ہر دو کے نقل سے ہویدا ہوگا۔

نقل فرمان مبارک مرقومہ ۹ ذیحجہ سنہ ۱۳۰۰ھ

گردھاری پرشاد۔

میں نے سنا کہ تمہارے کو کسی نے پتھر مارا اور تمہارے سر میں چوٹ آئی۔ اب تمہارا درد سر کیسا ہے۔

شرحِ دستخط مبارک

اعلیحضرت غفرانمکان

نقل۔ فرمان مبار[illegible] بیع المرجب ۱۳۰۲ھ ہجری۔

گردہاری پرشاد

تمہارے سے کچھ کام ہے۔ بمجرد دیکھنے اس خط کے دیوڑھی پر حاضر رہو۔

شرحِ دستخط مبارک

اعلیحضرت غفرانمکان

ایک دفعہ بوقت ادخال رقم خاصہ بتقریب شادی نبی خود براحم خسروانہ پذیرائی فرمائی گئی اور تاریخ ۴ شوال ۱۳۰۱ھ ہجری امرا اور مصاحبین کی یاد فرمائی سے مفتخر و معزز فرمایا گیا۔ حکم اجرا شدہ حسب ذیل تھا۔ "حکم حضور است کہ بتاریخ چہارم شوال روز شنبہ حاضر شدہ در ضیافت گزرانیدہ گردہاری پرشاد شریک شوند۔"

وقتاً فوقتاً متعدد فرامین بضمن کار سرکاری و غیر سرکاری صادر ہوتے رہے ہیں۔ جس سے ناچیز مفوضہ خدمات کی پسندیدگی اور قبولیت ظاہر ہو سکتی ہے۔ آپ کی سرکاری کاروباری زندگی کی ابتدا عالیجناب نواب سالار جنگ مختار الملک اول نے بہت افزائی خانزاد قدر فرمائی اور وہی اس خاندان کے باعث ترقی تھے۔ آپکی زندگی کا

انتہائے عروج اور آخری زمانہ حضرت غفران مکان علیہ الرحمۃ کی قدما پروری و ذرہ نوازی کے طفیل مین بعزت و آبرو گذرا - آپ ہمیشہ کارسرکاری مین خیرخواہانہ اور بیباکانہ معروضہ پیش فرمانے کی جرات رکہتے تہے - آپ کو سرکاری خیرخواہی کے مقابلہ مین اپنے معتوب ہونے کا کبھی خوف نہین رہتا تہا - آپ کے تفویض خاص سرکار کے درازی عمر وغیرہ کے لیئے برہمنون کا تقرر اور رقوم و خیرات وغیرہ کا کام تہا جس کا باطلاع و منظوری آپ انصرام فرماتے تہے - دربارہائے انگریزی - صاحب عالیشان بہادر نواب ن والشرائے بہادر اور دیگر گورنران وغیرہ مین آپ سربراہی پان اور عطردان کی خدمت انجام دیا کرتے تہے جو بطفیل تفضلات شاہی اب تک جاری و برقرار ہے - مقربان شاہی مین آپ کی جرات کسی سے کسی حالت مین کم نہ تہی - آپ کو اکثر مدارالمہامان وقت امرایان و معززین سلطنت کے اکثر ارشادات خانگی پر بالمشافہ پیشی حضور پرنور مین معروضہ کرنا پڑتا اور عموماً امور متذکرہ مین آپ کے معروضون کو شرف قبولیت عطا ہوتا تہا - شادی کے بعد تمامی امرایان اور معززین سلطنت کو سرپیچ کی سرفرازی بموقعہ دربار معلائی آپ ہی کے ذریعہ ہوتی تہی - آپ نے کبھی کسی کی حق تلفی یا شکوہ و شکایت مین حصہ نہین لیا بلکہ متعدد موقعون پر راستبازی اور صاف گوئی سے سفارشین فرمائین - اکثر غربا اور بیکسون کے معاملات اور حالات گوشگذار سمع ہمایون فرماتے رہے جن سے اکثر کام بآسانی طے ہوتے تہے - آپکی نشست کا مکان خلوت مبارک مین تہا -

اور بزمانہ تقاریب اور یاد فرمائی رات دن وہین قیام رکھنا پڑہتا تھا - اکثر بمقام سرورنگر و کوہ مولا بزمانہ نہضت افروزی سرکار آپ کی یاد فرمائی ہوتی تھی - اور آپ کی وہان حاضری رہتی تھی اپنی سہولت کی خاطر آپ نے ان مقامات پر مکانات بنواے اور خرید فرماے تھے - آپ کو ۱۳۰۱ھ ہجری مین بوقت دربار حکمرانی راجہ بہادری کا خطاب معہ لوازمہ سرفراز ہوا - ۲۹ رجمادی الاول ۱۳۰۱ھ ہجری کو بربنا، تحریک نواب عماد السلطنت مدار المہام وقت پیشی سرکار سے نوبت روشن چوکی اور عماری کی سرفرازی ہوئی - ۷ رجمادی الاول ۱۳۱۲ھ بتقریب دربار جشن سالگرہ مبارک محبوب نواز وقت کے بخشی بہا خطاب سے آپ نے عز و وقار پایا -

تذکرہ تصانیف و مشاغل علمی

آپ باوجود عدیم الفرصتی معروفیت کاروبار سرکاری اور سفرہاے متعدد تصنیف و تالیف کے کام مین معروف رہا کرتے تھے - اکثر اساتذہ و علماء وقت آپ کے کلام کو بہت پسند فرماتے تھے - راے بچولال صاحب تمکین اور مولانا مولوی آغا سید علی شوستری طوبی سنا د الملک و مولانا حضرت عباس رفعت بہوپالی مرحوم و مغفور نے آپ کے کلام پہ تقریظین تحریر فرمائی تہین - رباعیات بابرکات بیرایہ عروض وغیرہ مین موجود ہے - خود حضرت اقدس جہان پناہی و عالیجناب نواب مختار الملک اولے و نواب عماد السلطنۃ بہادر و عالیجناب راجایان راجہ

مہاراجہ نرندر بہادر و عالیجناب مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت
پیشکار و سابق مدارالمہام سرکار عالی و دیگر عمائدین اور امرائے
سلطنت آپ کے کلام کو نظر پسندیدگی و وقعت سے ملاحظہ فرماتے تھے۔
آپ کا کلام تصوف معرفت سے پر ہوتا تھا۔ مضامین اونچے اور
نازک ہونے کے علاوہ رنگین و نفیس اور دلکش ہونے کے باعث
بعض تصانیف ایران تک گئے ہین اور اکثر ممالک ہندوستان مین تقسیم
ہوئے ہین۔ آپ کے جملہ تصانیف (۳۰) تیس ہین۔ جن مین سے
فارسی نظم کے (۲۰) ہین اور فارسی نثر مین (۳) تین ہین اُردو کلام مختصر ہے
اور ان مین بھی نظم و نثر کے تین (۳) تصانیف ہین۔ ہندی زبان
بھاکھا مین (۴) تصانیف ہین۔ آپ کے تصانیف کا اسمواری تذکرہ
حسب ذیل ہے۔ کتب مصنفہ فارسی نظم یہ ہین (۱) پیرایہ عروض
(۲) یادگار باقی یعنی دیوان غزلیات فارسی (۳) قصائد باقی (۴)
بہار عام (۵) مثنوی صنائع بدائع (۶) پرنس نامہ (۷) تہنیات باقی
(۸) ضرب الامثال (۹) مکتوبات منظومہ (۱۰) زمزمۂ باقی
(۱۱) بھاگوت شریف (۱۲) رامائن مسیحا مولفہ حضرت باقی (۱۳)
رباعیات با برکات (۱۴) رباعیات مناجات باران رحمت۔
(۱۵) باقی نامہ (۱۶) باغ رزاق (۱۷) مثنوی شمع منور (۱۸)
نشات باقی (۱۹) کنوزالتواریخ (۲۰) کلام متفرقات۔ کتب فارسی
(۲۱) افضل التصحیح لغت (۲۲) توشۂ عاقبت یعنی سفرنامہ طبع شدہ
(۲۳) مہابھارت نامکمل غیر طبع شدہ۔ تصانیف اردو نظم نثر (۲۴)
بقائے باقی دیوان اردو (۲۵) تحقیقات سیاق باقی (۲۶) یتی چرتر

سوانح عمری سوامی بہاسکرانند سرسوتی - تصانیف بہا کہا (۲۷) تیرتہہ مال مجموعہ بھجن ہائے بہاکہا - (۲۸) شنبھو پران - (۲۹) کیشو پران (۳۰) بہاگوت سار - تصانیف نمبر ۲۲ و ۲۳ طبع نہو سکین - اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سفرنامہ انتقال تک مراحتاً تکمیل پاتا رہا - یہ ضخیم کتاب ہے نمبر (۲۳) بہی مکمل نہو سکی منجملہ اٹھارہ پرب مہابہارت کے صرف دو پرب ختم ہونے پائے تہے کہ آپکا انتقال ہوگیا - آپ کا متفرق کلام فارسی اردو اور بہاکہا مین بہت ہے جو قصائد - غزلیات اور عرائض منظومہ کی شکل مین منضبط ہے اور زیر ترتیب ہے - آپ فی البدیہ فرمانے کے بہت عادی تہے عموماً بوقت حضوری وحاضر باشی بموقعہ دربار یا پیشی سرکار کوئی مصرع زبان مبارک سے فرمایا جاتا - اور آپ اُسی وقت مصرع ثانی عرض کردیا کرتے - چنانچہ ایک موقعہ پر حضرت غفران مکان علیہ الرحمتہ نے پیشی مین حاضر ہوتے ہی یہ مصرع آپ سے ارشاد فرمایا کہ اس پر مصرع اولے کہو - میر محبوب علیخان کونہین جانتے کیا - مرحوم نے فی البدیہ یہہ مصرع موزون کرکے عرض کیا ع

پوچہتے کیا ہو کہ آصف ہی تخلص کسکا	میر محبوب علیخان کو نہین جانتے کیا

حضرت جہان پناہی نے سن کر بے حد اظہار مسرت وخوشنودی فرمایا اور اس مصرع کو اپنی غزل مین شریک کرنیکا اعزاز بخشا - سفر اورنگ آباد مین آپنے مختلف موقعون پر حسب حال جو اشعار

فی البدیہ فرمائے تھے اور جس سے حضرت پیر و مرشد اور نواب سالار جنگ بہادر محظوظ ہوئے تھے وہ درج کیے جاتے ہیں ۔

اشعار فی البدیہ متعلقہ سفر اورنگ آباد

نظم کا کھیت ہمنے دیکھا آج	اور کیا ہو ترقی ما نی
زشاخ تاک چو انگور شہ بدست کشید	فتاد خوشہ پروین بہ پنجۂ خورشید
دعوت شاہ بہ مختار مبارک باشد	میز در خانۂ سالار مبارک باشد

اکثر رسومات اور تقاریب کے موقع پر اور کسوف خوف وغیرہ کے اوقات مین حصول منظوری و احکام کے لیئے منظومہ عرائض پیش فرمایا کرتے تھے ۔ آپ کی خط و کتابت شاعری مین اکثر ہند کے اہل علم و فضل سے رہا کرتی تہی ۔ چنانچہ مولوی سید صدیق حسین خان صاحب نواب ملک بھوپال ۔ مولانا مولوی حضرت عباس صاحب رفعت و راجہ درگا پرشاد صاحب مہر ۔ راجہ صاحب سندیلہ رائے جوگل کشور صاحب سیراب بھوپال ۔ رائے دوارکا پرشاد صاحب افق ملک الشعراء لکھنوی ۔ رائے رام سہائے صاحب تمنا ، و رائے کامتا پرشاد صاحب دانا مالک اخبار کالیستھ ہتکاری وغیرہ سے عموماً نظم مین خط و کتابت رہتی تہی اور ہمیشہ سلسلہ اتحاد و ارتباط تازہ رہتا تہا ۔ آپ نے رائے جے پرکاش لال صاحب کے ۔ سی ۔ آئی ۔ ای ۔ دیوان ریاست ڈمراؤن کی دعوت مین بموقعہ کالیستھ کانفرنس ۱۳۱۲ھ

فارسی مین قصیدہ فرمایا تھا اوراسی طرح دہلی اور کلکتہ کے سفر مین آپ نے مشاعرہ کے لیئے دو دو غزلین تصنیف فرمائین۔ چند اشعار مشاعرہ کلکتہ اور تحفہ دربار دہلی ہدیۂ ناظرین کیئے جاتے ہین۔

اشعار غزل مشاعرہ کلکتہ

وچند اشعار نمونہ لطیفہ دربار دہلی مصنفہ حضرت باقی

	اشعار	
کوئین بر شنیدم شہنشاہ شد		دلم زین حقیقت نہ آگاہ شد
شہنشاہ یورپ شدن مشکل است		اگر بہر ہند است بے حاصل است
شہنشاہ را تاج بخشی سزا ست		زشاہان اگر باج گیرد رواست
درآن وقت این نام با نامی است		وگرنہ فقط لفظ بے معنی است

غزل دیگر

ہست محراب حرم ابروئے تو		کعبۂ ارباب ایمان کوئے تو
منت بیجا ز رضوان کے کشم		ہست فردوس برین جیون کوئے تو
اہل ہفتاد و دو ملت اے حبیب	•	سلسلہ جنبان شد از گیسوئے تو
در حساب وین وار انش شمار		باقی زار ست یک ہندوئے تو

باز گو باقی غزل گشتند شاد
اہل کلکتہ ز گفت وگوئے تو

ان مقامات پر آپ کے کلام کی بہت قدر و مانگ ہوئی۔ بلدہ مین بھی

پہلے فارسی مشاعرہ بہت ہوا کرتے تھے۔ بالخصوص بارہ دری عالیجناب سر مہاراجہ بہادر میں آپ شریک ہوتے اور غزل فرمایا کرتے تھے اور باوجود کثرت کار آپ کا سلسلہ تصانیف کبھی نہیں رکا۔ روز صبح چار (۴) بجے سے سات (۷) بجے تک یہی تصنیف اور تالیف کا مشغلہ رہا کرتا تھا۔ اور شب میں بھی اکثر آپ کی بعض تصنیفیں اس قدر مقبول ہوئیں کہ معتقدین و شایقین اب تک ان کو روزانہ پاٹ یعنی ورد کے لئے اپنے پاس رکھتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی شنبھو پران اور بھاگوت سار زبان بھاکھا بہت مرغوب ہوئے۔ فارسی کلام میں رباعیات بابرکات یعنی نود و نہ نام اسماء الہی اور باغ رزاق جس میں ہر خوردنی و ضروری اشیاء کے خواص از روئے اصول حکمت نظم میں بیان ہوئے ہیں۔ بہت پسندیدہ اور کار آمد ثابت ہوئی ہیں آپنے اپنے زمانہ میں لایق شعرا کو پیشگاہ سرکار میں پیش کرنے سے کبھی احتراز نہیں فرمایا۔ بلکہ پیشقدمی فرمائی۔ چنانچہ بلبل ہندوستان حضرت داغ صاحب و مولانا حضرت عباس رفعت و ملک الشعراء آدوارکا پرشاد صاحب افق و راے رام سہائے صاحب تمنا و راے کھنولال صاحب تائب لکھنو وغیرہ وغیرہ کو آپ نے پیشگاہ اعلیحضرت میں پیش فرماکر ان کے کلام اور تصانیف کے اظہار کا موقع دیا۔ چنانچہ بارگاہ خداوندی سے ان حضرات کو جیغہ سرپیچ و خلعت سے قدردانی اور سرفرازی فرمائی گئی اور صاحب اول الذکر کو ملازمت سرکاری اور استادی کا فخر نصیب ہوا آپ ہر موقع او محل پر تواریخ اور نظمیں تحریر فرماتے تھے بعض کنوز التواریخ میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ اکثر عمارات فلک نما جہان نما وغیرہ وغیرہ کی

و پیدائش اور شادی وغیرہ کی تاریخیں بھی آپ کی کہی ہوئی ہیں۔ آپ نے انشاراے چمنا لال صاحب جید منشی عالم و فاضل جو آپکے ہی قرابت میں تھے طبع کرائی شہنشاہ جہانگیر کے مشہور شاعر ملا شیخ کی راماین کو آپنے ہی زیور طبع پہناکر پبلک میں پہونچایا۔ اپنے انتقال کے ایک دو مہینہ قبل بزبانہ علالت ایک رباعی فرمائی تھی جو درج ذیل کیجاتی ہے۔ تتمہ متفرق کلام کسی وقت ہدیہ ناظرین کیا جاے گا۔

رباعی

از درد مفاصلم نہایت دل شاد
زین درد مرا نام خدا آید یاد

بے دردی باعث فراموشی ہست
گر درد دہد خدا بکن شکر زیاد

تذکرہ کارہاے خیر

آپ کے ہاتھوں نہایت بڑے اور اعلیٰ مذہبی کام انجام پائے۔ اور اسی طرح خیراتی کام بھی جن کا نام و نشان ابھی تک باقی ہے اور لفظ باقی کے قیام تک باقی رہے گا۔ دیول چندرائن گٹھ عرف کیشوگیری کو آپ نے حسب الحکم و اجازت نواب سالار جنگ بہادر مدارالمہام وقت ۱۲۷۵ھ ہجری میں اپنے زیر انتظام و نگرانی لیا اور اپنی ذات سے لکھوکہا روپیہ صرف کرکے اس غیر آباد مقام کو آباد فرمایا۔ باؤلیات۔ باغات ذاتی تیار کئے۔ اور اکثر

عمارات عالیشان کی تیاری فرمائی- اس موضع کو محصور فرمایا-
دیگر چودہ پندرہ دیولات بھی تعمیر کرائے- آپ کو اولاد کے پیاپے
ضائع ہونے سے اُن قدیم اُفتادہ دیولات کا دلی شوق ہوگیا تھا
جو ویران اور کس مپرسی کی حالت مین پڑے ہوئے تھے- چنانچہ
آپ نے زمینات قولی اپنے نام سے بتقررین حاصل کرکے کیشوپیٹھ
عرف کیشوگیری یا چندرائن گٹہ کو آباد فرمایا- دیگر معززین و امرایان
سے آمدنی زمینات و یومیہ محاصلی مقرر فرمائے- آپ نے اس دیولکی
پوجاپاٹ موقوف شدہ کو از سرنو جاری کراکے جاترا کا آغاز
فرمایا- اور پوجاری کو جوکہ رہزنی اور ڈاکہ وغیرہ سے ازبس تنگ تھا
اور جس نے آئیندہ کے لیئے کاروبار مین عدم مداخلت کا اقرارنامہ
دیدیا تھا بلواکر مکانات بصرفہ ذاتی تیار کرادیئے اور اقامت و
حفاظت کا انتظام فرمایا- ان کی مسدود شدہ تنخواہین جاری
کرائین اور بے حد سلوک کرکے دوسرون سے بھی سلوک کرایا-
اور پہر وہ ذریعہ آپ نے اختیار فرمایا جس سے آبادی و ترقی
دیول مین کوئی کمی نہ ہو- جاترا بڑی شان سے آغاز کی- اور اس
دیول کے لیئے جملہ آمدنی و اخراجات بشمول آمدنی رقم نذر ذاتی خود
چھہ ہزار چار سو روپے مخصوص فرمائے جسمین ذاتی تین ہزار دو سو روپیئے
اور بقیہ رقم دیگر امراکے عطیہ اراضیات اور مقطعہ جات دیول
وغیرہ کی شامل ہے- ایک مرتبہ آپ نے اپنی ذات سے چودہ ہزار
روپیئے اس دیول کے لئے نذر کیئے جس مین دو مقطعہ ابھی تک
محاصلی ایک ہزار سے زاید سالانہ کی رہن اور انکی آمدنی دیول کے لئے

مخصوص ہے۔ اب بھی یہ جاترا خاص بلدہ کی جاتراؤن مین ممتاز ہے اور اسی جاترا سے نمایش مصنوعات ملکی کا آغاز ہوا ہے۔ اسیطرح آپ نے دیول بالونت عرف پھٹک شلا واقع اناگوندی کے افتادہ وبیچراغ دیول کو ۱۳۰۴ سنہ ہجری مین تعمیر کرایا اور اس کیلئے بہ نفس نفیس پھر کر چندہ فراہم کیا اور متعدد معززین اور ساہوکارون سے سالیانے بھی مقرر کرائے گئے جن مین بعض ابتک جاری ہین۔ دیول داناگندم بھی جو بوجہ ضبطی معاش بالکل ہی ناقص حالت مین تھا آپنے اپنی نگرانی اور اہتمام مین لیکر ۱۲۸۷ سنہ ہجری سے جاترا اور پوجا وغیرہ کا آغاز فرمایا۔ چنانچہ یہ کام بھی ابتک اسی خاندان سے متعلق او جاری ہے۔ یہ پر فضا مقام وقارآباد سے تین چار کوس پر واقع ہے۔ اس اطراف واکناف مین یہ بہت پر لطف اور مشہور دیہاتی جاترا تہوار ہولی کے دسوین روز انجام پاتی ہے آپ نے بمقام مرزاپور عرف بندھیاچل دریاے گنگ پر ایک گھاٹ بنام کشیوگھاٹ بنظر سہولت وآرام زائرین سال ۱۳۰۳ سنہ ہجری مین تیار کرایا۔ اس کے قبل کوئی گھاٹ نہین تھا۔ آپ نے اپنے ایک مقطعہ موسومہ توپرہ خورد عرف ہری نگر مین باقی ساگر نامی ایک تالاب پندرہ ہزار روپیے (۱۵۰۰۰) سے تیار کرایا جس سے ہزارہا مخلوق اور جانورون کو تشنہ لبی وقلت آب سے نجات ملی۔ آپ نے اپنی انا یعنی دایہ کے نام ایک باوٗلی کندہ کرائی جس کا نام گنگا باوٗلی ہے۔ آپ ہر سال حضرت حسین شاہ ولی صاحب قدس سرہ واقع کبوترخانہ قدیم کا عرس روشنی

علاوہ دیگراعراس کے اپنی ذات سے فرمایا کرتے تھے۔
آپ ہر سال ماہ صیام مین روزہ دارون کے افطاری کا اہتمام فرماتے تھے۔ اور ہر بڑے مرشد کامل کے آنے پر اُن کی تواضع خاطرداری مین ہزارہا روپیہ صرف فرماتے تھے
عموماً ہر زبان کے عالم و فاضل بھی بغیر آپ سے ملاقات کئے واپس نہ ہوتے تھے۔ آپ نے ملپا گرو مہاراج جو مرشد مشہور و معروف تھے ہزارہا روپیے اور سیکڑون من غلہ کی فراہمی اور چندہ سے خدمت کی اور یہ اہتمام کیا کہ صبح سے شام تک لوگ روزانہ تا قیام گرو مہاراج بمقام کیشوگری حسب منشا مہاراج موصوف کھائین۔ اسی طرح آپ کے جا بجا دو ایک بڑے کام مثل یگیہ وغیرہ ہوئے۔ آپ بلدہ کے دو دیولات کے متصلہ مساجد کے جھگڑے کے موقعہ پر بھی منجانب سرکار تصفیہ کرنے کے لئے مقرر فرمائے گئے تھے اور بلا کسی فساد طوالت کے ان مذہبی نزاعات کا خاتمہ ہوگیا۔
بمقام جیڑکل ایک کمان اور مکان سنگ بست بغرض آرام زائرین و معتقدین خاص طور پر تیار کرایا گیا جو کثرت جاترا مین عام سہولت پہونچا تا ہے۔ آپ اپنے والد راے نرہری پرشاد صاحب مرحوم کے نام رود موسی پر ایک دھرم شالہ بنوادیا جو باوجود طغیانی اب تک ویسے قایم ہے اس کی تعمیر سے موسم بارش دگرایام جنازہ کے ساتھ آنے والون کو بہت آرام ملا کرتا ہے۔
اس کی تاریخ آپ کی مصنفہ یہ ہے۔ دار باقی زنرہری پرشاد
۱۲۹۷ھ

ملاقات بزرگان دین و حالات سیاحت و زیارات

رباعی

دنیا چو سرائے است سفر باید کرد
از رہگذر دہر گزر باید کرد
این جائے مقام نیست آرا ہرون
پس ماندہ راہ را خبر باید کرد

آپ فقیر کامل اور بزرگان دین کے بڑے معتقد تھے۔ آپ کی خوش نصیبی سے سری مانک پربھو مہاراج ساکن مانک نگر ہمنا باد و سری ملیا گرو ساکن اوسہ و سری برہمانند سرسوتی ساکن پیری ضلع اورنگ آباد دکنی باد اساکن بلدہ حیدرآباد و سری بھاسکر انند سرسوتی مرتاض کامل ساکن بنارس سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا اور سب نے عندالملاقات آپ کی ترقی دینی و دنیوی اور نجات کے لیئے دلی دعا فرمائی تھی۔ جبکہ آپ کی متعدد اولاد ضائع ہو چکی اور راقم کے (عمر) پانچ سال تخت علیل ہونے پر سری بھاسکر انند سرسوتی سے بنارس جا کر ملاقات فرمائی بغیر اظہار حالات سری سوامی مہاراج نے راقم کے لئے اظہار اطمینان دلایا اور فرمایا کہ اس لڑکے سے اطمینان رکھو۔ یہ ہمارے ذمہ ہے چنانچہ مثنوی شمع منور فارسی اور پتی چر ترا اُردو و سوانح عمری سوامی جی ممدوح میں اس کا تفصیلی ذکر ہے اور اسی وجہ سے راقم کی رسم مکتب خوانی شادی وغیرہ بنارس ہی میں انجام پائی۔ اور آپ

بلحاظ عقیدتمندی ہرسال دوسال مین بغرض ملاقات وقدمبوسی
مہاراج موصوف بنارس تشریف لیجاتے تہے۔ سری نانک پربہو مہاراج
نے بہی آپ کو دو عصا اور دو طوطے سرفراز فرمائے تہے جس کا
یہ منشا تھا کہ آپ کے اولاد ذکور سے دو یادگار رہین گی۔ آپنے
اکیس (۲۱) سفر کئے تہے۔ جو آپ کے سفرنامہ موسومہ توشۂ عاقبت سے
مفصلاً ظاہر ہے۔ آپ کلکتہ۔ دہلی۔ آگرہ۔ متھرا۔ بندرابن۔
پونہ۔ بمبئی۔ مدراس۔ بالاجی۔ سریرنگ۔ شوکانچی۔ جگنناتھ جی۔
سندیلہ ڈمراون۔ بنارس۔ مرزاپور۔ الہ آباد۔ جبل پور۔ لکھنو۔
کانپور۔ نیم سارن۔ اجودہیا۔ گیاجی۔ امرتسر۔ لاہور۔ جوالامکہی
جالندہر۔ تلجاپور۔ پنڈہرپور۔ اجمیر شریف۔ پشکرراج۔ جے پور۔
بہوپال۔ اجین۔ ملکارجن۔ ناسک۔ ترنبک۔ اونکارناتہہ۔
مالونت بیجاپور۔ بلاری۔ بہدراچل۔ داماگنڈم۔ اناگوندی
اور دیگر اکثر مقامات علاقہ سرکار عالی مین تشریف لیجاچکے تہے۔
اور ہرجگہ آپ نے خیرات و مبرات مین ایسا حصہ لیا تہا کہ
آج تک اون مقامات مین نام روشن ہے۔ اور لوگ نہایت
محبت و احسان سے یاد کرتے ہین۔ آپ ہرجگہ بلالحاظ قوم وملت
قابل دید مقامات متبرکہ سے فیض حاصل فرمایا کرتے تہے۔
آپ بنارس بلحاظ مقام متبرک نو (۹) مرتبہ تشریف لے گئے تہے۔
آپ کے ہمراہ ہمیشہ متعدد اقربا و ملازمین رہتے تہے۔ اور یہ
بوقت شادی راقم جو سفر آخری تھا متعدد ڈیے مخصوص اور منتخب تہے
اور ہرلوازمہ مثل نوبت و روشن چوکی ساتہہ تہے۔ مذہبی فرائض

ورسومات کی ادائی جملہ مقامات متبرکہ مین نہایت شاندار طریقہ
کرتے رہے۔ اور آپ نے اپنے والد ماجد راجہ نہری پرشاد
کے نام ہزارون کا سلوک و خیراتی کام کیے۔ آپ سنہ ۱۳۰۱ھ مین
سواری سرکار کے ساتھہ جب بنارس تشریف لے گئے تھے تو
آپ نے بنارس کی شان مین جو نظم تحریر فرمائی ہے اس سے
چند اشعار ہدیہ ناظرین کیے جاتے ہین۔

نظم در بنارس

محبوب شہ آمد بہ تماشائے بنارس
جہانی او ساختہ راجائے بنارس

آن ایسری پرشاد کہ مشہور جہانست
حسرت دہ ہند است از و جائے بنارس

یوسف زد و کن آمدہ با حسن و تجمل
تا عاشق او گشتہ زلیخائے بنارس

آبش کہ ز گنگ است مگر آبحیاتست
جان دادہ بہر مردہ مسیحائے بنارس

ہم راجہ نراندر کہ بہمراہی شہ بود
اشنان او اکرد بہ گنگائے بنارس

دیگر چہ کنم وصف بنارس کہ ہمیشہ
باقی سر من باشد سودائے بنارس

دیگر مشاغل و مصروفیت عام

آپ پخت و پز مین لاجواب مہارت و دخل تامہ رکھتے تھے

آپ بارہا حضرت غفران مکان علیہ الرحمتہ و عالیجناب نواب سالار جنگ اولے و عالیجناب راجایان راجہ نرندر بہادر و پیشکار و دیگر امرا و معززین کی خدمت مین ہندوانی و اسلامی کھانے اور مرغوب اغذیہ پکاکر داخل فرماتے تھے۔ اور آپکی تیار کردہ سب غذائین بہت تعریف سے کھائی جاتی تھین۔ اور عموماً فرمایشون کا سلسلہ رہتا تہا۔ آپ کو اچار اور مربہ تیار کرانیکا خاص طریقہ معلوم تھا۔ بعض رسومات اور قومی شادیون مین اصلاحین فرمائین۔ اور غزلخوانی کے طریقہ کو جو غیر مہذب بنگیا تہا دلخوش کن اور مہذب لباس پہنایا تہا۔ علم موسیقی مین کافی معلومات تھین۔ آپ کے یہان پنجاب کے ربابی ملازم تھے۔ اور بوقت فرصت آپ کا کلام سنایا کرتے تھے۔ اور اپنے عزیزان خاص کے علاوہ اکثر دوسرے اشخاص کی شادیان و دیگر رسوم مذہبی مفت کرادیتی تھین۔ آپ متحمل مزاج۔ دوراندیش۔ خیرخواہ سلطنت تھے۔ آپ ہمیشہ قدیم لباس جامہ نیمہ دوگلہ وغیرہ مین ملبوس رہا کرتے تھے۔ ایک دفعہ صاحب عالیشان بہادر نے معمولی دربار انگریزی کے موقعہ پر آپ سے اس قدیم لباس کے متعلق یہ تمسخر فرمایا تہا کہ راجہ صاحب یہ ہماری لیڈیون کا لباس ہے۔ آپ کیون پہنتے ہین۔ آپ نے اُس وقت یہ برجستہ جواب دیا کہ صاحب یہ لیڈیون کا لباس نہین ہے بلکہ آپ کے مرشد اور رہنماے دین پادری صاحبون کا لباس ہے۔ جس کی ہر وقت تعظیم ہونی ضروری و لازمی ہے۔ اسی طرح کے متعدد واقعات ہین جو بخوف طوالت

قلم انداز کر دیے گئے۔ آپ جہان نوازا ور قوم و ملک کے
فدائی تھے۔ آپ نے ہمیشہ قومی کامون مین پیشقدمی کی ہے
آپ راسخ الاعتقاد پابند مذہب اور طریق قدیم تھے۔ آپ
بے تعصب ہمدردانہ اور بے ریا انسانی دل اپنے پہلو مین
رکھتے تھے۔ آپ ہر قوم و ملت مین خدائی شان و جلوہ دیکھتے تھے
اور ہر ایک کے دُکھہ درد سے فوراً متاثر ہوکر انکا کام اپنے
ہاتھہ مین لے لیا کرتے تھے۔ آپ کامل تجربہ کے بعد یا تحقیق پر
پورا بھروسہ فرماتے تھے۔ آپ کسی کے ساتھہ کوئی برائی کرے تو
اس کے تخریب کے درپے نہین رہتے تھے۔ آپ اپنے
مالک کے جیسے سچے معتقد و وفادار تھے اسی طرح اپنے والد
استاد و مرشد کی ذات مین پوری عقیدت رکھتے تھے۔ آپ نے
اپنے والد رائے نرہری پرشاد کی شان مین ایک قصیدہ
لکھا تھا جو اپنے ڈھنگ کا نرالا اور اظہار عقیدت کا
سچا فوٹو ہے۔ نمونتاً شعر اوّل و دوم اور آخری درج ذیل ہین

اشعار در مدح والد ماجد

نرہری پرشاد صاحب والد والائی من نیست در عالم بغیر از ذات پاک او دگر	۰۰	مظہر من مصدر من مالک و ملجائی من والی من ہادی من مرشد و مولائی من

فارغ از خیر و شر دنیا و دین گردیده ام
در رضائی او ست باقی دین من دنیائی من

آپ نے ہتیار کے استعمال اور ہنوٹ وغیرہ کے کمال کو بطریق خاص حاصل فرمایا تھا۔ آپ اپنے ہونہار سعادتمند جوان فرزند رائے کیشو پرشاد و دیگر اولاد کے وفات پر نہایت صبر و شکیبائی سے کام لیا۔ اور مثل دیگر دنیا دارون کے مغلوب الم نہوئے۔ آپنے اپنے چار برادرزادون کو چھوٹے بہائی کے انتقال کے بعد اپنے زیر تعلیم و نگرانی رکھا۔ اور ان سب کی شادی مثل اپنے فرزند کے اعلےٰ پیمانہ پر کی تھی۔ آپ ایسے شہ خرچ تہے کہ راقم کی شادی مین کثیر رقم صرف فرمائی۔ آپ نے مہاراجہ کاشی نریش و مہاراجہ اہتی و راجہ صاحب شدیلہ کی دعوت کی تھی۔ اور بزمانہ شادی و بموقعہ سفر ہمراہی سرکار بنارس لکھنو دہلی کلکتہ بہوپال و مین جملہ اصحاب برادری اور قوم کی ہزارہا کی تعداد مین پر تکلف دعوت کی تہی۔ آپ جبوقت بیمار ہوئے اور درد پا سے لاچار تو ایک ڈیڑہ ماہ تک حاضری دیوڑہی سے معذور رہے۔ اسی زمانہ مین حضرت غفران مکان علیہ الرحمتہ نے حسینی محل و اسٹور سے ہوتے ہوئے آپ کی نسبت دریافت فرمایا اور آپ نے بحالت علالت آگے بڑھکر شاہی استقبال کا فخر حاصل کیا۔ سواری حضور پر نور آپ کے غریب خانہ پر نہضت افروز ہوی اور نہایت بشاشت و فرحت سے نذرین قبول کرکے گہنٹہ ڈیڑہ گہنٹہ قیام پذیر رہی۔ آپ پر خاص عنایات شاہی کا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہے کہ آپ کے فرزند راقم کے چھوٹے بھائی رائے محبوب راج صاحب معہ تین سالہ کو جن کا نام خاص

سرفراز کردہ و نام زد شاہی ہے۔) گو دین اٹھا کر اعزاز بخشا۔ آپ نے سواری مبارک کی تہنیت افروزی کے متعلق جو نظم فرمائی اسکا مصرعہ تاریخ یہ ہے۔ تو باقی بے تکلف گو سواری نظام آمد۔
۱۳ ۱۳ ہجری

آپ نے دختروں و نواسیوں کی شادی کے لیئے اورنگ آباد و مدراس وغیرہ سے خاندان طلب فرما کر ان کی پوری کفالت فرمائی تھی۔ آپ کو ہمیشہ وسعت برادری و توسیع تعلقات اور مراسم کا خیال رہتا تھا۔ آپ نے تعلیم عزیزان کے لیئے بشکل مدرسہ چند اساتذہ مقرر کر کے اہتمام تعلیم باقاعدہ فرمایا تھا۔ آپ کے فرائض زندگی مین کوئی ضروری فرض تکمیل طلب نرہا تھا۔ آپ اکثر دوستوں سے فرمایا کرتے تھے کہ آپ کو اپنے مالک کے سامنے اس دنیا سے کوچ کرنا نصیب ہو۔ اور یہی آپ کی آخری آرزو تھی جو خدا تعالی نے پوری کی۔ آپ کو اکثر احباب بصلہ کارگزاری حصول جاگیر کیجانب توجہ دلاتے رہے۔ آپ نے ہمیشہ یہ کہکر انکار فرما دیا کہ جس روز سرکار سے مین اپنی ذات کے لئے کوئی درخواست کرون۔ اُس روز سے میری زبان اور دل مین کسی اور کے لئے عرض و معروض کرنے کی طاقت نرہے گی اور مین خدمت خلق سے محروم رہجاؤنگا۔ مین اس قیمتی خدمت کے مقابلہ مین اپنے نفع و نقصان کی پرواہ نہین کرتا۔ آپ کی سفارش پر ایک معزز عہدہ دار سرکار عالی نے باوصف وعدہ ایفاء فرمایا تھا۔ آپ نے بہت عرصہ تک انتظار کرنے کے بعد آخری مرتبہ جو یاد دہی کی وہ آپ کے مصنفہ

ذیل کے شعر سے ظاہر ہوگی جو آپکے صاف گوئی کی دلیل ہے۔ ~ ع

نہیں ہی کام قیامت مین تم سے کام نہین	خدا نہین ہو پیمبر نہین امام نہین

آپ زود نویس تھے اور خوشنویسی مین بھی خوب دخل تھا اکثر قطعات آپکے قلمی اور مصنفہ موجود ہین جو طبع شدنی ہین۔

حالات وفات

آپکو وجع مفاصل کا لگاؤ ہو گیا تھا۔ آپکی علالت ۲ محرم ۱۳۱۴ھ بخار سے آغاز ہوئی اور بڑھکر نقاہت اور دوسری کمزوریونکا سبب مرض قرار دیا۔ افسر الاطبا حکیم محب حسین فیلسوف جنگ کا علاج تھا۔ آپکے عزیزون اور دوستون نے تبدیل علاج کے لیئے بیحد اصرار کیا۔ آپنے ایک نہ مانی اور اپنے عزم پر قایم رہے جس سے آپکا استقلال اور خدا پر بہروسہ دم آخرین تک ثابت ہے۔ آپکی صحت یوماً فیوماً بگڑتی گئی اور دوا سے کچھ فائدہ نہوا اور آخر ۲۳ صفر ۱۴ سنہ ہجری روز سہ شنبہ تھا ایکادشی (جو خاص متبرک دن اہل ہنود کا ہے) آپنے انتقال فرمایا۔ آپنے پندرہ روز قبل سے غذا اور پانی کا استعمال مطلقاً ترک فرما دیا تھا از روئے شاستر ہنود یہ ایک طرح کا روزہ (انشن برت) تہا جو خاص شاغل اور کاملین کر سکتے ہین آپکے زمانۂ علالت مین منجانب و بحکم سرکار نواب محبوب یار جنگ ناظم الملک بہادر بغرض عیادت تشریف لائے تھے۔ اور عالیجناب مہاراجا یان راجہ مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت پیشکار و سابق مدار المہام سرکار عالی نے قدم رنجہ فرما کر عیادت فرمائی تھی۔ عالیجناب مہاراج ممدوح الشان آپنے فرمایا کہ مین بفکری اور تسکین قلب کے ساتھ جا رہا ہون۔ میری علالت نہ موجودگی اور خرابی صحت قابل فکر نہین ہے۔ عالیجناب راجہ راجان راجہ شیوراج دہرمونت بہادر آصفجاہی و عالیجناب مہاراج راجہ مرلیمنوہر آصف نواز ونت بیکنٹھ باشی دیگر معززین و ملاقاتی اصحاب نے بھی تشریف آوری سے اظہار محبت و ہمدردی فرمایا۔ انتقال کے بعد

راجہ سری پرشاد آپ کے برادر زادہ نے آخرت باقی نامی ایک کتاب شایع فرمائی -
جس مین نامور شعرا نے آپکے وفات کی تاریخین کہی ہین - بعد وفات بصلہ کارگذاری
و جان نثاری و بلحاظ قدر پروری و ذرہ نوازی جملہ خدمات راقم کے نام بعہد و
فرمان مبارک بحال فرمائی گئین - اور پندرہ روز کے اندر رسم پرسہ بپا فرمائی نیز حلہ مبارک
برآمدی کا سرو شال سفید سرفراز کیا گیا اسی طرح علاقہ دیوانی و پیشکاری سے بہی حسب غلہ آمد قدیم
عمل فرمایا گیا - آپکے جنازہ کے ساتھ ہزارہا مخلوق تہی اور بعد حکم و اجازت سرکار جنازہ اٹھا
خیر خیرات کا معقول اہتمام تھا اور لوازمات اعزازی ہمراہ جنازہ تہے - اس خزینۂ علم
اور ہمدرد زمانہ نے جسوقت آنکھین بند کین ہزارون دوست احباب شناسا اور عام
پبلک بیتاب و مضطرب ہوگئے اور آجتک بہی باوجود انقضا اٹھائیس (۲۸) سال
جب کبھی آپ کا ذکر خیر آجاتا ہے تو نہایت خلوص و محبت سے آپ یاد کیے جاتے ہین
خصوص مشکل اور اہم کامون کے انصرام و انجام دہی مستعدی و حاضر جوابی آپکی یاد کا ذریعہ ہے
بوجہ قلت وقت و خوف طوالت بغرض معلومات و دلچسپی معزز ناظرین و شایقین
چند صفحات مین اپنے معزز و محترم والد مرحوم و مغفور کے مختصر واقعات پیش کئے ہین
مینے اسمین مبالغہ و عقیدت سے کام نہین لیا ہے بلکہ والد مرحوم کے یادداشتون سے اقتباس کیا ہے
آیندہ بشرط فرصت و زندگی آپکا متفرق کلام فارسی و اردو وغیرہ بہی طبع ہوسکیگا -
جو ایک بہتر ذخیرہ تاریخی ہوگا اور باعث تفریح و دلچسپی بہی - فقط

نرسنگھ راج

هُوَ الْبَاقِی



کلام حضرت باقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم گوی
مفتاح گنج رازہا بیان گر جوئی

باقی نام ذوالجلال لم یزل ولا یزال لیست کہ ابدالآباد باقیست وابتدای ابتدائیش وانتہائی انتہائیش کسی را معلوم نیست ۔ باقی فانی یارای حمد او نمیدارد بعضے اشعار سر غزل باقی نامہ وختم آن می نگارد ۔

غزل باقینامہ

ہمہ فانیست جہان یا باقی
ہست یک ذات تو لا باقی

اے غم عشق فنا فی اللہ کن
غیر ازین نیست تمنا باقی

دل وجان تاب توان رفت بعشق
ماندہ است این تن تنہا باقی

شد ز معشوق ظہور عاشق
نام مجنون نست ز لیلا باقی

یار با تو نشود باقی یار
واری این حرص وہوس تا باقی

غزل خاتمہ باقینامہ

ہمہ عالم فنا است اے باقی
نیست موجود غیرِ تے باقی

ہمہ تن خاییم چو نے باقی
نیست خرا ستخوان و پے باقی

از دوئی درگذر ہمہ اُوئیم
نیست در ما بغیرِ وے باقی

رفت بہرام گور ہم در گور
نام کیخسرو ست کے باقی

غیرِ حق کل من علیہا فان
باقیا نیست ہیچ شئے باقی

باقی ثانی لاثانی ذات بابرکات محبوب ربانی معشوق یزدانی است کہ از ہمہ آدم بمصداق لولاک لما خلقت الافلاک پیش از آفرینش موجود بود۔ و نیز بعد از فنای دنیا و ما فیہا بروز قیامت شفاعت جمیع عاصیان پُر معصیت خواہد نمود۔ نعت او را چگونہ سرایم بر این غزل نعتیہ کہ مشہور جہان و مقبول صاحبان ایمان و ایقان است اکتفا می نمایم۔ مولانا غلام امام شہید اکثر در مجالس مولد۔ از این غزل راقم آغاز بیان می ساخت و عالمے را بوجدی انداخت۔

غزل نعتیہ

ترا اول بہ اخفا آفریدند
ازان پس دین و دنیا آفریدند

پس از ذاتِ خدا اول خدا را
جمالت اے خود آرا آفریدند

نخستین شان و قدرت عرضه دادند — از آن عرش معلی آفریدند
ظهور عالم بالا زپس گشت — نخست آن قد بالا آفریدند
وجودت پیش آدم بود موجود — تنت را پیش حوا آفریدند
قد و خد تو را پیرایه دادند — وزان فردوس و طوبی آفریدند
زعکس خنده دندان نمایت — بهم عقد ثریا آفریدند
دو رخسار ترا گلگونه دادند — ازان شمس و قمر را آفریدند
دو گیسوی ترا پر پیچ کردند — ازان ثعبان موسی آفریدند
لب جان بخش تو اول بشد خلق — سپس روح مسیحا آفریدند
زخویت قطرهٔ در بحر بردند — زبحر نوح دریا آفریدند
زرویت صبح عید خلق کردند — زمویت شام یلدا آفریدند
برب کعبهٔ ابروی خوشت — برای سجدهٔ ما آفریدند
نشد از سرمهٔ مازاغ محتاج — که چشمان تو سهلا آفریدند
جمالت بهر عالم حسن یوسف — فقط بهر زلیخا آفریدند
سوادی دام از خال تو کردند — بدل ها زان سویدا آفریدند
نهال قامتت را سایه زان نیست — ترا بی مثل و همتا آفریدند
بجانت آفرین جان آفرین کرد — ترا تا جان جانها آفریدند
زبهر امتان بیکس و زار — ترا ما وا و ملجا آفریدند
مبارک آفرینش را که چون تو — شفیع روز فردا آفریدند
خدایت رحمة للعالمین گفت — بهر کس رحم فرما آفریدند
سراپائی ترا مدحت چه سازم — که از نورت سراپا آفریدند

مرا باقی زبیر وصفِ آن گل
برنگ مرغ گویا آفریدند

باقی لقب ظاہری وتخلص شاعری این فانی البنیا دگردہاری پرشاد است کہ پدرشش رائے زہری پرشاد بن رائے سوامی پرشاد بن رائے راجارام متوفیست کہ خدمت استیفارسی وششش کارخانہ جات سرکار کہ ازسہ پشت ارثاً تعلق داشت تاحال باقیست۔ واضح باد کہ این ہرسہ تن اجدادمن مخزن معرفت اساسی ومعدن گوہر حقیقت شناسی بودند۔ ازتصانیف کتب ویدانت مذہبی مشتہر جہان وشمنی دوران گشتند۔ این ہیچدان رانیز اللہ تعالیٰ بہ آن پایہ رسانید واکثر کلام مرا بزبان فارسی ہندی بہاکا واردو سرزد گردیدہ وتا ہندوستان وایران بہ رسائی تقدیر رسیدہ مقبول گرداند۔

غزل

آلہی جلوۂ طور معانی وہ بیانم را
لبم را معدن یاقوت رنگین معانی کن
تن بے مایہ ام را پُرکن ازجان سخندانی
چہ درظاہر چہ درباطن برے خویشتن واکن

زبان شعلۂ وادی ایمن کن زبانم را
بہ نیسان سخن پُر درنما درج دہانم را
روان جسم نظم ونثر کن طبع روانم را
زدل چشم نہانم رازسر عین عیانم را

فناگردان بہ جستجوئ نام بے نشان خود
نشانے نابود باقی وجود ناتوانم را

باقی ہرچیز فانی است درد ے کہ باقیست فانی نیست چون تمنائ مطالعہ رسالہ

نالہ درد و آہ سرد حضرت خواجہ میر درد کہ فقط نام شنودم و گاہے ندیدہ بودم در دل داشتم اتفاقاً بجہت تلاش این رسالہ ہائے نادرہ بہ مخزن معرفت مولانا عباس رفعت بہ شہر بھوپال کہ مجمع اہل فضائل و کمالست بنگاشتم الحمدللہ کہ ازان جا پنج رسالہ کہ حواس خمسہ کالبد عرفان بودند ہمدست شدند کیفیت آن ازین دردنامہ منظومہ کہ در شکریہ این ہدایا بطور رسید ارسال یافتہ بود پیداست و مذاق و اشتیاق باقی ازان ہویداست۔

رقعہ منظومہ

اے جناب رفعتِ رفعت مآب
مولوی عباس عالی انتساب

تا بہ باغ خاطر این خوش نصیب
نالہ آمد ز سوز عندلیب

گل گل از گلبانگ او نالان شدم
شکل نرگس جملہ تن حیران شدم

رشک بر دم بر نوائے سوز او
جان فدا بر نالۂ دلدوز او

در چنین باغ بسیط پُر بہار
از نظر گلگشت کردم چند بار

دیدہ واکردم تماشا ساختم
آہ سرد حسرت افزا ساختم

نالۂ دردے کہ میکردم تلاش
آہ سردے برکشیدم دلخراش

نالۂ پُر سوز دیگر شد حصول
ہدیہ‌ام دادی ز جان کردم قبول

درد دل چون مرہم دل یافتم
نور ایمان شمع محفل یافتم

خواستم دو نسخہ حاصل گشتہ پنج
از تو ممنونم درین دار سپنج

نالۂ درد از تو پر آوازہ شد
آہ سردے گرم بے اندازہ شد

درد دل آرام جان شد بے دروغ
شمع محفل از تو گشتہ با فروغ

زیور طبع از تو شد این چار را
ساختی مشهور بر تحریک من
آفرین بر سعی جهدت آفرین
آفرین بر بیگم شاه جهان
آفرین بر ملکهٔ بهوپال باد
آفرین بر خوشنویس این کتاب
آفرین شد از تو زنده نام درد
صد هزاران شکر احسان میکنم
در جواب ار دیر شد معذور دار

از دکن تا کشور چین و خطا
آفرین بر رائے خوب نیک من.
آفرین بر شاه همت آفرین
آفرین بر همت آن قدردان
آفرین بر دولت و اقبال باد
آفرین بر این کتاب لاجواب
آفرین شد رشک صبح شام درد
صد ستایش از دل و جان میکنم
من فراموشت نکردم زینهار

در دل باقی عقیدت باقیست
یار باقی هست و صحبت باقیست

باقی را چون رسالهٔ نالهٔ درد و آه سرد و درد دل و شمع محفل ما ورائے نالهٔ عندلیب بدست رسید آنچنان شعلهٔ نالهٔ درد شرارهٔ آه سرد از درد دل سر بر کشید که شمع محفل حضار گردید و آنقدر فیضان مطالعهٔ آن چهار رسالهٔ عرفان استعداد انتباه آگاهی بهم رسانید که به تسوید این رساله درد باقی و دُرد ساقی که دُردیست از ساتگین درد و جرعه ایست از ساغران ساقی معرفت یکتا فرد جرات نمود به ذلهٔ بلی گو دسترخوان آن منزبان بزم توحید و جرعه کشی و پیمانه پیمائے مضبط آن ساقی وحید بخود شده ابواب کشف بروئے دل غفلت خود برکشود و برنگ نالهٔ عندلیب در چمنستان دکن غلغلهٔ عجیب

انداخت ازین دو رباعی حالیہ را زمزمہ بلند ساخت۔

رباعی

دردِ باقی کہ جرعۂ ساقی ماست
مستیٔ افزائے بزمِ عشاقِ ماست
وردے کہ بہ میخانہ درو دردِ ماست
باقی از بہر فرحت باقی ماست

رباعی دوم

این دردِ باقی ست و دردِ باقیست
مستی افزای بزمِ عشاق ست
دردیست ز میخانہ درو آن درد
باقی از بہر انتشاط باقیست

باقی باد فرخندہ بنیاد حیدرآباد کہ بہ یاوری تقدیر قسمت خداداد اتفاق مولد و منشائے اضعف العباد گردہاری پرشاد باقیؔ درین سرزمین مینو سواد افتاد۔ بہ فضلہ بہ برکت و شرکت نام مبارک حیدر کرار محسود بلاد است و رشک دوم روم و بغداد نام سلطنت اسلامیہ درین زمانہ پرفتن و فساد درین دیار باقیست و پرورش گاہ ہر قسم انام و عباد کہ مراد از زدی و زنگی و پارسی و فرنگی و عرب و عراقیست۔ چہ میدانی کہ حامی و حارس این شہر نادر الدہر کیست و باعث ابقائے امن و سلامتی ریاست از چیست آگاہ شو آگاہ شو ہر جادۂ بد اعتقادی مرو کہ چار سوئے اطراف و اکناف این دیار اولیائے کبار مکملان اخیار ہمچون اشرف العارفین حضرت بابا شرف الدین صاحب قدس سرہٗ و جناب حق بین و حق جو شاہ راجو صاحب دام برکتہٗ و یوسف مصر علم الیقین یوسف صاحب شریف صاحب منیف نور اللہ مرقدہٗ ضیائے شمع روشن کے

حسین شاہ ولی صاحب قبلہ طاب مضجعہ بمنزلہ حصار بر دو کروہی و چہار کروہی این بلدہ بزیر زمین بہ افضال ارحم الراحمین آسودہ اند کہ آسایش تخت گاہ نظام و باعث امن امان کار و بار اہل اسلام ازان ہویداست۔

غزل

حیدرآباد دکن بیشک مقام اولیاست
شہریارا و سجان و ولی غلام اولیاست

ظاہرا گو نظم و نسق ارکان دولت میکنند
درحقیقت انتساق و انتظام اولیاست

از محل چیست بیم و در تنزل چیست باک
تاکہ در اطراف و اکناف قیام اولیاست

نام زد محبوب سلطان از برائے خیر ہست
خطبہ و ہم سکہ اینجا بنام اولیاست

آن شہ آصف لقب بے غم ز خوف دشمنان
تا سر اعدائے او زیر حسام اولیاست

تمغہ ہائے کہ از شاہ عنایت شد عطا
بر ہمہ اعلام آصف زاہتمام اولیاست

حیدرآباد ست بیش آباد از دیگر بلاد
تاکہ باقی اعتقاد و احترام اولیاست

دفع گشتہ ساقیا اندیشہ رنج و خمار
خسروما جرعہ نوش دردو جام اولیاست

از چہ باقی میناید فکر شہر و شہریار
خوف باقی نیست درحفظ دوام اولیاست

باقی فانی تو عجب مرد نادانی کہ باوجود خداداني خود را بندہ نژاد پشت در پشت سلطانی و خانہ زاد سلاطین متکفل جہان بانی می شماری و بہ ہوس نوبت و عماری و خطاب خدمات سرکاری خیال اطاعت گزاری خداوند حقیقی نمی داری اگر سر پاس بہ کار مالک مجاز مصروف می باشی پاسے خود را مشغول و مالوف یاد آلہی دار و اگر تمام روز در اقلیم القیاد

مامور می ماند دمے یا لحظہ روئے توجہ بہ بارگاہِ کارساز بے نیاز بیار -

غزل

ہان بدنیا خیال دین ہم دار	حفظ آن کن لحاظ این ہم دار
پس پس و پیش چیست ممکن ہست	پیش بینی غم پسین ہم دار
آفرینش تمام گو از تست	یاد آفاق آفرین ہم دار
شادمانی بہ عالم فانی	درد او در دل حزین ہم دار

در مکان جہان کہ می مانی
با فنا خاطر تکین ہم دار

باقی سراسر فانی سرت داوندکہ در نماز پنجگانہ بہ بارگاہِ یگانہ سجدہ شکرانہ نمائی ۔ نہ کہ از سر تبختر بہ دستار رنگین آرائی و بہ کلاہ زرین و تاج مرصع سر تحشم و تکلف بر آسمان تکبر فرسائی چشمت داوندکہ مشاہدۂ جمال وحدت و تماشائے قدرت سازی نہ کہ نگاہ بد و نظر حسد بر چہرۂ پردگیان عفت و عصمت و خوب رویان نیکو صورت بہ نیت فاسد اندازی گوشش ہوشداوندکہ پند بزرگان نیک آئین و وعظِ محققان دین مبین بہ عقیدت واثق بشنوی نہ کہ بہ شکایت ابنائے روزگار کشائی و بہ سماعت، افسانۂ فاسق در دہی زبانت داوندکہ شکر نعمت ہائے نامتناہی و وظیفہ اسمائے الٰہی کماہی نمائی نہ کہ ہمہ وقت بہ تلخ گوئی دشنام و شرار خائی اقسام ہذیان سرائی افزائی دستت داوندکہ بہ اعانت دستگیری

درماندگان ضعیف بہ شجاعت وسخاوت پیش آئی نہ کہ از دست جبروزبردستی زیردستان کمزور را پسپا نمودہ قوت آزمائی نمائی باید دانند کہ برجادہ زیارات متبرکہ درگاہ اولیا وانبیا از رہِ صواب شتابی نہ کہ بہ پامالی موران وکلد کوبی کوران مورد عذاب شوی وانتقام آن یابی۔ افسوس ہزار افسوس کہ برخلاف شیوہ انسانی قدر عطائے خلقت نقد کرمتاجسمانی نساختی ووجود مسعود خود را باین اعمال نامحمود نابود نمودہ درکتم عدم انداختی۔

رباعی مولف

خود را انسان باین عمل میدانی	حاشاک اللہ بدتر از حیوانی
از ہستی تو نیستی افضل باشد	گشتی تو ز دست خویش باقی فانی

باقی از مذہبم ہیچ مپرس واز مشربم تشریحے مجو درجادۂ استدراک ملت کہ ہفتاد دوراہ پرپیچ دارد زنہار منیو ہندویم مگر سنگ دست تراشندہ خود را نام خدا نہادہ مشرکی نمی کنم۔ مسلمانم اما خاص مسجد را خانۂ خدا تصور ساختہ بر زمین افتادہ سربہ سنگ نمی زنم۔ بت من زرتیخانہ من است نہ در معبد برہمن۔ نماز گاہم درطاق دل ہست نہ درکعبہ آب وگل۔

شعر

مبارک حاجیان را بعد راہ قطع منزلہا	من از راہ صفا کردم طواف کعبۂ دلہا

قشقۂ صندل زنہار بر پیشانی نمی کشم کہ دردسر ازان می زاید داغ سجدہ راہرگز بر جبہۂ خود

جائے نمی دہم کہ تیرہ روی می افزاید۔

شعر

بخدا تا بہ دربتکدہ پیشانی بود
قشقہ کفر من از نور مسلمانی بود

غزل

ترا ز کفر مسلمانیم چہ درکار است
گہی ز پرسش او عاست بد مورد قہر
مرا ز جنت و دوزخ امید و بیمے نیست

ازین دو ہست خوش آن کان بندۂ غفارا
گہی ز بخشش آمرزش گنہ گار است
قضاش ہرچہ بخواہد کند کہ مختار است

گہی ز مکر متش در دیا فیست آرام
گہ از مشیتش آرام در رو آزار است

غزل دیگر

نے کافر بدکیشم و نے کافر دینم
شد قرعۂ بدنامی او نقش جبینم
خوانی اگرم عاشق بے کینہ ہمانم
جائے کہ بود پردگی حسن مکانم

آزادۂ عشقم نہ چنانم نہ چنینم
من کافر عشقم چہ بود کار ز دینم
دانی اگرم بندۂ دیرینہ ہمینم
آنجا کہ کند جلوہ گری عشق مکینم

فانی اگرم خواند بہ تقیید چنانم
باقی اگرم گفت بہ تنزیہ چنینم

باقی وحدت بے شرکت او را در عالم کثرت چگونہ بہ شہود است باید فہمید عکس آفتاب را ہنگام نصف النہار در تمامی ظروف پُر آب بے شمار جلوۂ نور منور و روشن ظاہر و رنمود است باید دید۔ پس ظرفے را از ان ظرفہا باید شکست و باید دانست کہ فقط ظرف مفقود است و تاب آفتاب بلا کم و کاست برجائے خود موجود۔

بیت

آن شوخ طرحدار بماہست و بمانیست	حبیب باقی فنا	چون عکس ہر آئینہ جداہست جدا نیست
آن دلبر عیار بماہست و بمانیست		چون بوئے گل و غنچہ جداہست و جدا نیست
این کون و مکان غرقہ گرداب فناہست		باقی ہمہ مشتق ز فناہست و فنا نیست

بیت

ہمہ او خود ہمہ دانی این است		معنی باقی و فانی این است

باقی دل تقدس منزل خود را کہ مظہر انوار تجلیات یزدانی و مصدر لمعات نورانی از فیوض تصورات سبحانی است از گرد و غبار وسواس لاطائل نفسانی و خس و خاشاک باطل خواہشات شیطانی مکدر ندار و در ین گل زمین ہمیشہ بہار تخم مغیلان مکار۔ این مرآت حق نما را زنگ آلود مساز و این الماس شفاف را در خواب غفلت مینداز۔ تختہ آہن از مصقلہ رو کش آئینہ مصفا میگردد و آبگینہ از آلودگی گرد و غبار سیاہ می پذیرد۔

غزل

افسوس ہست نیست کسی راز دان دل		سازم چہ با مجاز شنوسان بیان دل

اے بے خبر تو صورت اصلی خویش را
باید کہ دل دو پارہ بداری ز درد عشق

چون آئینہ صفا کن و بنگر میان دل
پیوند حرف نیست ازین رو میان دل

تا چند ضبط نالہ و فریاد باقیا
باقی نماند حوصلۂ امتحان دل

غزل دیگر

ہم قطرۂ خون مئ ناب است دل ما
ہم شیشہ و ہم جام شراب است دل ما

ہم اشک جگر سوز کباب است دل ما
ہم ساقی و ہم عالم آب است دل ما

تا یک نفسے راست کند غرق طوفانست
دریاب کہ نازک ز حباب است دل ما

ہر داغ درو نقطہ اسرار الٰہی ست
گر چشم بطون است کتابست دل ما

ہر چند کہ بے پردہ نمایان شدہ دلدار
از بودن ما بہ حجابست دل ما

از خانہ بر اندازئ آن چشم فسون ساز
اے خانہ ات آباد خراب است دل ما

جائے کہ بود جمع دل خلق بیک زلف
باقی تو بگو در چہ حسابست دل ما

باقی دمے بخود آ و خود را بشناس و اسرار خدائی را در خود بیاب و قدم بقدم این خدا فراموشان بیخود گذاشتہ بر جادہ غفلت مشتاب -

غزل

اے ز ہستی غبار خویشتنی
پردۂ یار غار خویشتنی

شد حجاب تو بود و نابودت | از میان خیز یار خویشتنی
دل مصفا کن و تماشا بین | که خود آئینه دار خویشتنی
دل پر داغ خویش را خون کن | که سراپا بهار خویشتنی
ذات خواهی صفات را بگذار | چند در اعتبار خویشتنی
چند با این و آن شوی مشغول | دشمن روزگار خویشتنی
از توئی و منی هزار افسوس | رهزن رهگذار خویشتنی
ز سفید و سیاه کارت چیست | که تو لیل و نهار خویشتنی

شش جهت یک جهت شود باقی
یکدمے گرد و چار خویشتنی

باقی این هزارها نباتات مختلف الالوان که بهار افزائے دیده بصیرت الله
و این جمادات پست و بلند اقسام کوهسار که بزنگارنگی انواع سنگ سر
به فلک می سایند و این انوار شعشعان نجوم و شموس و اقمار و ثوابت و
سیار که نه سپهر گردون گردان جهان و جهانیان را باین بعد بعید
مستنیر و مستفی می نمایند باعث ظهور و شهود لیل و نهار روزگار می باشند
فاعل این همه کیست باید دید و صانع این صنعت هائے عجیب و غریب
که پیدا نیست باید فهمید۔

دیدی نقش و نگارها را | بنگر نقاش کارها را
این دانه خشک چون شجر شد | گل کرد چسان ثمارها را

در باغ خزان چگونه آید		آورد که این بهار ما را

باقی شمار اعتبارے
این صورت اعتبار ما را

باقی این ملوکان ممالک که ملک محروسه و مقبوضه خود را ملک موروثی می انگارند و خود را مالک و وارث مملکت می شمارند از مالک الملوک لمن الملک الیوم که توتی الملک من تشاء وتنزع الملک من من تشاء در شان تنزیه نشان ع آگاهی نمی دارند وقتیکه رجیل قل یتوفکم ملک الموت می نوازند جمیع املاک مملوکه را وامی گذارند و خود را در همان خاک ملکے چار و ناچار می سپارند

غزل

باقی نه ملک هست نه آن شهریار ملک		بر نقطهٔ فناست مقام و مدار ملک
تا چند ملک داری نوبت ای ملک		در ملک خویش ارچه نمودی شمار ملک
دارا و کیقباد و سکندر کجا شدند		بر نام شان بماند کجا اعتبار ملک
رنگ زمانه نیست به یکرنگ باقیا		باقی دوام هست خزان و بهار ملک

باقی این مشائخان مشیخت مآب و فاضلان فضیلت انتساب و واقفان مسائل شریعت و مفتنان قانون عدالت که بظاهر طالب علم شریعت شده در حقیقت طالب دنیا و دولت می باشند و قفنیکه بپا ورمی تقدیر از مکر و تزویر و سعی و تدبیر بر مسند نصفت و انصاف اجلاس نموده

متمکن می شوند با غراض ذاتی خوف منتقم حقیقی و ترس عادل تحقیقی را بدل راه نداده در پرده قانون و دستور جها ظلم بر مظلومان می افزایند فقط بر اظہار باطلہ جہار گواه و اعتبار سوگندہای بے دیانان روسیاه که قرآن شریف را برسر می بردارند و تعظیم آن می انگارند ہزارہا خلق اللہ را خواه مخواه تباه می سازند و نرد دغا بہ عیاری می بازند و برراستی خود می سازند و می نازند و بال اعمال این ہا زوال سلاطین ذی اقبال می گردد و موجب استیصال روٴسائے باجاه و جلال می گردد -

ظلم ارکان باعث نقصان سلطان می شود		سقم رکنے موجب تخریب ایوان می شود
از گناه عاصیٔ در جور شد غارت جہاز		شہر آبادان زبوم نحس ویران می شود

باقی ہوشدار و باستماع حکایتے که مے سرایم گوشدار که بریک شاخ درختے ہمائے بختیار و زاغ نابکار ہر دو را قرار بود و در زیر سایہ آن صیاد شایق شکار با کمان و تیر تیز آمدا ر بر بستر خواب می آسود- آن زاغ عیار بروئے صیاد مذکور غلاظت ریختہ فوراً پرواز نمود چو از ین آزار صیاد بیدار شد و چشم خواب آلود بکشود بہ غضب موفور تیر بلا بر ہمائے بے قصور از بدگمانی آنچنان بر زد که جانش بر بود -

آن زور که ساخت در عمل زار که شد	•	گل کرد گناہے که او خار که شد
جائے انصاف نیست یارب انصاف		تقصیر که ساختہ گنہگار که شد

باقی - اعتبار زندگی ناپایدار چیست بزنگ حباب وجود و عدم آن را

قیام و قرارے نیست تا نفس راست نمائی غرقۂ طوفان بلاست تا دمے در کشتی از سیلاب حوادث گرفتار چار موجۂ ناست دریاب دریاب وازین قلزم پرگرداب برنگ موج برکنارۂ سلامتی بشتاب۔

شعر

زندگی نقش آب را ماند | هستیٔ ما حباب را ماند

دفعہ

درین بحر شکل حبابیم من | همان لحظہ مردم اگر زیستم من
چرا نام فانی نہادند باقی | کہ باقی نیم عین فانیستم من

باقی - این وجود بے بود فرع را از اصل دور نمود و از عالم تنزیہ برآورد در ورطۂ تقید انداخت و از آشنائے حقیقی مہجور نمودہ ناآشنا محض ساخت

ما بدریا چون حباب افتادہ ایم | از تعین در حجاب افتادہ ایم
بود ما شد پردۂ معبود ما | بر رخ خود چون نقاب افتادہ ایم

باقی - باقی عمر را غنیمت بشمر و امید ما طلہ یک صد سالہ مفروضی زنہار مدار اے غافل پنجاہ وا از ان ہر شام بر بستر استراحت و آرام دراز کشیدہ کم ساختی و پانزدہ در ایام طفلی نزد لہو لعب از بے شعوری در باختی ہمان قدر در جوش

جوانی و غروری شباب خراب نمودی بعد تجربه این سی سال پس از هشتاد سال لو فرضا اگر زنده بماندی در عالم پیری ضعف و ناتوانی افزودی و بمنزله مرده بدست زنده بودی - اے غافل نادان سواد و موادی داری حساب گیر باقی عمرت چیست افسوس هزار افسوس سرمایه عمرت بدست تو هیچ نیست -

اے بیخبر ز خویش چو سازی شمار عمر	ظاهر شود سیاهه ناپائدار عمر
از جمع و خرچ خویش چو بینی حساب را	باقی بدانی حاصل نفع و ضرار عمر

باقی پیر من پیر مغان است و مرشد من ساقی خمکده دوران که ستقاهم ابهم شرابا طهورا رشحه از جام فیضان اوست جرعه نوشی و دُردی کشی می نمایم از لطف کیفیت آن هر آن بیخبر و بیخودی شوم از کون و مکان اولیا دل بر آبلهٔ خود را که چون خوشهٔ انگور است سراسر خون می نمایم در خمکده تن رنجور مخمور چنان میدهم گداز که اثرے ازان باقی نمی ماند - بعض وقتے از قرینق دیده مقطر گردیده بصورت اشک می چکد و باده ناب در آتش عرفان میگردد و مانند باده صهباے قند هوش و عقل را نمی زداید بلکه سرور تصور الوهیت می افزاید -

چنان داد ساقی شراب الستم	که بے ساغر و شیشه تا حشر مستم
ز توبه شکستم به بے عهد بستم	شکستم به بستم به بستم شکستم

اے یار مدهوش تو که شراب خواری و به علت دایم الخماری گرفتاری

وبجز حرام کاری و بدشعاری از حلال وحرام خبر نداری کیفیت نشه معرفت الٰہی چہ می انگاری - ہرچند کہ خود را از جرعہ نوشان مقطبہ نامی پنداری -
باقی کسانیکہ بفرط ہوس جمع زر نمودہ خود را مالدار شمردند و برائے ونات نہ دادند نہ خوردند آخر بمردند و اندوختہ خود را بدیگران سپردند بجز اعمال قبیحہ ہمراہ خود ہیچ نہ بردند -

غزل

درمیان لفظ زر پیوند نیست		زان رفاقت زر ندادہ باکسے
منحصر بر زر ہمہ کار جہاں است		تارک زر نیست در دنیا کسے
وین نگردد حاصل او را زینہار		ترک دنیا را نسازد تا کسے

وین نماند باقی از دنیا کنی
چون کند این ہر دو را یکجا کسے

باقی ہرچند کہ برائے ترک دنیا وہوس زر تازیانہ ہدایت پر اثر بر دل وجگر ہر بشری زنی دسفر زر و دولت دنیائے دون پرور سگی حصول صواب وخیرات و زکات وظہور باقیات صالحات منحصر بر آن است کہ از آن آسایش جان جہان وجہانیان است -

اشعار

سرا دپل و مسجد و خانقاہ		شفاخانہ و مدرسہ نہر وچاہ

بجز زر نگردد کہ فیضان عام | بدنیاست از مال داران تمام

عدم و وجود مفلس در عالم امکان برابر است و بے استطاعتی دلیل بے فیضی و بے بضاعتی او ظاہر۔

اشعار

چہ از دست مفلس شود کار خیر | چہ از پائے لنگ است امید سیر
چہ فیض از وجود تہی مایۂ | کہ بود است خود بار ہمسایۂ

اے یار ہوشدار۔

اشعار غزل

با تو کس یار نیست یار زر است | کیست آن کو نہ خواستگار زر است
ہر کسے ہمچو صورت پرکار | حلقہ زن گرد بر مزار زر است
تخم نیکی بکاشت اندر دہر | خوبی کار کاشتکار زر است

گر گل خیر نشگفد باقی
از گلستان دل بہار زر است

باقی اگر مالداری حسب ہدایت شاستر بسر ساز و بکثرت دولت تکبر مکن و ز نہار مناز۔ پنج حصہ مداخل خود بشمار یک حصہ آن را در امانت بگذار

تا فردا یا روزے آید بکار واز حادثہ وانقلاب روزگار نشوی خوار وزار
و یک حصۂ آن را بہ فقرائے متوکل وغربائے صاحب دل ومحتاجان
دور افتادہ از دوام دشواری ومشکل بسپار وحصہ ازان جہم قربائے قریب وعزیزان
و خویشاوندان غریب پندار دو حصۂ آن بہ صرفہ لابدی وضروری خود
بیار کہ اعتبار دولت تو ہموارہ بماند پایدار۔

اشعار

صرفِ مال خود بدین تدبیر کن
خرچ تو از دخل گرافزون بود
گر نمائی صرفۂ زر رائیگان

از قناعت تکیہ بر تقدیر کن
کم شود گر دولت قارون بود
باقی کے ماند زگنج شائیگان

باقی این شیر کہ بآمیزش نمک شوریا از ترشی صحبت بالفرور وابستہ
تغیر شدہ صورت جغرات می پذیرد واز کشتۂ ہر تال ہدایت پیر مربی گرمی آتش
پند دل پذیر باز رنگ شیر می گیرد این نسخہ حکمائے مصری را اگر بدانی
سود ہم باطلہ تبدیل اوضاع را از دل دور گردانی۔

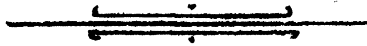
غزل

بکن غور غافل چہ بودی چہ گشتی
کہ از راہ شریان رسانید خونت
چہ گلہا ز نور رستہ در باغ عالم

پس از فیض کامل چہ بودی چہ گشتی
تصور کن ای دل چہ بودی چہ گشتی
چہ دانی تو ائے گل چہ بودی چہ گشتی

گہے جام وگہ کوزۂ وگہ خمستی — بصدہا مشاکل چہ بودی چہ گشتی

شدی گاہ باقی شدی گاہ فانی
چہ حاصل چہ حاصل چہ بودی چہ گشتی



باقی اگر دانائی بدانی که دانهٔ ته نشین زمین اول ریشه می شود و از ریشه شجر و از شجر شاخ و از ان شاخ برگ ہائے باریک و فراخ و از ان برگہائے شگوفه و از شگوفہا ثمر گردیده نام اقسام تا وقتیکه خام می باشد به تبدیل الوان بگزشتن چند ایام تا ہنگام پختگی اتہام تغیر اوضاع می بردارد بمذاق و مرام کام ہائے انام گوارائی ترشی و شیرینی درختی طعام می باید۔ و قتیکه آفتاب فیضان ہدایت اہل اللہ می تابد و نقص خامی می رباید بنام اصلی خود می گراید و بنظر خواص و عوام ہمان دانه بنظر می آید۔ از ینجا باید فہمید و تماشائے وحدت و کثرت باید دید۔

غزل

دانه بودم به ته خاک اگر گردیدم
ریشه گشتم پس ازان شاخ و شجر گردیدم

برگ نو رسته شدم غنچه شگفته شدم
زان سپس رنگ گل تازه و تر گردیدم

باز پژمرده شدم خسته و افسرده شدم
بعد این نشو نما خام ثمر گردیدم

آخر کار شدم پخته ز تاب خورشید
پس به انجام ہمان دانه ز سر گردیدم

بنگر وحدت اصلیت او باقی ماند
گو که صد گونه به اوضاع دگر گردیدم

رباعی

ہر دانه که در زمین نہان می گردد
با صورت مختلف عیان می گردد

درو حدت او فرق نشد زین کثرت	انجام چو بنگری ہمان می گردد

باقی زمزمہ سرائی و نغمہ آرائی را بعضے صوفیان صاحب حال روا داشتہ اند واکثرے حرام و ناجائز پنداشتہ۔ اگر برائے رقت قلب و مشغلہ خداشناسی است جواز است و گر محض بجہت حظ نفس تعیش اندیش خویش می سازی ناسازست بجانی و روانے او پیے اہالیان حالی است ورنہ چون دہل تہی مایہ بجز شور سمع خراش از اسرار معانی خالیست۔ کتاب زمزمہ باقی کہ اوزان ہندی موزون نمودہ ام درو ساقی وحدت ازان کیفیت افزاست و درو باقی از ہر زمزمہ دل گدازش ہویدا ست ازان یک زمزمہ ترانہ و دیگر کبت فارسی یگانہ کہ خوشتر از دو کاہ و سہ کاہ عراق ست بطور مذاق می سرایم و بخراشش این مضراب رگ جان اہل دل و عارفان کامل را چون تار طنبور تحریک دادہ بہ قانون مطربان ذوق بہ زار نالے شوق می گرایم۔

ترانہ

دل داد تا دانی تا دانی تا دانی	تن داو تا دانی تا دانی تا دانی
تن درچہ تن داری تن درچہ تن واری	تن تنت تا چند نادانی نادانی

دیگر

باقی اندر گلشن دوئی ہر دم طوطی آسا گوئی	توئی توئی توئی توئی توئی توئی توئی توئی
با او وصل نسازی ہرگز درکن ترک دوئی دوئی	من و ما من و ما تا کے غافل وئی اوئی لوئی اوئی

یعنے اندریں گلشن دوئی کہ برجادۂ من و مائی می پوئی اگر دل شناساوائی
لازم است کہ اورا بجوئی و بسان طوطیان خوش بیانی و مرغان نغمہ خوان
ہردم و ہرآن توئی توئی بگوئی زنہار باو وصل نیابی ہرگز دوئی بکنی
وعوائے من و مانا کے بینائی کہ اوئی اوئی ۔
باقی حافظ حقیقی ہر ذیحیات مخلوقات را در کائنات از افات و
بلیات نجات می بخشد و محفوظ می دارد و این حادثات و وافعات
کہ حادث می شوند نتیجۂ اعمال شنیعہ و کیفر افعال قبیحہ اوست اگر
بہ استغفار و زارنالے باہزاران خشوع وخضوع بہ بارگاہش
رجوع آرد و برضائے اوراضی بود بہ مشیت الہی خود را بسپارد
اولے ورنہ از کردہ و ناکردہ ازان بصیر و خبیر را چہ پروا۔ نقل است
کہ طائرے برشجرے جامیداشت و صیادے درپائے آن درخت
تیر جان گیر را برزہ کمان نہادہ برائے نگارش از کمین گاہ ہمت
می گماشت آن مرغ بیچارہ از مشاہدہ این حال بخیال پرواز نظر
بجانب آسمان نمودشہ بازے دیدکہ ازبلندی برسرش از تیز بانے
می رسد آن وقت جائے نجات نیافتہ بعجز والحاح درآمدہ باین ترانۂ
زمزمہ باقی مترنم گردیدو عالیش درجہ پذیرائی گزید ۔

ترانہ

ربنا رحمے برحالم	بے پرو بے بالم ربنا رحمے برحالم
ایضاً	زاری من بشنو سمیعا زاری من بشنو۔ تاکے درنالم
رر	نقد عرفان بخش کریما نقد عرفان بخش بے زر بے بالم

برتو پنہان نیست خبیرا برتو پنہان نیست باقی احوالم زنہار رحمے برحالم

کہ ناگہان بارے صیاد مذکور ور گزید و دران بدحواسی تیراز شصت وزہ کمانش خود بخود رہا شد درحق آن شہباز کہ قریب آن مرغ گردیدہ بود بمنزلہ ناوک قضا شد و بجانش باین واسطہ غیبے بوقوع انجامید و کار آن ہر دو ظالمان باین سامان باتمام رسید۔

ذات پاک او کہ الرحمٰن و القہار ہست
گر ترا از صدق دل توبہ و استغفار ہست
خار در آزار بخشی باز قہرش وار ہست
یار بر وقت عتابش بدتر از اغیار ہست

رحم و قہرش منحصر بر قسمت و کردار ہست
مغفرت یابی بلاشک کان خدا غفار ہست
وار در ہنگام قہرش کم ز نوک خار ہست
غیر را یار اے یاریست کجا آیا رہست

ہر وقت صعوبت بجز اللہ از دیگرے استعانت مخواہ چہ مجال است کہ غیر او دیگرے بگیرد در پناہ۔

رباعی

در خواست بجز خدا نمی باید کرد
از ناخن پانمی کشاید گرہے

لب را پے حرفہ وا نمی باید کرد
زین یاران التجا نمی باید کرد

باقی۔ این عالم فانی بازی گاہ طفلان است ثباتے و قرارے نمیدارد ہر چیکہ دران است راقم در سالے جشن شادی دخترے ہیا نمود مرض جدری

بدیگر جمیع اطفال آنقدر حادث شد که پریشانی بر پریشانی افزود - غرضیکه به بے لطفی تمام شادی به انجام رسید - لاکن ہیچ یک طفل از اغذیہ اقسام این تقریب شیرین کام نگردید - عہد واثق با این طفلان ساختہ بودم کہ بعد صحت بہ جز خوردنی را اختیار نمودہ خواہم خورانید بفضل او تعالے چون موقع آن بیاید شادی لعبت ہاے طفلان بساط بازی بگسترانید این تقریب غریب را بخوبی تکلف دادم بہ تصنیف این غزل لطیف زبان عبرت ترجمان را بر کشادم -

غزل

مبارک باد لعبت بازی طفال ای باقی
چو گردد ختم بازی بنہ سازش بعید وقت
برنگ خانہ بازی طفلان است این عالم
چنین بازی بہا منی شد بے حالا کہ میگردد
اگر من بازمی آیم ازین بازیچہ باید کرد
درین دنیا نباشد ہیچ کس بے رنج و غم زین پس
مرا این بازی لعبت خوش آمد ہمرہ طفلان

بدان کارجہان را ہم بدین منوال ای باقی
تماشا یکدو ساعت کن بشو خوشحال ای باقی
زہر تختیان مختلف اشکال ای باقی
بدنیا ان ہم شود در عہد استقبال ای باقی
پے بازی و گرمی آید از دنبال ای باقی
تو ہم مانند طفلان باش فارغ بال ای باقی
مبارک شو شلان را رقص ہم دبال ای باقی

کم از بازی نباشد فکر خانہ داریت ہردم
ہمہ ہیچ است ناید با تو نیک اعمال ای باقی

غزل دیگر

هم آواز ند در پرده به بزم حال ای باقی
خم و کوزه سبو جام سفالین کاسه می باشد
برنگ اعتبارے لایق شاه و گدا گشته
دو بینی مثل احول نیست شایان مرد مو حدرا
تعاقب نکبت و ادبار میسازد و رین دنیا
همه مانند ماضی حال ماضی میشود فردا
تو کافر مشربی چون بحث ایمان میکنی از ما
ازین دار فنا تنها نه قصد رفتنی واری
پذیرائی هر چیزیست بر فضل و عطا ئ او
ندیدش از کجا آرم نه دیدستم ندیدا او
اگر او کن نمیگفتی نمی گشتی فکان پیدا
کمی عمر خود از بیشی ایام می فهم
جبال و آسمان و ارض را یارا نشد آنکه
حذر از صحبت این قحبهٔ دیرینهٔ دنیا

صدائے نغمهٔ چنگ در باب و نال اے باقی
هزاران نام مشت خاک زین منوال ای باقی
زیک پشم است عمامه زین گلیم و شال ای باقی
به یک چشمے نظر کن صورت احوال ای باقی
چه باشد اعتماد دولت و اقبال ای باقی
چرا امروز سازی فکر استقبال ای باقی
بحجت چال باشد ذوق قیل و قال ای باقی
هزاران کاروان هستند در دنبال ای باقی
برمضان عید گردد غرهٔ شوال ای باقی
که مثلش نیست پیدا هست بی تمثال ای باقی
شد این ایجاد تکوین سپهر و جو شوال ای باقی
ز دستم رفته هر آن روز و ماه و سال ای باقی
بغیر از من امانت را نشد حمال ای باقی
هزاران شوهران کشته است این زال ای باقی

کجا گنج و کجا قارون زمال آمال میداری
که انجام از فنا و اهل آل مال ای باقی

رباعیات حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ مترجمہ
راجہ باقی مرحوم

حمد المنزہ تسمّی باللہ مراۃ جمالہ جمیع الاکوان	درد	فی الخلقِ وجدتہ وانکان سوا فی الکونِ لما رئیت الا ایاہ
اُس پاک کو حمد نام ہے جسکا ہی خدا ہے اوس کے جمال کا جہان آئینہ	باقی	پایا وسے خلق مین وہی اُسکے سوا دنیا مین ندیکھا مگر اوس کو دیکھا
اَللہ قضیٰ کُلِ قضاءٍ و قدر لَاحَولَ وَلَاقوۃ اِلَّا باللہ	درد	واللہ بہ وجود نفع و ضرر لولا تاثیرہٗ لما کانَ اثر
اللہ ہی کا حکم ہے قضا اور قدر لاحول ولا قوۃ الا باللہ	باقی	سوگند ہے اُسکی ذات سی نفع وضرر تاثیر نہوتی اوسکی ہوتا نہ اثر
لانعتَ لِذاتہٖ وَ لَا توصیفٌ العجز عَنِ الدرک لِدرکت ماہو	درد	لا آمر لوجدہٖ و لا تکلیفٌ لا اسم و لا رسم ولا تعریفٌ

اُس ذات کو لغت ہی نہ ہی کچھ توصیف ادراک سی عاجز ہے بشر وہ کیا ہے	باقی	پانیکو اُس کے امر ہے نہ تکلیف بس کچھ بھی نہین ہی اسم و رسم تعریف
اللہ تجلی بظہور الاسما بالشمس کما یغنی جرم القمر	ورد	ایاہ وجدنا لحضور الاسما الخلق منور بہ نور الاسما
اللہ کی تجلی ہے ظہور اسما خورشید سے جس طرح منور ہی قمر	باقی	ہمنے اُسے پایا بہ حضور اسما یون خلق منور ہے بہ نور اسما
لا یوجد لا جاعل ولا مجعول ادرکتہ وجودہ بلا شرط الشے	ورد	لا شے ولا فاعل ولا مفعول لا علتہ وسبحنا ولا معلول
کیا پائین نہ جاعل ہی نہ ہی وہ مجعول پایا ہے وجود اُسکا بے شرط نہ شے	باقی	نا شے ہی نہ فاعل ہی نہ ہی وہ مفعول علت ہی نہ اوسکی اسجگہ نا معلول
یارب اذا عرفت انت المعبود ایاک وحدت فی الجمیع الاعیان	ورد	انی لسجدت حیث انت المسجود یا من انت الوجود وانت الموجود
یارب تجھے پہچانا کہ تو ہے معبود پایا ہی تجھی کو مینے سب اعیان مین	باقی	وہان مینے کیا سجدہ جہان ہی مسجود ہے تو ہی وجود اور تو ہی موجود

نعت

خواہی کہ شود درد و جہانت بہبود گر فہم کنی و گر نہ فہمی بے شک	درد	در بندگی رسول باشی بسجود حق است ہمان ہرچہ پیمبر فرمود
کونین مین چاہتا ہی اگر اپنا بھلا تو سمجھے یا نہ سمجھے باقی بے شک	باقی	رہ بندگی نبی سے سجدہ مین پڑا حق ہی وہی جو کچہ کہ پیمبر نے کہا

باید دانست کہ ہفت رباعی را بلحاظ حمد و نعت اخذ کردہ بر عنوان سرنامہ آوردہ شد باقی ہمہ رباعیات جناب خواجہ میر درد علیہ الرحمان و ترجمہ باقی ہیچمدان ازینجا حسب ترکیب نسخہ علم الکتاب جناب مغفور بودہ است

ساز سفرے اکابر آراستہ اند اے درد تو ہم برائے تعظیم کنون	درد	باہم برکاب گرچنین خواستہ اند برخیز کہ اہل بزم برخواستہ اند
تیار سفر کا ہو گیا ہے اسباب ای باقی کہڑا ہو تو بہی بہر تعظیم	باقی	اور قافلے والے ہین سبہی پا بر کاب اُٹہے ہین سب اہل بزم کرسین شتاب
در خلوت ما کہ رشک صد انجمن است عالم آئینہ خانہ است و ما را	درد	با خویش زبان چو شمع گرم سخن است ہر سو کہ اشارتست با خویشتن است

اپنی خلوت مین حال کھلتا ہی ہمین اس آئینہ خانہ جہان مین دیکھو	باقی	قال اپنی زبان سی شمع آسا ہی ہمین ہے لپٹے ہی ساتھہ جو اشارا ہی ہمین
از فیض تو ہر خزانہ معمور آمد بخت سیہ ات رخت ز عالم بربست	درد	وز لطف تو ہر غمزدہ مسرور آمد ہر سایہ کہ زیر سایۂ نور آمد
رحمت سے ترے کوئی نہ مہجور رہا بس بخت سیاہ اُس کا معدوم رہا	باقی	ہر غمزدہ جان و دل سے مسرور رہا جو سایہ کہ زیر سایہ نور رہا
ہستی و عدم خراب میخانہ اُوست چشم دلِ تو اگر حقیقت بین است	درد	امکان و وجوب مست پیمانہ اُوست ہر ذرہ خلق روزن خانہ اُوست
ہستی و عدم اُسی کا میخانہ ہے گر دیدۂ دل تیرا حقیقت بین ہو	باقی	امکان و وجوب جس کا پیمانہ ہے ہر ذرۂ خلق روزن خانہ ہے
فہمی تو اگر ظہور کونین ز کیست منصب الغیث چو صبغۃ اللہ بود	درد	پیش تو برابر است چہ مرگ چہ زیست معلوم کنی تلون عالم چیست
کس کا کونین ہے سمجھ لے مطلب رنگ بیرنگ جب نظر مین آجائے	باقی	کیا مرگ ہی کیا زیست برابر ہین سب تب سمجھے گا نیرنگی عالم کا سبب

گر باد نسیم مست بوئی تو گذشت یارب چقدر ز خلق نزدیکتری	درد	در فصل بہار محو روئے تو گذشت ہر کس کہ ز خود گذشت سوئے تو گذشت
ہے تیری ہی بو پر گزر باد صبا مخلوق سے یارب ہی تو کتنا نزدیک	باقی	تیرے ہی طرف گلون کا موسم ہی گیا جو اپنے سے گزرا ترے جانب گزرا
اے بہر شفاعت دو عالم لائق بے شبہہ زخورشید حقیقت بجہان	درد	دارم زجناب تو امید واثق تو مخبر صادقی چو صبح صادق
تجہکو ہے دو عالم کی شفاعت لائق خورشید حقیقت سی جہانمین بیشک	باقی	رکھتا ہون مین تجہہ ہی سے امید واثق صادق مخبر ہے مثل صبح صادق
زد شعلہ چو حسن دلفروزش خوانند خلق است عبارت از ظہور خالق	درد	گل کرد چو نار عشق سوزش خوانند خورشید چو جلوہ کرد روزش خوانند
جہکا جب حسن دلفروز اسکو کہین ہے خلق عبارت ظہور خالق	باقی	بہڑکا جب عشق نار سوز اسکو کہین خورشید کری جلوہ تو روز اسکو کہین
آن دل کہ ہمہ وقت بحق آگاہ است در دیدہ مردانِ اہل تحقیق	درد	خالی زخیالات گدا و شاہ است مصراع دگر ز بہر بیت اللہ است

جو دل کہ ہے ماہیت حق سے آگاہ اہل تحقیق کی نظر میں بے شک	باقی	سب اسکو برابر ہیں گدا ہو یا شاہ وہ مصرع ثانی ہے پے بیت اللہ
بحر ہستی کہ در خروش افتادست یارب دردے کہ بیخودی میخواہم	درد	از کشمکش عالم بجوشش افتادست بار وجود جہان بسر ہوش افتادست
دریائے حقیقت میں جو واقع ہی خروش یارب تو مدد کر مجھے کردی بیہوش	باقی	ہے کشمکش عالم سے سب اسکا یہ جوش کونین کا بار سر پہ رکھتا ہی یہ ہوش
اے درد بجد زنگ اگر پیدائیم چون عکس نمود ما وجود دگری است	درد	اما مرآت معنی یکتائیم ہرچند کہ ماہیم نکوئی مائیم
ہرچند کہ سو زنگ سے پیدا ہیں ہم یہ عکس نمود ہے وجود اور ہی کا	باقی	مثل آئینہ کے معنی یکتا ہیں ہم موجود ہیں گو نہ کہ پیدا ہیں ہم
لوح امکان بود ز ہستی سادہ آلان کما کان اگر در نظر ست	درد	واجب ہمہ جا فیض وجودی دادہ ممکن ز عدم پائے برون ننہادہ
لوح امکان ہی سادہ ہستی ہی کیا الآن کما کان کے معنی سمجھو	باقی	باقی ہے وجود فیض واجب ہر جا ممکن نے عدم سے پاؤن باہر رکھا

هرجا که ترا جلوه گری خواهد بود در صفحهٔ امکان کلفت گر نه بود	درد	دل در صدد پرده دری خواهد بود باطل چون سطح جوهری خواهد بود
جس جا پہ تری جلوہ گری ہو کامل گر صفحهٔ امکان نہو تیری طرف	باقی	ہو گا مرا دل پردہ دری پر مائل مثل سطح جوہری کے ہو گا باطل
باطل نبود جهان حکمت بنیاد می خواست که بر خویش نظر بگشاید	درد	بیهوده نداد کثرت نقش ایجاد غیریت ما آئینه در دستش داد
خالی نہیں حکمت سے جہان آرائی چاہا جب اوس نے اپنی صورت دیکھی	باقی	باطل نہیں ایجاد کی کثرت بہائی غیریت میری آئینہ دکھلائی
ادراک مرا دعوت پیدائی کرد زین پیش نداشتم دماغ صحبت	درد	فریاد که رسوائی شناسائی کرد علم است که این انجمن آرائی کرد
ادراک نے جب دعوت پیدائی کی مجھکو تھا کہاں دماغ صحبت پہلے	باقی	فریاد کہ بیداد شناسائی کی اس علم نے سب انجمن آرائی کی
اینجا که بلیه تقلید عام است زندانی قید هستیم چون طاؤس	درد	آزادگی اے درد خیال خام است هر نقش پرے که هست چشم دام است

دنیا مین بلائے تقید ہے عام قید ہستی مین ہو نہین مثل طاؤس	باقی	باقی آزادگی ہے سودائے خام جو نقش ہے اسکی ہر دیدہ دام
مارا نبود گزر دران کو کہ توئی گو آئینہ و جہ تو باشد ہمہ خلق	درد	تو ہر سو و کس نرفتہ آن سو کہ توئی نتوان دیدن ترا ازان رو کہ توئی
جس کوچہ مین تو ہے نہین وہان اپنا گزر سب خلق تری ذات کا گو آئینہ ہے	باقی	ہر سو مین ہی تو وہان نگیا کوئی بشر جو منہ ہی ترا دیکھہ نہین سکتی نظر
ہر چند چو شعلہ سرفرازی کردیم ہر سرکشئے کہ بود آخر چون شمع	درد	یک عمر ہمان زبان درازی کردیم دیدیم کہ صرف جان گدازی کردیم
گو شعلہ نمط ہے سرفرازی اپنی کیا حاصل سرکشی ہوا آخر کار	باقی	یک عمر رہی زبان درازی اپنی ہے شمع کی طرح جان گدازی اپنی
از ہر بد و نیک چون خوش و شاد شدیم یعنے دل را کہ باعث تفرقہ بود	درد	وارستہ ز خار و گل چو شمشاد شدیم بستیم بہ زلف یار آزاد شدیم
ہر نیک و بد سے خوش ہوئے شاد ہوئے تہا باعث تفرقہ ہمارا یہ دل	باقی	آزاد گل و خار سے شمشاد ہوئے باندہا اسے زلف سے تب آزاد ہوئے

گاہے سحر است و گاہ شام است اینجا مانند شرر مشو ز ہستی غافل	درد	از کون و فساد انتظام است اینجا در چشم زدن کار تمام است اینجا
روشن ہی کبھی سحر کبھی ظاہر شام مانند شرر نکر غرور ہستی	باقی	اس کون و فساد کا برا ہی انجام اک چشم زدن میں کام ہوتا ہی تمام
مطرب فانی و بزم ساقی فانی بردار دل از کثرت بی بود جہان	درد	با ہر کہ شدی آہ ملاقی فانی اللہ بود باقی و باقی فانی
مطرب فانی ہے بزم ساقی فانی اس دار فنا میں دل لگی خوب نہیں	باقی	تو جس سے ملا وہ ہے ملاقی فانی اللہ ہے باقی اور باقی فانی
سر رشتۂ نظم ما و من برہم خورد تا جمع نمودیم چو مژگان خود را	درد	چون گل اوراق چمن برہم خورد اے درد ہزار انجمن برہم خورد
سر رشتۂ نظم ما و من برہم ہے جبتک کہ کیا مثل پلک آپکو جمع	باقی	گل کی مثل ہر برگ چمن برہم ہے ای باقی ہزار انجمن برہم ہے
ہر لحظہ درین خانہ کہ من می آیم چون شعلہ کجا رسیدنم منظور است	درد	گم کردہ رہ شناختن می آیم پیوستہ برون ز خویشتن می آیم

معلوم نہین گھر سے کہان جاتا ہون شعلہ کی طرح کہین پہونچنا ہوگا	باقی	بھولا ہوا راستہ ہون گھبراتا ہون یون آپ سے باہر جو نکل آتا ہون
اے درد اگر صفائی جانے داری دانم بہ محیط خویش واصل گردی	درد	آئینہ حسن بے نشانے داری چون سیل تو ہم طبع روانے داری
اے باقی اگر صفائی جان رکھتا ہے دریا مین تو جا پہونچیگا سیلاب کی مثل	باقی	آئینۂ حسن بے نشان رکھتا ہے تو بھی تو خود اک طبع روان رکھتا ہے
شخص انسان کہ شان اعظم دارد لیکن نتوان یافت بہ بحر کونین	درد	دارد بخود آنچہ ہر دو عالم دارد آن گوہر نایاب کہ آدم دارد
شخص انسان خلق اعظم مین ہے بحر کونین مین ہے ملتا ہے کہان	باقی	اس مین جو ہے ان دونون عالم مین ہے وہ گوہر نایاب جو آدم مین ہے
در عجز بناز کبریائیم ہمہ با درویشان بسان اکسیر ای درد	درد	در کسوت فقر با غنائیم ہمہ خاکیم اگرچہ کیمیائیم ہمہ
ہین مظہر شان کبریا ہم درویش اکسیر کے مانند سمجھ اے باقی	باقی	ہین فقر مین رشک اغنیا ہم درویش گو خاک ہین پر ہین کیمیا ہم درویش

خواہی کہ ہمہ راز آلہی فہمی اے بے خبر از خویش چہ امکا داری	درد	چیزے کہ برون ز فہم خواہی فہمی اسرار آلہی تو کجا ہی فہمی
خواہان ہے کہ اسرار آلہی سمجھے اپنے ہی کو سمجھا نہین کیا امکان ہے	باقی	آوے نہ سمجھ مین خواہ نخواہی سمجھے اسرار آلہی کو کما ہی سمجھے
ہر چند ہمہ بہ آب رنگ آمدہ ایم تا کے بہ گرفتگی خاطر سازیم	درد	از شیشۂ دل بزیر سنگ آمدہ ایم چون غنچہ ز وضع خویش تنگ آمدہ ایم
گو باغ جہان مین شوخ رنگ آیا ہون کب تک بہ گرفتگی برنگ غنچہ	باقی	شیشہ کی طرح سے زیر سنگ آیا ہون آپ اپنی ہی وضع سے مین تنگ آیا ہون
ہر چند کہ بر لب است حرف خندان چون گل ہمہ مشق سینہ چاکیہا بود	درد	دل گہ نکشید لیک طرف خندان عمرے کہ نمودہ ایم صرف خندان
گو لب پہ رہا ہمیشہ حرف خندان تھی مثل دہ گل کی سینہ چاکی کی مشق	باقی	دل کو نہوا میل بہ طرف خندان جو عمر کہ ہنسنے کی ہے صرف خندان
اطلاق و تقیید از چہ ممتاز جلی است فہمیدہ بہ عمرو زید بنگر کاینجا	درد	در مرتبہ جمع ہمہ یک معنی است جزئی است تخیل بہ تعقل کلی است

مصرع	شاعر	مصرع
اطلاق و تقیید نہین دونون مخفی تو زید و عمر سے سمجھہ اور دیکھہ یہان	باقی	ہین مرتبہ جمع مین اک ہی معنے جزئی ہے تخیل اور تعقل کلی
وحدت نظارہ باز یکتائی اوست تنزیہہ تجرد و تقیید تشبیہہ	درد	کثرت آئینہ دار پیدائی اوست سلب و ایجاب صف رعنائی اوست
وحدت نظارہ باز یکتائی ہے تنزیہہ تجرد اور تقیید تشبیہہ	باقی	کثرت آئینہ دار پیدائی ہے سلب و ایجاب صف رعنائی ہے
آنانکہ بہ تحصیل نظر داشتہ اند ہشدار کہ برگ و بار گل خواہد کرد	درد	خرمن خرمن ز علم انباشتہ اند زین تخم کہ در مدرکہ ات کاشتہ اند
تحصیل و فضل ہے جنہین مد نظر پھولینگے پھلینگے اور اڑائینگے بہار	باقی	سینہ مین بھرا ہے انکی علم اور ہنر وہ تخم جو بوئے ہین یہ ہی انکا ثمر
یک عمر قدم براہ افسانہ زدیم المنة للہ کہ آخر اے درد	درد	یک چند در کعبہ و بتخانہ زدیم در میکدہ آمدیم و پیمانہ زدیم
یک عمر حکایتین تہین اور افسانہ المنة للہ کہ آخر باقی	باقی	یک چند حرم تھا ہم سے یا بتخانہ ساقی ہی ہم ہین مے ہی اور پیمانہ

ہرچند نشد دل ز حقیقت آگاہ یارب تو ز خود نشان دہی یا ندہی	درد	پاے طلبش ہست ہمان بر سر راہ تا ہیم وہین نام تو اللہ اللہ
ہرگز نہ حقیقت سی ہوا دل آگاہ تو اپنی نشان دہی کرے یا نہ کرے	باقی	اوس کے ہین وہی پاے طلب بر سر راہ ہم ہین یہ ترا نام ہے اللہ اللہ
کیفیت چشم تو بخاطر جا کرد بر دل چو نظر فتاد از خود رفتم	درد	مستغنیم از کشمکش صہبا کرد این شیشہ مگر نشہ ئی پیدا کرد
کیفیت چشم کی جو دل مین جا ہی دل پر جو نگاہ کی تو سرمست ہوا	باقی	ساقی کس کو شراب کی پروا ہے اس شیشہ مین خود نشہ ئی پیدا ہے
از حرص گر آستین فشاند دل ما اے درد ہزار سلطنت مفت بود	درد	چون نشہ چہ عجب کہ حکم راند دل ما جمعیت اگر بہم رساند دل ما
گر ترک کرے حرص ہمارا یہ دل باقی کو ہزار سلطنت مفت ملے	باقی	ہو نشہ کی طرح سے حکمرانی حاصل جمعیت دل اوس کو اگر ہو کامل
بر دوش ہوا بستہ نفس محمل ما حل ہمچو حباب گرچہ کردیم ولے	درد	حیف است کہ پیچیدہ ہوسے در دل ما جز ہیچ نداشت در گرہ مشکل ما

یہ کہتا ہے نفس ہوا یہ اپنا محل مانند حباب حل نہ ہو گئی گرچہ لیکن	باقی	ہے حیف کرے ہوس گر اپنا یہ دل جز ہیچ نہ ہتی گرد مین کوئی مشکل
اے درد چہ گویم از چہ گویم با تو او باطن محض گشتہ از فرط ظہور	درد	خود بیخبرم خبر چہ گویم با تو ظاہر تر ازین دگر چہ گویم با تو
اے باقی بیخبر کہون کیا تجہہ سے ہے فرط ظہور سے حق باطن محض	باقی	ہے بیخبری اتر کہون کیا تجہہ سے ظاہر تر دگر کہون کیا تجہہ سے
آن جلوہ کہ از طاق شعورم افگند تا پردہ راز از قربیت نہ درد	درد	برخرمن ہوش برق طورم افگند نزدیک شد آن قدر کہ دورم افگند
وہ جلوہ جو چشم دید کا نور ہوا پردہ اُٹھا جو قربیت کا بس	باقی	غفلت سوزی کو شعلہ طور ہوا نزدیک ہوا ایسا کہ مین دور ہوا
درد آن کہ از دگرمی صد محفل بود او بر سر تربتش سبحان آگاہ	درد	روزے دو سہ زین پیش درین منزل بود کاین مشت غبار زمانے دل بود
وہ باقی فانی جو بڑا کامل تھا اب خاک پہ اُس کی جا کے عبرت سی دیکھہ	باقی	وہ روز کے آگے رونق محفل تہا ہے مشت غبار اب کبھی یہ دل تھا

گر بودہ ام وگر نبودم رفتم در آئینہ وہم چو تمثال اے درد	درد	بال و پر جلوہ کشودم رفتم روئے کہ نداشتم نمودم رفتم
مین تہا کہ نہ تہا ظہور پایا کہ چلا یان آئینہ وہم مین تمثال مثال	باقی	پر کہول کے کچہ مزہ اُڑایا کہ چلا صورت جو نہ تہی اُسے دکہایا کہ چلا
ہر چند کست زمانہ کار خود را از پائے فتادہ ایم چون سایہ ولے	درد	از دست مدہ تو اعتبار خود را ہرکس نہ فگندہ ایم بار خود را
ہر چند کرین اہل جہان کار اپنا سایہ کی طرح گرے ہوے ہین لیکن	باقی	کہوتا نہین اعتبار اے یار اپنا ڈالا نہ کسی پہ ہمنے یہ بار اپنا
با اہل دول تندی خو پیدا کن تا کے زہوا زنی بہ عزت آتش	درد	در گلشن سکنیت نمو پیدا کن در خاک نشین و آبرو پیدا کن
ساتہ اہل دول کے تندی خو پیدا کر کب تک تو جلائیگا ہوا سے عزت	باقی	گلشن مین سکوت کی نمو پیدا کر ہو خاک نشین تو آبرو پیدا کر
گر مست شبابیم و خراب شبنمیم ستار عیوب نیست خبر پردہ غیب	درد	در محو ہنر تمام صرف عیبیم مشتاق لقائے پردہ پوش غیبیم

گر مست شباب ہین کہ ہین خستہ شیب مشتاق ہم اسکے ہین لقا کے باقی	باقی	ہین محو ہنر یا کہ ہین معروب عیب ستار عیوب ہے جو در پردہ غیب
شب زندہ نداشتی و مُردن نزدیک دل غافل و مرگ پر قریب است اے درد	درد	مانند سحر نفس شمردن نزدیک گل خندد و ہنگام فسردن نزدیک
بیمار ہون مجھہ پہ رات بھاری ہی قریب نزدیک ہے موت عقل سی باقی دور	باقی	مانند سحر نفس شماری ہے قریب گل کھلتے ہین مرجھانیکی باری ہے قریب
بر جرم گر اعتراف خواہی کردن یارب تو کریم و من گنہگار توام	درد	دل را ای درد صاف خواہی کردن دانم آخر معاف خواہی کردن
مجرم ہون اعتراف کرتا ہون صاف یارب تو کریم ہے گنہگار ہون ہین	باقی	کیا منہ ہے جو چاہون ہین کچھ اپنا انصاف تقصیر معاف ہو گی تقصیر معاف
اندیشہ اگرچہ پیش و پس میگردد نی ہیچ کسے شریک ہستی باشد	درد	در خویش بدلی بہر نفس میگردد ہستی نہ شریک ہیچکس میگردد
گردش سی پیش پیش کی ہی یہ ہستی ہستی نہ کسی اپنے کرتی ہی شریک	باقی	رونے پہ ہے اس خلق کی خلقت ہستی ہوتا ہے نہ کوئی یہان شریک ہستی

اے درد اگر محرم راز قدمے اے ہیچ ترا باین خیالات چکار	درد	با شادی و غم چرا عبث متہمے جائے کہ وجود است تو آنجا عدمے
باقی کیا جانتا ہے اسرار قدم اے ہیچ تجھے کیا ہے تخیل سے کام	باقی	ہوتا ہے عبث متہم شادی و غم جس جا کہ وجود ہے وہان تو ہے عدم
اے جلوہ بدیدہ یار خواہد گردید ما آئینہ ایم خود پرستش نگار	درد	رازش ہمہ آشکار خواہد گردید ناچار بما دوچار خواہد گردید
اک دن دیدار یار ہو جائیگا مین آئینہ ہون نگار ہے حسن پرست	باقی	راز اُس کا خود آشکار ہو جائیگا ناچار کبھی دوچار ہو جائیگا
ناچار اے درد در جہان باید زیست مُردن بمراد خود میسر نیست	درد	ہر چند کہ شد زیست گران باید زیست چندے بمراد دیگران باید زیست
باقی دنیا مین رائیگان جینا ہے ہم اپنی مراد سے نہین مر سکتے	باقی	ہر چند ہے زندگی گران جینا ہے اورون کی مراد سے یہان جینا ہے
ہر چند کہ صد جلوہ نمودست وجود معلوم نہ گشت انکشافی کہ مراست	درد	واکردن چشم غیر حیرت نہ نمود بکشود کہ و برکہ کشاد و چہ کشود

سو جلوے وجود نے دکھائے ہے یہان مجھکو جو ہے انکشاف معلوم نہین		حیرت کے سوا دیکھنے سی کیا ہو پہچان کس نے کھولا کیا کھلا ہے ہون حیران
جاہل طبیعم گرچہ باعرفانیم حرف از ما دگر نیاید پرسید	درد	طفلیم ہنوز گو مطول خوانیم ما می دانیم انچہ مید انیم
جاہل ہین معرفت کو پہچانتے ہین ہم زنہار دوسری بات نہ پوچھہ	باقی	ہین طفل مگر پر ہین مانتے ہین ہم جانتے ہین جو کچھہ کہ ہم جانتے ہین
اے درد ازین بزم اگر باخبری بر خویش چو شمع چشم بکشا اینجا	درد	بیہودہ چرا ہر طرف می نگری ہر چند ستادہ ولے میگزری
باقی اگر اس بزم سی تو ہے آگاہ تو آپ کو مثل شمع کے دیکھہ یہان	باقی	کیون بیہودہ ہر طرف کو کرتا ہی نگاہ ہر چند کھڑا ہوا ہے چلتا ہی تو راہ
تمیز کہ غیر نقش تشویش نہ بست گفتم وحدت چسان بہ کثرت گنجد	درد	ہر لحظہ بہ نیرنگی رنگی پیوست دل آمد و پیش رویم آئینہ شکست
اوہام نے ہوش کا جو رخ موڑ دیا پوچھا یہ کہ وحدت ہوئی کثرت کیسی	باقی	نیرنگ کو لا کے رنگ سی جوڑ دیا دل نے پیش آکے آئینہ توڑ دیا

هرچند که اسفلیم لیک اعلائیم جز نام دگر ز ما نیاید طلبید	درد	سنگیم ولے کعبه پُر بنائیم مانند نگین جلوه گه اسمائیم
هرچند که ادنیٰ هین مگر اعلیٰ هین هم سے جز نام دوسری بات نه پوچهه	باقی	پتهر هین مگر کعبه هین با برجا هین مانند نگین جلوه گر اسما هین
باعث شده بر عروج ما پستی ما آگاه ز آگاهی خود ساخته است	درد	هشیاری ما فزود از هستی ما عارض شده غفلتے که بر هستی ما
باعث هے مرے عروج کا یه پستی هستی په جو عارض هوئی غفلت اوسنے	باقی	هشیاری نے کی زیاده میری مستی آگاه کیا سمجها هین اپنی هستی
چو آئینه باید که مصفا باشی اے درد اگر قریب خدا میخواهی	درد	تا مظهر نور حق تعالیٰ باشی دور از خود و نزدیک به دلها باشی
آئینه صفت دلکو تو کرلے پُر نور اے باقی اگر حق سے هی قربت منظور	باقی	تا تجهه مین هو انوار الٰهی کا ظهور نزدیک دلون سے ره اور اپنے سے دور
چون دود نه پیچد از چه سودا بدماغ رفتند بخواب اهل بزم و ما را	درد	کردست جگر غم احیا همه داغ بازست هنوز چشم مانند چراغ

مانند وہ ہوین کے ہی جو سودا بدماغ سب سو گئے اہل بزم لیکن باقی	باقی	احباب کے غم سی ہی جگر میرا داغ اب تک ہے کہلی ہکیلی آنکہہ سحری مثل چراغ
گرم سفرم ز منزلے میگویم این قافلہ مست می بے دردی من	درد	افسانۂ شوق محملے میگویم بانگ جرسم درد دلے میگویم
ہون گرم سفر کرتا ہون ذکر منزل یہ قافلہ ہے مست مئی بے دردی	باقی	پڑہتا ہون مین افسانۂ شوق محمل مین بانگ جرس ہون کہتا ہون درد دل
آن ذات غیور یار با خویشتن است گنجایش غیر در حریمش نبود	درد	وان آئینہ رو دو چار با خویشتن است او را ہمہ کار و بار با خویشتن است
وہ ذات غیور یار اپنا ہی ہے گنجایش غیر اسکی دم مین مشکل	باقی	آئینہ مین دو چار وہ اپنا ہی ہے سب کرتا وہ کار و بار اپنا ہی ہے
تا کے بہ غم منضج و مسہل خوردن ای درد اجل چو ہیچ کس را نگذاشت	درد	خود را ز نژند و این ہمہ افسردن برزیستن این قدر نباید مردن
کب تک اس موت سے ہے ڈرنا باقی چھوڑا نہ اجل نے جب کسیکو تو پھر	باقی	منضج مسہل کی فکر کرنا باقی اس جینے پہ اسقدر نہ مرنا باقی

نے آن که دعا هیچ ندارد اثرے مشروط بشرط این و آن نیست که هست	درد	موقوف نه زندگی بهر برگ و برے نبض و مرض و شفا بدست دگرے
کیا کہیے اثر نہین دعا مین کیا بات مشروط یہ شرط این وان پر کب ہی	باقی	کچھ اغذیہ پر نہین ہی موقوف حیات ہے نبض و مرض شفا کسی اور کے ہاتھ
فریاد که حسن بے حجاب او را صد جلوه نمود یار ما بے خبران	درد	در پرده نهفت پردهٔ کوری ما افسوس نداشتیم چشم بینا
فریاد کہ بے حجاب تہا حسن اوسکا ہم بے خبر اوس نے سو دکھائی جلوے	باقی	پردے بین ہماری کوری سے چھپا افسوس نہین رکھتے تھے چشم بینا
در قسمت من تهیست چو معدومی بس آبم نه نشاند چون گهر گردی را	درد	آثار وجود چون توان کرد هوس چون لعل ز آتشم نمیسوزد خس
قسمت بین ہمارے ہی یہ معدومی بس موتی کیطرح پانی نے بٹھلائی نہ گرد	باقی	آثار وجود کی کرین خاک ہوس اور آگ سے مثل لعل ہوتی نہین خس
اے درد دلے که راز حق را فهمید عارف دانست آنچه عارف دانست	درد	هر بحث همان حجت مولے افهمید ملا فهمید آنچه ملا فهمید ...

باقی جس دل نے رازِ حق کا سمجھا عارف جو جانا اُسکو عارف جانا	باقی	ہر بحث کو بس وہ بحث مولے سمجھا مُلّا جو سمجھا اُسکو مُلا سمجھا
گاہے خلش غرور باشد مارا ما ہیچ نیئم درد وہم ہستی	درد	گہ ناخنِ عجز می خراشد مارا ہر لحظہ صورتے تراشد مارا
گاہے خلش غرور ہستی ہی فاش ہیں کچھ نہیں باقی ہوں مگر میرا وہم	باقی	گہ ناخنِ عجز مجھکو دیتا ہی خراش ہر لحظہ نئی شکل کی کرتا ہی تراش
یارب چہ زبان کارم و گویم کہ ببخش دارم چو محمدؐ ی شفیع محشر	درد	بارے ز گنہ دارم و گویم کہ ببخش صد تودہ گنہ آرم و گویم کہ ببخش
کتنا ہیں زبان کار ہوں اور منہ ہی سیاہ رکھتا ہوں محمدؐ سا شفیع محشر	باقی	ہے بار گنہ بخش تو میرے اللہ تو بخش ہیں لایا ہوں یہ سونو دی گناہ
ہر چند کہ من دلے فضولی دارم با این ہمہ اے رحمتِ بےعلت حق	درد	فہمید کج و طبع جہولی دارم از درگہت امید قبولی دارم
افعال برے ہیں گرچہ بیہودہ فضول اے رحمت بے علت حق ساتھ اسکے	باقی	ٹیڑھی ہی سمجھ مری اور طبع جہول درگاہ سے تری رکھتا ہوں امید قبول

این شعبده ها که رو نماید همه ترک همه اختیار باید کردن	درد	زشتند و لیکن نماید همه زان پیش که ترک تو نماید همه
یہ شعبدے جو شکل دکھاتے ہیں سب ان سب کو تو چھوڑ دے یہاں آتے ہی	باقی	گو زشت ہیں اچھی نظر آتے ہیں سب چھوڑینگے تجھے. سنا ہے کب آتی ہیں سب
انسان که حباب و حباب عالیست در بزم خیال او که رشک خلد است	درد	اے درد عجب که فارغ بالیست چو آئینه جائے هر که آید خالیست
انسان کی حباب ہی حباب والا بزم دل میں جو اس کے آجاتا ہے	باقی	اس کی درگاہ میں فراغت ہی سدا آئینہ کی طرح اسکی خالی ہے جا
چشم گر دیدن فانوس خود است در بزم ظهور بے سبب مانده ام	درد	گوشم همه بر صدائے ناقوس خود است چون شمع مرا سر قدمبوس خود است
ہیں نور فزا اپنے ہی فانوس کا ہوں اس بزم ظہور میں ہوں مانند شمع	باقی	عاشق اپنے صدائے ناقوس کا ہوں مشتاق برا اپنے ہی قدمبوس کا ہوں
گاہے طرف شادی بیہودہ شدیم گلگشت گلستان تجمل کردیم	درد	گہ با غم بیفائدہ آلودہ شدیم از گردش رنگ خویش فرسودہ شدیم

رہتے ہیں کبھی خوشی سے آسودہ ہم گلگشت گلشن تجاہل کرکے	باقی	ہوتے ہیں کبھی غم سے غم آلودہ ہم اس گردش تنگ سی ہیں فرسودہ ہم
گہ در طلب کمال علم و ہنریم داریم ہجوم بر لب بہر خیالی	درد	گاہے زرہ بیہودگی در بدریم ہستی پل بستہ از تو ما می گذریم
ہم علم و ہنر کے کہ طلب گار ہوئے دربا کے خیال پر کیا ہے ہجوم	باقی	گاہے بیہودہ در بدر خوار ہوئے ہستی پل باندھا تجھ سے ہم پار ہوئے
ہستی کہ وبال گردن آمد چون دین اے پیش و پس تو ہیچ چشمے بکشا	درد	ہنگامہ وہم ہست کو غیر و چہ عین گر واقفی اذ وجود بین العدمین
ہستی کہ وبال جان ہی مانند دین کچھ بھی نہیں پیش و پس تری آنکھیں تو کھول	باقی	ہے وہم کا ہنگامہ نہ ہی غیر نہ عین گر جانتا ہی وجود بین العدمین
ہر صبح چو صبح سینہ شق باید کرد بر ہستی بے ثبات مثل شبنم	درد	ہر شام جگر خون چو شفق باید کرد سر تا قدم از شرم عرق باید کرد
ہر صبح کو کر صبح صفت سینہ کو شق اس ہستی بے ثبات پر شبنم وار	باقی	ہر شام جگر کو خون کر مثل شفق باقی ہمہ تن شرم سے ہو جا تو عرق

فرمود چنین حضرت حی قیوم ہشدار کہ در عالم کثرت ہرگز	درد	در گوش دلم کہ اے طلسم موہوم تا من ہستم تو ہم نگردی معدوم
فرماتا ہے گوش دل مین حی قیوم رکھہ ہوش کہ اس عالم کثرت مین تو	باقی	سن لے تو یہ اسرار طلسم موہوم جبتک کہ مین ہون نہوگا ہرگز معدوم
ما صاف دلان نہ اہل ہوے داریم جز جلوہ او زمانہ باید طلبید	درد	نے بحث بہ کس نہ گفتگوے داریم ما آئینہ ایم عکس روے داریم
ہم صاف دلونکو لطف کیا ہا ہو کا جز جلوہ یار ہم سے کچہ بات نہ پوچھہ	باقی	اور ہم کو کہان دماغ گفتگو کا ہم آئینہ ہین ہم مین ہے عکس اوس رو کا
یک عمر ز دور می شنیدم اورا اکنون کہ چون آئینہ رسیدم پیشش	درد	در بر بخیال می کشیدم اورا خود را او دید من نہ دیدم اورا
اک عمر مین دور سے سناتہا اوس کو اب روبرو ہوگیا جو آئینہ کی طرح	باقی	آغوش خیال مین لیاتہا اوسکو وہ دیکھہ لیا ہین نے ندیکھا اوسکو
ہر خلق در واہمہ بازار است اینجا ہر چند کہ تار زندگی کوتاہ است	درد	ہنگامہ غفلت است واز ہست اینجا عمر طول امل دراز است اینجا

دنیا میں ہے غفلت یہ ورد ہمہ باز ہر چند کہ تار زندگی ہے کوتاہ	باقی	ہنگامہ ہے غفلت کا یہاں اتنی ہی آز لیکن طول اس کی ہے عمر دراز
اے آنکہ ہمیشہ در خیال او ئی از خود طلب آن ہمہ کمال اورا	درد	با طالب دولت وصال او ئی چون آئینہ مظہر جمال او ئی
ہر چند کہ تیرے دلمین خیال اوسکا ہے پیدا کر لے کمال پھر آئینہ سا	باقی	ہر شام و سحر شوق وصال اوسکا ہے یہ دل تیرا مظہر جمال اوسکا ہے
خمار خمار گر ز صہبا بشکست این ہا ہمہ بندہ ہوائے نفسند	درد	در محتسب از غرور مینا بشکست من بندہ آن کسم کہ خود را بشکست
خمار نے گر خمار اپنا توڑا یہ بندے ہیں سب اپنے نفس کے باقی	باقی	نخوت سے جو محتسب نے مینا توڑا مین بندہ ہون اوسکا جس نے نفس اپنا توڑا
نے جام و نہ مینا و نہ ساقی نے گل ہنگامہ ہستی است چہ حسن و چہ عشق	درد	نے مطرب نے نغمہ نہ چنگ و نہ دہل نے شمع نہ پروانہ نہ گل نے بلبل
مینا ہے نہ جام ہے نہ ساقی ہے نہ گل ہنگامہ ہستی ہے یہ حسن اور یہ عشق	باقی	مطرب ہے نہ نغمہ ہے نہ ہی چنگ و دہل نے شمع نہ پروانہ نہ گل نے بلبل

عمرے کہ شمردہ ایم سال و ماہش سرگرم سراغ کیست یارب دوران	درد	مانند فلک قرار نبود گامش یک خلق چو سایہ میرود ہمراہش
اس عمر کے بین نے جو گنے سال و ماہ دوران ہے الٰہی کس کا سرگرم سراغ	باقی	مانند فلک قرار اوس کا نہیں گاہ اک خلق ہے مثل سایہ اوسکے ہمراہ
میناست اگر سیر نیاز است اینجا این محفل درد جائے بدمستی نیست	درد	جام است دگر دیدۂ باز است اینجا ہشدار کہ بزم امتیاز است اینجا
مینا ہے اگر سیر نیاز اس جا ہے بدمست نہونا کبھی باقی رکھہ ہوش	باقی	اور جام ہے گر دیدۂ باز اس جا ہے یہ محفل خاص امتیاز اسجا ہے
طفلی بگذشت و شد جوانی حاصل ہر چند جو تار سبحہ بر جائے خودی	درد	پیری ہم رسد نباشی غافل چون دانہ کند قطع رہ اینجا منزل
طفلی گذری ہوئی جوانی حاصل گو جا پہ ہے اپنی مثل تار تسبیح	باقی	آتا ہے بڑہاپا نہوا وس سے غافل دانیکی طرح ہے قطع رہ یہ منزل
گر درد ترا غفلت دل کردہ خراب اے بیخبر این ہمہ غنودن تا کے	درد	گہ آگہت فگندہ اندر تپ و تاب بیدار تمام باش یا خوب بخواب

باقی غفلت مین دل نے ہی رکھا خوب اے بیخبر اونگھتا ہے ایسا کب تک	باقی	اس علم نے پیچ و تاب مین ڈالا خوب یا جاگ تمام رات یا سوجا خوب
تا کے مغرور پادشاہی بودن امروز بہ ہرچہ میتوانی می ناز	درد	ہنگام گر جہان پناہی بودن فردا تو بیاد کس نخواہی بودن
کب تک یہ غرور بادشاہی کا ہے بس آج تو ناز کرلے جتنا چاہے	باقی	اور فخر جہانداری کہان تک کیا ہے کل یاد مین تو کسی کے کب رہتا ہے
شاہا چو گدا بادل غمناک نشین زان پیش کہ با خاک برابر گردی	درد	بے باک چنین نہ زیر افلاک نشین از تخت فرود آ و برخاک نشین
اے شاہ گدا کی طرز پر خاک پہ بیٹھ تو خاک مین ملجانیکے پہلے پہلے	باقی	اس بادشہی سے درگذر خاک پہ بیٹھ تخت شاہی سے بس اتر خاک پہ بیٹھ
نیرنگی تشبیہ ضرورت افتاد آن دل کہ چو آئینہ صفا آئین بود	درد	در عالم تنزیہ کدورت افتاد اکنون بہ گرفتاری صورت افتاد
نیرنگی تشبیہ کی ضرورت آئی وہ دل جو صفا مین مثل آئینہ تھا	باقی	تنزیہ کے عالم مین کدورت آئی اب اوسکو گرفتاری صورت آئی

موجود چو در عالم اظہار شدیم اے درد ز نیرنگیٔ خود فہمیدیم	درد	آگہ ز ہمہ نہفتہ اسرار شدیم وقتیکہ بصد رنگ نمودار شدیم
موجود جہان میں ہوئے اظہار ہوئے اپنی نیرنگی سمجھے اب ہم باقی	باقی	نظروں سے چھپے سب کے تو اسرار ہوئے سو رنگ سے جو وقت نمودار ہوئے
از محفل ہستی ست برون آمدن ہر چند ہمہ بعیش و عشرت گذرد	درد	شادی و طرب ہست بہ غم افزودن کم نیست مصیبت اینکہ باید بودن
اس محفل ہستی میں فراغت کیا ہے ہر چند گذرتی ہے خوشی سے لیکن	باقی	شادی و طرب ہمیشہ رنج افزا ہے کیا کم ہے مصیبت کہ یہان رہنا ہے
گر زندہ ام آلودہ بہ افکار تنم یارب تو بگو بذات پاکت سوگند	درد	ور مردہ ہمان بہشت دوزخ وطنم گر دوش چگونہ بار ہستی فگنم
تا زیست تو مین فکر تن آسائی مین ہون یارب تو کہہ تجھے ہی تیری سوگند	باقی	مر جاؤن تو دوزخ اور جنت مین ہون کیونکر کندھے سے بار ہستی پھینکون
کردیم گنہ و مورد قہر شدیم ہر چند زمانہ گرد عصیان ہمہ محو	درد	افسوس کہ تلخ کام ازین زہر شدیم شرمندہ ز روئے نسبت دہر شدیم

ڈرتے ہیں کہاں گناہ کے قہر سے ہم ہر چند زمانہ محو کرتا ہے گناہ	باقی	ہوتے ہیں تلخ کام اس زہر سے ہم شرمندہ مگر رہتے ہیں اس وجہ سے ہم
عالی دونی برتو نظر دوختہ است از فیض تو آب و رنگ بروے زمین	درد	وز حسن تو ناز ہر کس اموختہ است وز نور تو بزم انجم افروختہ است
اعلیٰ ادنیٰ کا ایک تو ہے مامن آب و رنگ رخ زمین ہی تجھہ سے	باقی	اور حسن سے تیری ہے یہ سب نازِ زمن ہے نور سے تیرے بزم انجم روشن
اے درد ہر انچہ در وجود است اینجا گردون پشتی کہ خم شد از بہر رکوع	درد	تبعیت حکم او نمود است اینجا خورشید سرے کہ در سجود است اینجا
باقی ہیں جو اس جہان آثار وجود یہ چرخ ہے ایک پشت خم بہر رکوع	باقی	تبعیت حکم سے ہوئی اونکی نمود خورشید ہے ایک سر جو کرتا ہی سجود
علمے کہ ہمہ صرف جزو کل کردیم اکنون ناچار بہر صید وحشی	درد	جز جہل نبود چون تامل کردیم نادیدہ ودانستہ تغافل کردیم
معلوم ہوا علم جزو کل ہم کو ناچار اب ایسے صید وحشی کے لیئے	باقی	سب جہل تہا جب ہوا تامل ہم کو ہے دیدہ ودانستہ تغافل ہم کو

اے باعث پیدائی ہر نفس الامر شد حکم تو چون تتمہ نفوس عالم	درد	پرسی ز من گم شدہ گر نفس الامر جز امر تو نیست ہیچ در نفس الامر
تجھ سے ہی ہے ظہور ہر نفس الامر تتمہ کی طرح نقوش عالم ہے حکم	باقی	مجھ گم شدہ سے پوچھیے اگر نفس الامر جز امر کے تری نہیں در نفس الامر
دردے آنکہ بمیدان بلا تاختہ است در عشق تو چون بسمل و پروانہ و گوی	درد	از خویش بریدہ با تو پرداختہ است جان دادہ و دل سوختہ سر باختہ است
باقی رہِ عشق بن قدم مارا ہے بس گیند اور پروانہ و بسمل کی طرح	باقی	تجھ سے جو جدا رہے کہاں یارا ہے جان دادہ ہے دل جلا ہے سر ہارا ہے
خلقے دم جستجوئے مال و جاہے ہر کس بخیال آرزوئے دارد	درد	جمعے بتلاش دل برے دلخواہے مائیم و تمنائے دلِ آگاہے
مال و دولت کی حرص دنیا کو ہے ہر دل کو رہا کرتا ہے اک چیز کا شوق	باقی	ہر کس کو تلاش دلبر دلجو ہے ہم کو دل آگاہ کی جستجو ہے
تا پردہ کشائی عالم کیف و کمیم از ہستی ما فنا پذیرد صورت	درد	پیدا کن جلوہ حدوث و قدیم مانند سراب نقش بند عدیم

کھولا ہے ہم ہی نے پردہ کیف وکم ہستی سے ہماری ہوگی فانی صورت	باقی	ہے جلوہ نما ہم سے حدوث اور قدم ہے مثل سراب ہمسے ہی تصویر عدم
ہر لحظہ بہ طبع ہوسے میگردد یارب تو مرا بخویش گردیدہ گنی	درد	ور دامن دل خار وخسے میگردد ترسم کہ بمن خلق بسے میگردد
ہے دل میں ہوا سجات دنیا کی چاہ یارب تو مجھے راستہ اپنا بتلا	باقی	دامن میں بھری ہی میرے گرد گناہ ڈرتا ہوں کہیں ہووے نہ خلقت گمراہ
در گلشن دہر بسکہ غفلت کارے از روئے خدا نیامدت شرم اے درد	درد	تخم گنہی بہر طرف می کاری باشد کہ زروئے خلق شرمی داری
تخم غفلت جہان کے گلشن میں نہ بو اللہ سے گر شرم نہ کی اے باقی	باقی	اور کشت گناہ کا مزارع بھی نہ ہو مخلوق ہی کے سامنے باشرم رہو
اے فطرت امکانی خجلت تاثیر گر بندہ حق شوی وگر بندہ نفس	درد	شرمت باواز طبع ذلت تقریر در ہر صورت زبندگی نیست گزیر
یہ فطرت امکانی ہے خجلت تاثیر یا بندہ حق ہو یا نہ ہو بندہ نفس	باقی	گر شرم تری طبع ہی ذلت تقریر ہر حال مین بندگی سے ہوگا نہ گریز

دیدیم چو کشت زار آب و گل خود جیبے بہ درو لیکن تماشائی بہار	درد	جزا و نگرفتیم ز خود حاصل خود اے دانہ توئی عقدۂ صد مشکل خود
ہم دیکھے ہیں کھیت اپنی آب و گل کا دل کا پردہ اٹھا کے بس دیکھہ بہار	باقی	اپنے ہی ہیں بیج تجہ اس حاصل کا اے دانہ توہی عقدہ ہے مشکل کا
ظاہر ز تو گرد عقل و معقولیت افراد وجود موجد و موجود اند	درد	در پردہ نہفتہ از تو مجہولیت مرات تو علیت و معلولیت
ظاہر ہے تجھی سے عقل معقولیت موجد موجود کا وجود اک تیرا	باقی	اور پردہ میں ہی تجہی سے مجہولیت آئینہ ہے علیت و معلولیت
برخیزد اگر ز دل قیود باطل یعنی کہ وجود حق بروے اظہار	درد	محو از نظرت شود شہود باطل برقع افگندہ از نمود باطل
اٹھہ جائے اگر دل سے قیود باطل اظہار کے رخ پہ اس وجود حق نے	باقی	اور محو نظر سے ہو شہود باطل برقعہ ڈالا ہے بس نمود باطل
گہ نالۂ دل مرا صدای چنگست از نغمۂ شکر و شکوہ ام نیست گزیر	درد	گاہے دلم از نوای نے دل تنگست تا تار نفس ہست ہمین آہنگست

نالان ہے دل مرا کبھی مثل چنگ یا زمزمہ شکوہ ہے یا نغمہ شکر	باقی	رہتا ہی کبھی نوائے نے سے دل تنگ جبتک ہی نفس کا تار ہے آہنگ
ربط جو ہر گدا و شاہ ہے وارد یعنی کہ بسان دانہ ہائے تسبیح	درد	گر حال خوشی و گر تباہ ہے وارد ہر دل در خود نہفتہ راہے وارد
تیرے احباب یا گدا ہین یا شاہ مانند دانہ ہائے تسبیح جدا	باقی	حالت انکی ہے خوب یا کہ تباہ ہر دل مین ہی ایک عقل تدبیر کی راہ
این کون و مکان جملہ ز آیات حق است اثبات خدا انچہ کنی نفی تو است	درد	مظہر ہمہ اظہار ظہور حق است نفی کہ نمائی بخود اثبات حق است
یہ کون و مکان جملہ ہین آیات حق اثبات خدا کیا تو ہے تیری ہی نفی	باقی	مظہر ہین یہ سب ہر ظہورات حق جب نفی ہین کی اپنی یہ ہی اثبات حق
در بزم جہان کہ وہم نسبت آئین چون آئینہ ہر کہ ہیئت آید ای درد	درد	از آمد و رفت خلق فارغ بنشین اورا تو با و نما و خود ہیچ مبین
یہ بزم جہان ہے وہم نسبت کی سرا آئینہ صفت جو آئے تیرے آوے	باقی	اس آمد و رفت خلق سے تجہہ کو کیا تو کچہ بہی نہ دیکہہ اسکا منہ اسکو دکہا

درخارج نیست غیر حق جلوہ گری ہر شخص کہ پیش نظر آید چون عکس	درد	اینجا نہ بود ز ما سوا لش اثری می بینمش اما بجہان دگری
خارج نہین غیر حق کبھی دنیا مین جو شخص کہ آتا ہے نظر عکس مثال	باقی	باقی نہین ما سوا کوئی دنیا مین مین دیکھتا ہون اسکو ہی دنیا مین
از شادی و غم ہر چہ در امکان ثمری در باغ ظہور چون گلت آوردند	درد	از واہمہ حضرت انسان شمری خواہی دل ریش خواہ خندان شمری
ہے شادی و غم جو کچھ زمانہ مین عیان اس باغ ظہور مین ہے تو گل کی مثل	باقی	ہے واہمہ حضرت انسان پہچان یا اوسکو دل ریش سمجھہ یا خندان
بے لشکر و فوج پادشاہی کردیم اے درد بدولت فقیری اینجا	درد	بر مسند فقر کبریائی کردیم در کسوت بندگی خدائی کردیم
بے لشکر و فوج پادشاہی ہی ہمین بے شبہ بدولت فقیری باقی	باقی	مفلوکی مین ناز کبریائی ہی ہمین در پردہ بندگی خدائی ہی ہمین
انوار عقول شعلہ منقل اوست از بسکہ وجود ست بہ ہر شے اقرب	درد	ہر آئینہ جسم ہمان صیقل اوست ہر چیز کہ ہست ضا در اول اوست

مصرع اول	شاعر	مصرع ثانی
منفعل سا ہے اوسکے شعلۂ انوار عقول ازبسکہ ہر ایک شے سے وجود اقرب ہے	باقی	ہے آئینہ جسم اوسی سے مصقول سب صادر اول ہے اوسی سے اے جہول
گر کشتۂ عیشیم وگر غم زدہ ایم زین بیش نداشتیم کاری باخویش	درد	از دولت او درد باین عربدہ ایم از راہ نمایش بخود آمدہ ایم
شادی کبھی دل مین غم کبھی چھایا ہے بہولا تہارا راہ آپ مین وہ کب تہا	باقی	باقی نے بدولت اسکے سب پایا ہے اُس راہ نمانے آپ مین لایا ہے
عمریست کہ چون زلف پریشان خودیم تا جلوہ یار جلوہ گر شد در ما	درد	چون غنچۂ گل سر بگریبان خودیم آئینہ صفت ہمیشہ حیران خودیم
ہم زلف کی صورت ہین پریشان اپنے جب سے کہ ہوا ہے ہم مین وہ جلوہ نما	باقی	ہین غنچہ روش سر بگریبان اپنے آئینہ صفت ہین آپ حیران اپنے
ہر پست و بلند واقف راز ہم ست این نغمہ ظہور از تقابل دارد	درد	چون زیر و بم ساز ہم آواز ہم ست ہستی و عدم زمزمہ پرداز ہم ست
ہر پست و بلند واقف راز ہین آپ یہ نغمہ ہم ظہور ضدین سے ہے	باقی	اور زیر و بم ساز ہم آواز ہین آپ ہستی و عدم زمزمہ پرداز ہین آپ

اے درد مراز نغمہ ہایم دریاب اے زمزمہ پرداز بساز قانون	درد	آہنگ من از صوت و صدایم دریاب تفصیل مقامم از نوایم دریاب
غم کو مرے نغمہ لگا سے سمجھو اے زمزمہ سنج تم ہو گر قانون دان	باقی	آہنگ مرا صوت و صدا سے سمجھو بس میرے مقام کو نوا سے سمجھو
اے آنکہ وجودت ہر جا موجود شد مادہ است علت ایجاد صور	درد	واصل ز تو نشناختہ کس را موجود در صورت نیست جز ہیولا موجود
یارب ہے وجود تیرا ہر جا موجود ہے مادہ تیرا علت ایجاد صور	باقی	واصل نے کسی کو نہین سمجھا موجود صورت مین نہین ہے جز ہیولا موجود
ہر چند کہ صافیم کدورت اثریم یعنی کہ بغفلت کدہ خلق ای درد	درد	محو یم ولے ہمان پریشان نظریم چون آئینہ چشم باز و ما بے خبریم
ہر چند کہ صاف ہون کدورت سے مگر خلقت کدہ دہر مین آئینہ کی شکل	باقی	ہون محو ولے میری پریشان ہی نظر گو آنکھہ کھلی ہے کچھ نہین ہم کو خبر
گہ رنگ طرب بخاطر آمیختہ است حیرت زدہ طلسم ہستی شدہ ایم	درد	گہ گرد ملال سر بیختہ است کاین بحر چہ موجہا برانگیختہ است

دل مین کبھی رنگ طرب آمیختہ ہے حیرت زدہ طلسم ہستی مین ہم	باقی	گہ گرد ملال سربسر بیختہ ہے اس بحر مین کیا موج برانگیختہ ہے
اے کردہ خراب فکر چون و چندت ہموارہ بہ ہمواری خود کوشش کن	درد	آوردہ ہوا و حرص اندر بندت غیر از تو کسے نیست کہ گویم بندت
کرتے ہین خراب چون اور چند تجھے ہموار اپنے کو آپ کرے باقی	باقی	کس حرص نے کر رکھا ہی پابند تجھے ہے تیرے سوا کون کرے دی پند تجھے
از راحت چند روزہ خوشدل نشوی گر غافلی از شہود ہستی خدا	درد	وز خنجر رنج درد بسمل نشوی اے ننگ عدم زمرگ غافل نشوی
اس راحت عارضی سی خوشدل تو نہو غافل ہے شہود ہستی حق سے اگر	باقی	اور خنجر رنج و غم سے بسمل تو نہو اے ننگ عدم اجل سی غافل تو نہو
باید کہ ز فکر زندگانی گزری اے درد ز اندیشۂ عالم بہ گزر	درد	وز حرص و ہوائے کامرانی گزری زان پیش کہ زین جہان فانی گزری
باقی افکار زندگانی سے گذر پہلے ہی تو در گذر دہ اندیشہ کو	باقی	اور حرص و ہوائے کامرانی سے گزر کرتا ہے جو اس جہان فانی سی گزر

اے شیخ بہ خلق از کرامات مگو منظور اگر بیہودہ گوئی باشد	درد	اخبار پریشان بہ مباہات مگو دیگر چہ کم است این خرافات مگو
اے شیخ نکر ہم سے کرامات کی بات منظور اگر بیہودہ گوئی ہے تجھے	باقی	اخبار پریشان و خیالات کی بات باتین ہین بہت نکر خرافات کی بات
اے درد گہے بہ آبیاری وضو اکنون بہ در میکدہ باید رفتن	درد	دل سوی شگفتگی نمی آرد رو کاین عقدہ کشاید مگر از دست سبو
دیکھا کیے ہم بہی آبیاری وضو اب ہمکو ہی میکدہ مین جانا لازم	باقی	جس سے نہوی شگفتگی کچہ دل کو شاید کہ یہ عقدہ حل کرے دست سبو
اے کردہ تمام عمر در بحث خراب زین بیش ز اہل ذوق ابرام مکن	درد	یک نکتہ خاموشی ست صد گونہ کتاب دیگر چہ سوالست کہ دادیم جواب
کرتا ہی عبث بحث مین کیون عمر خراب اب اس سے زیادہ نہ تو کر بس تکرار	باقی	اک نکتہ خاموشی مین ہی لاکہہ کتاب پہر کیا ہے سوال دیچکے ہم تو جواب
گہ خال او و گاہ خط میگویند این طرفہ کہ انچہ می نمایند بیان	درد	یاران از حسن ہر نمط میگویند ہم راستیست و ہم غلط می گویند

ہم اسکو کبھی خال کبھی خط کہتے ہین طرفہ یہ ہے جو کچھ کہ کرتے ہین بیان	باقی	اوس حسن سے دوست ہر نمط کہتے ہین کچھ سچ کہتے ہین کچھ غلط کہتے ہین
اے کردہ خراب عمر در چون و چرا از ما بجز اقبال نہ بینی گاہے	درد	عارف نشدی اگرچہ گشتی ملا ہر چند کہ ایراد نمائی بر ما
اس چون و چرا مین صرف سب وقت گیا ہم سے بجز اقبال کے امید نہ رکھہ	باقی	عارف نہوا پڑھ کے ہوا گو ملا ایراد کیا ہے اور یہی کرتا جا
زین پیش بدل ز دلبران بود خلل از حسن پرستی نگزشتیم آخر	درد	خون کرد جگر درد کنون فکر اجل حالا شدہ منظور نظر حسن عمل
پہلے تہا دلبری دلبر کا خلل ہم حسن پرستی کو نہ چھوڑین گے کبھی	باقی	اب خون جگر کو کرتی ہے فکر اجل منظور نظر ہوا ہے اب حسن عمل
در بزم خیال ما کہ رشک چمن ست ما آئینہ وار گلشن تنزیہیم	درد	اے درد گل حسن دگر خندہ زن ست بے رنگ بہار ما چو رنگ سخن است
ہے بزم خیال اپنا رشک گلشن تنزیہہ کے باغ کے ہین ہم آئینہ وار	باقی	باقی گل آرزو ہے پر خندہ زن بے رنگ بہار ہین اپنی ہم رنگ سخن

پیدا نیست آن زمان که ناپیدا بود رنگ اظهار متبدل ساخته است	درد	قدر تو بلند و منزلت اعلی بود طاؤس به بیضه هم سر عنقا بود
جب باغ جہان مین تو نہین آیا تہا رنگ اظہار متبدل ہے ورنہ	باقی	تہے قدر بلند مرتبہ اعلی تہا طاؤس انڈے مین ہمسر عنقا تہا
وحدت شده سامان بهار چمنم در گلشن دهر درد چون خوشه تاک	درد	بیرون ز خودم نه برد حسب وطنم خود شیشه و خود باده و خود انجمنم
وحدت مرا سامان بہار دل ہے اس باغ جہان مین خوشہ تاک کیطرح	باقی	بیخود ہون کہان حسب وطن حائل ہے خود شیشہ ہے خود بادہ ہی خود محفل ہے
یک عمر گدائی ز گردون کردیم اکنون که نموده ایم چشمے پیدا	درد	وز کوری دل نظر به هر دون کردیم مانند حباب کاسه واژون کردیم
اک عمر گدائی ہم نے گردون سے کی کاسہ کو کیا ہم نے نگون مثل حباب	باقی	اور کوری سے امید ہر اک دون سے رہی اب آنکہہ ہوئی پیدا تہی تدبیر یہی
سلطان که بر اسباب هوس می نازد درویش که بے نوا و بے پروا هست	درد	بر بال و پر خود چو مگس می نازد بر خاطر بے نیاز بس می نازد

ہے باعث نازِ شاہ اسباب ہوس درویش کہ بے نیاز و بے پروا ہے	باقی	جیسے کہ پر و بال سے اُڑتی ہے مگس نازاں ہے وہ اپنی بے نیازی پر بس
نے مار گزید و زد نہ عقرب نیشم فرقِ من و تو باعث این تفرقہ ہاست	درد	ہوشست کہ کرد این ہمہ دل ریشم قربان تمیز بے تمیز خویشم
بچھونے نہ سانپ نے کبھی مجھکو ڈسا فرقِ من و تو نے تفرقہ ڈالا ہے	باقی	بس ہوش نے ہائے مجھکو دل ریش کیا ہوں اپنے تمیز بے تمیزی پہ فدا
گاہے سخنے از دہنش می گفتم افسوس ز علم ناشناسا یک عمر	درد	گہ از دہن خود سخنش می گفتم او بود کہ در دہن منش می گفتم
کرتا تھا کبھی سخن دہن سے اُسکے بس بات نہ پوچھ ناشناسائی کی	باقی	رکھتا تھا کبھی دہن سخن سنج مجھے کہتا تھا میں آپ درد دل سب اُس سے
در رنج و بلا قدم بہ ماتم نہ زنی روشن ز تو بزم بندگی چون شمع است	درد	آئین رضا و صبر برہم نہ زنی ہر چند کہ سوزند ترا دم نہ زنی
رنج اور مصائب سے نہ غم کر زنہار یہ محفل بندگی - ہے یاں شمع صفت	باقی	آئین رضا نہ چھوڑ اے صبر شعار ہر چند جلائیں تو مگر دم ہی نہ مار

تا چند ز فوت مدعا رنجیدن تا چشم کشادہ است چون آئینہ ات	درد	دو کان ہوس ز جہل برخود چیدن در پیش آید ہر آنچہ باید دیدن
ہرگز نہو فوت مدعا سے رنجور جب تک کہ کھلی ہے آنکھہ آئینہ کی شکل	باقی	دوکان ہوس کی بند کر اے معذور آجائے جو آگے دیکھہ آنکھوں سے ضرور
اے مرد طرب باش خوش و آسودہ چندان منما غور در افلاک و نجوم	درد	رنجے مبر از فکر جہان بیہودہ کین گنبد بے در ز کسی نکشودہ
اے مرد طرب خوش رہو آسودہ رہو افلاک و نجوم پر نکر غور عبث	باقی	بیہودہ جہان کی فکر سے خستہ نہو کس نے کھولا ہے گنبد بے در کو
اے درد چرا بہ کنج باغش جوئی من در رہ افتادہ چون نقش قدم	درد	وز بہر چہ در میان راغش جوئی از من جوئی اگر سراغش جوئی
کس واسطے اسکا باغ مین جویان ہے اوسی راہ مین ہون نقش قدم مجھسے پوچھہ	باقی	کس واسطے اسکا راغ مین جویان ہے تو جس کا جہانمین آپ سراغ جویان ہے
اے درد ترا نہ ہمنشینے باید اکنون کہ نشستہ درین کلبہ ترا	درد	نے یار و ندیم و نے قرینے باید چشم و دل و اشک آستینے باید

باقی تجھکو نہ ہمنشین سے ہے کام اس کلبہ مین تنہائی تو بس ہے تجھکو	باقی	کچھ دور سے مطلب نہ قرین سے ہے کام چشم و دل اشک آستین سے ہے کام
یک لحظہ اگر دہر بہ باغت دارد بر صحبت رنگین کسان دل ننہیم	درد	چون لالہ مدام داغ داغت دارد تنہائی ما عجب فراغت دارد
گو مجھکو بہار باغ مین رکھتی ہے اس صحبت رنگین سے مین باز آیا ہون	باقی	لالہ سا عیب داغ مین رکھتی ہے تنہائی مجھے فراغ مین رکھتی ہے
بار ہستی کہ دوش طاقت شکست اکنون چہ ضرور ماندنت مثل نگین	درد	خبر تہمت نام بر تو ای درد نہ بست برخیز تو از میان کہ نقش تو نشست
بار ہستی سے ہو سبکدوش کہین باقی اب کیا ضرور رہنا تجھکو	باقی	خبر تہمت نام اور حاصل ہی نہین بیٹھا ہے نقش نام اٹھ تو مانند نگین
اے مرد رسیدہ اگر از خلق آزار گز بر سر تو نہند پا مردم دہر	درد	رنجے مبر از ذلت و خواری زنہار تو از رہ انکسار سر برپا دار
مخلوق سے ہو پہنچے تجھے آزار اگر گر سر پہ ترے پاؤن رکھین مردم ہر	باقی	اس ذلت و خواری کا کبھی رنج نکر رکھ عجز سے انکے پاؤن پر اپنا سر

اے درد ز مردمانِ اہل عرفان یارا مطلب بجز میان تصنیف	درد	از وضع کلام میتوان یافت نشان مانند معانی بہ کتابیم نہان
باقی جو ہے خواستگار اہل عرفان ہمکو گر ڈہونڈ ہماری تصنیف مین ڈہونڈہ	باقی	ہماری کلام ہی سے ہے اُسکا نشان معنی کی طرح کتاب مین ہین پنہان
ہر چند ہمہ پا و سر و اعضائیم اے درد زمانیکہ سخن میگوئیم	درد	لیکن آئیم کہ جملہ ناپیدائیم چون نغمہ ز ساز خود برون می آئیم
ہر چند کہ ہم پاؤں سر اور اعضا ہین ہنگام سخن ساز سے اپنے باہر	باقی	لیکن ہین وہ ہم کہ جملہ ناپیدا ہین آتے ہین بشکل مثال نغما ہین
تا کے بہ تلاش مال خواہی کوشید پوشیدن جامہ با مکرر شدہ است	درد	با ہر بد و نیک دہر خواہی جوشید اکنون از خویش چشم باید پوشید
کب تک یہ تلاش دولت سیم و زر سو بار قبا عبا سی تن ڈہانکا ہے	باقی	کب تک یہ بد و نیک کے صحبت کا اثر اب اپنے سے آنکہہ بند کرنا بہتر
چون آمدۂ بعالم امکان باش اینجا اے درد خود صلائے عامیست	درد	دیدی کہ رخ صبح جہان خندان باش یک چند درین خانہ تو ہم مہمان باش

اس عالم امکان مین تا امکان رہ ہے یان جو صلاے عام سن اے باقی	باقی	اس وضع جہان کو دیکھ اور خندان رہ تو بھی اس گھر مین کوئی دم مہمان رہ
آنرا که درین باغ ولش با خبر است خود فعل جزاے خود شود روز جزا	درد	پاداش عمل همیشه مد نظر است چون تخم بدست شاخ آید ثمر است
اس باغ مین انجام کی ہی جس کو خبر فعل اپنی جزا کا آپ ہی روز جزا	باقی	پاداش عمل کی فکر ہے مد نظر ہاتھ آے جو تخم شاخ کے ہی وہ ثمر
آن دم که گشاید در بخشش غفار از راه معیتے که دارد یا ما	درد	آید همه اسرار نهان در اظهار ما را ز جمال اوست چشم دیدار
جب کھولیگا دروازہ بخشش غفار ہم سے جو وہ رکھتا ہے معیت کی راہ	باقی	ہو جائیگا اسرار نہان کا اظہار ہے اس کے جمال ہی سے چشم دیدار
اے حاصل تو ز زندگانی مردن اے غرۂ وہم خود پرستی مردے	درد	تا چند پے حیات فانی مردن پیش از مردن اگر توانی مردن
حاصل تری زندگی کا آخر مرنا ای باقی خود پرست مردی ہی بھی	باقی	کب تک ہو حیات بیوفا پر مرنا پہلے مرنے سے ہو سکے گر مرنا

خون جگرت ہنوز خوردن باقیست از کشمکش ہستی آمدت بنیاد	درد	یعنی نفس چند شمردن باقیست معلوم نجات تا کہ مردن باقیست
ہے خون جگر ابھی تو پینا باقی اس کشمکش ہست سے کیا ہوگی نجات	باقی	ہے جامہ حیات اب بھی سینا باقی مرتے ہیں کہان ابھی ہے جینا باقی
نے شاہی درو نے گدائی داریم نے نشئہ نارسا و نے نالہ رسا	درد	نے ساز غنا نہ بے نوائی داریم فریاد ز دست نارسائی داریم
شاہی ہے ہمین نہ کچھ گدائی ہے ہمین ہے نشئہ نارسا نہ ہے نالہ رسا	باقی	ہے ساز غنا نہ بے نوائی ہے ہمین باقی فریاد نارسائی ہے ہمین
دردے کہ زمانہ گہ بدر دش نرسد دریاب کہ [illegible] میسر سازد دل را	درد	آسیب ز دست گرم و سرد ش نرسد جائیکہ رسید کی بہ گردش نرسد
اس درد کے درد کو نہ پہونچا کوئی پہونچاتی ہے پاس اسکے دلکو مسجا	باقی	اُس کے دم سرد کو نہ پہونچا کوئی اوس جا کے گرد کو نہ پہونچا کوئی
نے مال مرا باید و نے فوج و سپاه ترک اسباب بہ ز جمع اسباب	درد	از قطع تعلقم بود حشمت و جاه کز دولت فقر ہر گدا گردد شاہ

دولت مجھے چاہیئے نہ کچھ فوج وسپاہ بہتر اسباب سے ہے ترک اسباب	باقی	ہے قطع تعلق ہی مری حشمت وجاہ اس دولت فقر سے گدا ہوتے ہین شاہ
گر مردم محتاج زغم می گریند وقتست کہ از دست زمانہ اکنون	درد	زان پیشتر ارباب نعم می گریند چون ابر ہمہ اہل کرم می گریند
محتاج ہی کیا دکھا کے غم روتے ہین ہاتھون سے زمانہ کے جہانتین باقی	باقی	سب روتے ہین یان نہ ایک ہم روتے ہین مانند سحاب اہل کرم روتے ہین
در سر نہ ہوائے مال وجاہے دارم صاحب نظر توجہی گر نکند	درد	در دل نہ غم زر وسیاہے دارم چون آئینہ چشم یک نگاہے دارم
ہرگز ہین نہین عطارشہ کا محتاج صاحب نظر ایکدم توجہ جو کرے	باقی	دل میرا نہین فوج وسپہ کا محتاج آئینہ صفت ہون اک نگہ کا محتاج
اے بیخبر اتفاق می باید کرد از وہم خودی نفاق خیزد غافل	درد	باہم دگر اتفاق می باید کرد از خود گزر اتفاق می باید کرد
اے بیخبر اتفاق کرنا ہے ضرور اس وہم خودی سے ہی نفاق اے غافل		باہم دگر اتفاق کرنا ہے ضرور خود سے گزر اتفاق کرنا ہے ضرور

اے کردہ تلف عمر گرانمایہ خویش از عالم غیب انچہ خواہی در تست	درد	در صحبت ہر فقیر و مرد درویش اے مخزن اسرار آلہی اندیش
کرتا ہے تلف عمر کو کیون اپنی ہر آن جو عالم غیب مین ہی سب ہے تجہہ مین	باقی	صحبت مین فقیر ونکے عبث ای نادان اے مخزن اسرار الہی پہچان
صد حیف کہ جملہ دوستداران رفتند اکنون من واماندہ چہ سازم چہ کنم	درد	زین دشت تمام شہسواران رفتند اے درد کجا این ہمہ یاران رفتند
صد حیف تمام یار و دلدار گئے واماندہ رہا ہے ایک باقی ناچار	باقی	جن جن سے کہ اپنے دلکو تہا پیار گئے یا رب یہ کہو کہان یہ سب یار گئے
برہم چون گل زدست اوراق خودیم از ماست ہر انچہ درد بر ماست ہمہ	درد	آتش زدہ شرار چقماق خودیم اے وائے کہ باین ہمہ مشتاق خودیم
ابتر ہین برنگ گل سب اوراق اپنے ہم ہی سے ہے سب درد جو ہے ہمپہ	باقی	ہم اپنے شرارون ہین چقماق اپنے اے وائے کہ پہر آپ ہین مشتاق اپنے
چندے کہ معاش کامرانی کردیم اے درد کجا ز دست دشمن آید	درد	غافل ز معاد زندگانی کردیم ما انچہ بخود نہ مہربانی کردیم

کی خوب معاش کامرانی ہم نے دشمن بھی کبھی نکر سکیگا باقی	باقی	بے فکر معاد زندگانی ہم نے اپنے پہ جو کی ہے مہربانی ہم نے
ہر جا زنے و چنگ صدای شنویم گر چشم کشائیم تو مد نظری	درد	آہنگ ترا نام خدا می شنویم در گوش نہیم ہم ترا می شنویم
ہر سمت سے جو صوت صدا سنتا ہون جو دیکھتا ہون مد نظر ہے تو ہی	باقی	آہنگ ترا نام خدا سنتا ہون جو سنتا ہون بس نام ترا سنتا ہون
برخاستہ گر ز دل شہود غیرت در خلق خدا بغیر خوش خلقی نیست	درد	سوئے ہمہ کس بعجز باشد سیرت خیرے کہ بود باعث ذکر خیرت
اٹھ جائے جو یہ شہود موہوم غیر خلق خوش سے خلق کیا بہتر	باقی	ہر سو ہو تجھے بس عجز و خدمت کی سیر یہ خیر ایسا ہے جس سے ہی ذکر خیر
حیرت از چشم گفتگو ہا افگند چون برق و شرار نارسائی تلاش	درد	یاس آمد و از دل آرزو ہا افگند آتش در جان گفتگو ہا افگند
الجھن حیرت نے گفتگو مین ڈالی افسوس یہ نارسائی برق و شرار	باقی	یاس آئی تو خاک آرزو مین ڈالی آتش دل و جان جستجو مین ڈالی

در خاطر ارشاد اگر منظور است خود را شب و روز صرف یاران سازی	درد	عزلت ای درد نیز مسلک دوراست اجرائی طریقیات اگر منظور است
خاطر مین ہو ارشاد جو تیری منظور کر آپ کو صرف جملہ یاران شب و روز	باقی	عزلت باقی ہے مسلک عقل سے دور اجرائی طریقہ تجھکو گر ہے منظور
اے درد ندیده که در دیده کور بس ہستی ما که از عدم ممتاز است	درد	فرقی نبود میان تاریکی و نور در آئینه علم نمود است ظهور
دیکھا نہین ہے آپنے مگر دیدہ کور یہ ہستی ہے اپنی جو عدم سے ممتاز	باقی	اوس کو نہین کچھ ہی فرق تاریکی و نور آئینہ علم مین کیا اوس نے ظهور
در بحر تو اے حباب گم خواهی شد اندک اے ذره سعی دیگر کا خر	درد	در باد تو اے سحاب گم خواهی شد در پرتو آفتاب گم خواهی شد
دریا مین بس اے حباب تو گم ہو گا اے ذرہ کوئی دم تو ٹھہر پر تو مین	باقی	چلتے ہی ہوا سحاب تو گم ہو گا نکلے گا جب آفتاب تو گم ہو گا
پختیم خیال خام پیدا کردیم یعنی اے درد ہمچو عنقا از خلق	درد	آزاد و شدیم دوام پیدا کردیم گم گردیدیم و نام پیدا کردیم

حاصل ہے پختگی مین سودائی خام یعنی باقی جہان مین عنقا کی مثال	باقی	آزادی ہی ہے ہماری حق مین اک دام گم ہو کے کیا ہے ہمنے پیدا یہ نام
ہر گوشہ صدائے صید بیابان دارد گر عقدہ خاطرت کشاید یعنی	درد	ہر غنچہ بہ مشت خود گلستان دارد ہر قطرہ بہ جیب خویش طوفان دارد
ہر گوشہ مین اک شور بیابان ہے یہان عقدہ دل کا کھلے تو کچھ آئے نظر	باقی	ہر غنچہ کی مٹھی مین گلستان ہے یہان ہر قطرہ کی جیب مین ہی طوفان ہے یہان
عمریست کہ وابستہ بہ تار نفسم معلوم نہ شد مرا ز فہم ناقص	درد	یعنی بہ شکنجہ ہوا و ہوسم یارب ز کجایم بکجایم چہ کسم
ہر چند کہ قیدی ہیولا ہین ہم وابستہ رشتہ نفس ہین لیکن	باقی	دل تنگ شکنجہ مین دبا ہین ہم آئے ہین کہان سے ہین کہان کیا ہین ہم
امکان کہ سراسر است معبود بغیب ہر چیز کہ پیداست بہ ضدش پیداست	درد	شد محو کمالات وجوبی لاریب آوردہ شہادت ہمہ ایمان بالغیب
امکان کہ سراسر ہے معبود بغیب جو چیز کہ پیدا ہے وہ پیدا ضد سے	باقی	ہے محو کمالات وجوبی لاریب لائی ہے شہادت اوس پہ ایمان بالغیب

علمست کہ ہر چہ ہست بنماید ازو غیر از تصنیف نیک دیگر نہ بود	درد	ہر عقدہ کہ مشکل است بگشاید ازو کارے کہ پس از تو کارہا آید ازو
یہ علم ہی سب چیز کو بتلاتا ہے تصنیف نیک کے سوا کیا ہی کام	باقی	ہر عقدہ مشکل اس سے کھل جاتا ہے جو کام کہ بعد سب کے کام آتا ہے
یارب جانے کہ جملہ ہمت زاید یارب عملے کہ بر تو نزدیک کند	درد	یارب جسدے کہ کار طاعت آید یارب عملے کہ جز توام نہ نماید
یارب وہ جان دے جس میں ہمت ہووے یارب وہ عمل دے جس سے ہوں تیری قریب	باقی	وہ جسم دے جس سے کار طاعت ہووے وہ علم دے جس سے تری قربت ہووے
گر قطرہ آبیم و گر در شدہ ایم محتاج کدام و چیست محتاج اللہ	درد	نے صورت عجز نے تفاخر شدہ ایم پیمانہ عمریم ز خود پر شدہ ایم
ہیں قطرہ آب ہوں کہ باقی دُر ہوں محتاج ہے کون کیا ہی محتاج اللہ	باقی	اس عجز و تفاخر کا میں کب درخور ہوں پیمانہ ہوں اپنی عمر کا میں خود پر ہوں
ہر چند بہ عمر و فضل ممتاز شوی بوی نہ شنیدہ ز عرفان تا حال	درد	مشکل کہ بہ فقر نکتہ پرداز شوی مدت باید کہ واقف راز شوی

ہرچند تو علم و عقل مین ہے ممتاز عرفان کی بو نہین ہی تجہہ مین اب تک	باقی	مشکل کہ فقیری مین ہو نکتہ پرداز مدت باقی ہے تا کہ ہو واقف راز
گر دعوی ہستی ست بہتان ست این اے حضرت انسان تحیر انجام	درد	در شکوہ نیستی ست کفران ست این خود را نشناختی چہ عرفان ست این
ہستی کا جو دعوی ہے وہ اک بہتان ہے اے حضرت انسان ہی حیرت انجام	باقی	گر شکوہ نیستی ہے بس کفران ہے خود ہی کو نہ پہچانا یہ کیا عرفان ہے
شو عاشق و در خود طلبی پیدا کن خورشید ندارد ز کسے جلوہ دریغ	درد	یعنی پے وصلش سببے پیدا کن اے ذرہ بر و تاب و تپی پیدا کن
عاشق ہے تو الفت کی طلب پیدا کر خورشید نہین رکھتا ہی جلوے سے دریغ	باقی	منظور جو ہو فضل سبب پیدا کر اے ذرہ تو پہلے تاب و تپ پیدا کر
پندار خزان ما بہار ہستی اعیان ہمہ آئینہ وجود اند کہ کرد	درد	در نیستی است اعتبار ہستی در ذیل عدم جلوہ نہار ہستی
پیدا ہے خزان سے یان بہار ہستی اعیان عدم مین ہوئے مرات وجود	باقی	ہے نیستی سب کی اعتبار ہستی جب جلوہ نما ہوا بہار ہستی

عالم که عدم بود نمیکرد نمود فیضی عامت گرفت دربر درنه	درد	در ضمن وجود خویش دادی تو وجود کس لایق این عنایت خاص نبود
عالم تہا عدم مین کچه نمود ار نه تہا اک فیض عام تہا دگر نه کوئی	باقی	جب تو ہی نه تہا وجود اظہار نه تہا اس خاص عنایت کا سزاوار نه تہا
جوع و عطش است آب و آتش فقرا دیدم که اغنیا بسے محتاج اند	درد	از فرش زمین ست فراش فقرا اے درد معاش ست معاش فقرا
ہی بہوک اور پیاس آب و آتش فقرا انسے ہی زیادہ اغنیا ہین محتاج	باقی	اور فرش زمین کا ہی فراش فقرا کیا خوب معاش ہی معاش فقرا
در عشق نه مرد خود پرستی باید اے آنکه پری ز باد دعوی چو حباب	درد	وارسته ز خویش دل بدستی باید البته ترا بخود شکستی باید
ہوتے ہین خود پرست کب عشق پرست یه باد غرور سب بہرا ہین تجهه مین	باقی	وارسته ہوا نہی سے تو ہو دل بدست مانند حباب تجهکو لازم ہی شکست
ای بیخبر از ہستی ہست مطلق کثرت نکند ترا پریشان چو شود	درد	نگرفته از کتاب توحید سبق نصب العین تا معنی واحد حق

کیا جانتا ہے ہستی ہست مطلق کثرت سے پریشان نہو گا تو اگر	باقی	جس نے نہ لیا کتاب وحدت سے سبق نصب العینی ہے معنی واحد حق
ہر چند کدورت و صفا را یابی گو سر طبیعی و الٰہی فہمی	درد	لیکن نتوان کہ مدعا را یابی ممکن نبود اینکہ خدا را یابی
ہر چند کدورت اور صفا کو سمجھے گو سر طبیعی و الٰہی پایا	باقی	لیکن ہرگز نہ مدعا کو سمجھے ممکن یہ نہیں ہے کہ خدا کو سمجھے
اے بندۂ عقل نیستی آگہ عشق گفتم بتو آنچہ گفتنم بود اکنون	درد	برتر بود از عقل بسے درگہ عشق خواہی رہِ عقل گیر و خواہی رہ عشق
اے قیدی عقل تو نہیں آگہ عشق کہنا تھا جو تجھ سے کہہ چکے ہم باقی	باقی	برتر ہے بہت عقل سے درگہ عشق چاہی رہ عقل لیوے چاہی رہ عشق
اکنون من و این گوشۂ زندان جنون سودائے کسے نبود زین پیش مرا	درد	آباد کنم خانۂ ویران جنون شد زلف تو ام سلسلہ جنبانِ جنون
اب ہین ہون ہی اور کنج زندانِ جنون ابتک سر مین نہ تھا کسی کا سودا	باقی	آباد کرون خانۂ ویرانِ جنون ہے زلف تری سلسلہ جنبانِ جنون

گر داعیۂ محیط دارد سیلت چون قبلہ نما اگرچہ گرداندت	درد	خار و خس این دشت نگیرد ذیلت باید کہ بسوئے یار باشد میلت
گر داعیہ دریا کا تری سیل کو ہے گو قبلہ نما کی طرح تجھکو پھیرین	باقی	نقصان نہ خارسی ترے ذیل کو ہے دلدار کی جانب ہی تری میل کو ہے
اے درد اگر ز اصل و فرعت خبرست در آدم بود ذریاتش پنہان	درد	دریاب کہ تفصیل بہ اجمال درست در تخم چنان برگ و بر مستتر است
باقی جو ہی اصل و فرع سے تجھکو خبر آدم مین تھی ذریات سب اُسکی نہان	باقی	تفصیل ہے اجمال مین آئی جو نظر مستور ہو جیسے تخم مین برگ اور بر
از عقل بمیدان جنون باید تاخت عمریست کہ از خویش جدا می تازم	درد	در عرصۂ وہم خود برون باید تاخت ہر چند ندانم اینکہ چون باید تاخت
میدان جنون کی دوڑ کیونکر چھوڑون اپنے سے نکل کے دوڑتا ہون لیکن	باقی	اس عرصہ سے باگ اپنی مین کیسے موڑون آتا نہین دوڑنا کہ کیونکر دوڑون
در فقر نہ جاہ و نے تجمل باشد اے درد متاع خانہ درویشان	درد	نے فکر خر نہ بار نے جُل باشد تسلیم و رضا صبر و توکل باشد

نے آرزوئے جاہ و تجمل ہے ہمیں باقی یہ متاعِ خانہ درویشی	باقی	نے بار نہ خر ہے نہ غمِ جل ہے ہمیں تسلیم و رضا صبر و تحمل ہے ہمیں
ہرچند زمین و آسمان می بینی اے نور نگاہِ تو عباراتِ سلف	درد	لیکن نہ شناسی کہ چسان می بینی چیزیکہ شنیدہ ہمان می بینی
تو گرچہ یہ سب ارض و سما دیکھتا ہے ہے تیری نگاہ میں عبارات سلف	باقی	آگہ نہیں کس طور سے کیا دیکھتا ہے ہے تو نے جو کچھ سنا وہی دیکھتا ہے
اے درد نیابی تو صبوری ازوے دنیا چہ و عقبیٰ چہ دوئی ہجر آنست	درد	بُعد است بقرب ہم ضروری ازوے آنجا ہم اگر توئی تو دوری ازوے
باقی کلیا تو نہ پائیگا صبوری اُس سے کیا دنیا کیا عقبیٰ دوئی مہجوری ہے	باقی	ہے قرب میں بعد بھی ضروری اُس سے اُس جا بھی اگر تو ہی ہے دوری اس سے
سوئے اجلم بسکہ سفر دم بدم است اے درد بگوش من صدائے گریان	درد	ہر دم پئے قطع راہ میل قدم است بانگِ جرس روندگانِ عدم است
عازم سفرِ اجل کا ہے یاں ہر کس آواز نہیں دیتا ہے باقی گریبان	باقی	ہر دم پئے قطع راہ ہے میل نفس یہ قافلہ عدم کا ہے بانگِ جرس

ازبس زجدائی کسان سوختہ ام یاد ایام رفتہ مد نظر است	درد	خرمن خرمن زحسرت اندوختہ ام چون سوزن چشم برقفا دوختہ ام
اصحاب غم سے جان جاتی ہی چلی یاد ایام رفتہ ہے مد نظر	باقی	حسرت نے لگائی چوٹ اک دل پہ نئی سوزن کی طرح آنکہہ قفا پر ہے لگی
چشم مست اگر ہمیشہ بیمار خود است حسن آئینہ جمال توحید بود	درد	در زلف پریشان سر و کار خود است ہر کس این جا بجان گرفتار خود است
آنکہون کی طرح ہوا ہون بیمار اپنا حسن آئینہ جمال وحدت ہے یہان	باقی	ہے اپنے ہی ساتہہ بس سروکار اپنا ہر شخص ہے جان سے گرفتار اپنا
اے آنکہ تو ہر زشت و نکو را یابی آئینہ بہ برداری و معلوم تو نیست	درد	حیف است نہ آن جلوۂ رو را یابی دل را دریاب تا کہ او را یابی
کیا خوش ہوتا ہے خوب و خوار کو دیکہہ آئینہ بغل مین رکہہ کے کیون ہی غافل	باقی	بس چشم بطون سے جلوۂ یار کو دیکہہ پہلے دل دیکہہ پہر تو دلدار کو دیکہہ
آن ذات مقدس است ہر دم حاضر دست من و دامان رسول و آلش	درد	بر حال جہانیان بہر جا ناظر در ہر دو جہان است محمد ناصر

وہ ذات مقدس ہے جہانمین حاضر باقی کا ہے ہاتھہ اور دامان رسول	باقی	اور جملہ جہانیان کا وہ ہے ناظر ہے دونون جہان مین پاک محمد ناصر

پوشیدہ نماند کہ رباعیات بابرکات معرفت آیات حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمتہ ہر قدر کہ از کتاب علم الکتاب تصنیف خواجہ مغفور بنظر این فانی البنیاد گردھاری پرشاد باقی در رسید و سرمہ چشم آگاہی گردید آن جملہ را پیرایہ اردو پوشانیدہ درج ساختم و برسالہ درد باقی موسوم گردانیدم۔

رباعیات فارسی مصنفہ حضرت باقی مرحوم متعلق بمضمون درد

بے درد بود غافل و محو دنیا درد اور دوا کہ درد در دہر نماند	باقی	با درد ہمیشہ میکند یاد خدا دردش بجہان ماند دل باقی را
آن درد کزو زمانہ محزون گردید از سعی طبیبان نشدہ دفع عجب	ایضاً	دل از اثر او ہمہ پرخون گردید اے باقی دوائے درد دل چون گردید
این درد کہ شد واسطۂ یاد خدا اے باقی تو درد را از دل مگزار	"	خواہم کہ نگردد ز دل خلق جدا تا درد شود واسطۂ یاد خدا

این درد نشد پسند عالم هرچند حیف است اگر درد پسندش نکند	باقی	ز وهست بدانست جهان رنج دگرگند باقی که ز جان و دل بود درد پسند
از درد شده ناله بر چرخ برین ای باقی اگر چشم وفای میداری	〃	دز درد ز دل خاسته صد آهِ حزین این آه سرد و ناله درد به بین
هم ناله که عذاب میگردد درد بر حالت خود بلا تغیر باقیست	〃	هم شعله ز التهاب میگردد درد زان درد ز خویش باز میگردد درد
والله عجب مرد خدا بود آن مرد از قطع تعلقش مپرس ای باقی	〃	در وحدت نیست مثل او جامع فرد بنگر که جدا جداست هر حرف درد
شد درد محیط عالمی از اسرار بر گفته من اگر یقینت نه بود	〃	چون ساحل داشت بحر عرفان بکنار اعداد محیط عالم و درد شمار ۲۰۸ ۲۰۸
تا پیدا گشت درد او در جانم هر کس از بهر درد درمان جوید	〃	عالم گرید ز درد و من خندانم یارب چه کسم که درد شد درمانم
باقی تو چگونه راز وحدت فهمی از شرک تو موصل دو حرفیست دوئی	〃	یا رتبهٔ درد با فضیلت فهمی زان نور چه فهمی که تو ظلمت فهمی

باقی بشناسی تو اگر فرع و اصل
پیوستہ چو نام خویش با آن بے نام

باقی

وصلت حاصل شود بلا زحمت فصل
از فیض جناب درد دریا بی وصل

کلام اُردو جناب حضرت باقی متعلقہ حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ

رُخ تیرا ہوا ہے زرد باقی
باقی تو ہے موصل دو حرفی

باقی

کیون بھرتا ہے آہ سرد باقی
مقطوع ہے نام درد باقی

ہوگا نہ کوئی موحد ایسا
یکتا ہے وہ قلب مین ہمیشہ

رر

عرفان مین ہے درد فرد باقی
ہے درد کا قلب درد باقی

شطرنج جہان مین جو دیکھا
پھر درد ہوا محیط عالم
۲۰۸ ۲۰۸

رر

باقی ہے برنگ نرد باقی
اعداد چو جمع کرد باقی

اُس کو نہ جدا سمجھ خدا سے
وحدت کی صفا کی کیا خبر ہو

رر

ہے مرد خدا یہ مرد باقی
دل مین ہے دوئی کی گرد باقی

ہو جائیگا تجھکو اصل سے وصل
چاہے گا جو فیض درد باقی

تاریخ اُردو درد باقی

مصنفہ باقی صاحب

باقی

میخانہ معرفت مین مین جب آیا
تہا فارسی مین اون کا کلام موزون
اس میکدہ مین بادہ کش آویئن اگر
تہے اون کے رباعیات وہ آتشہ مَی

اور ٹہیرے جناب درد میری ساقی
اُردو مین کیا ترجمہ با مشتاقی
ہوش اپنا نہ پائینگے کبہی وہ باقی
کمزور کیا زور کو بنکر ساقی

اُس ترجمہ کی مینے جو پوچھی تاریخ
ہاتف نے کہا حافظ درد باقی
سنہ ۱۳۱۰ ہجری

هُوالباقی

رباعیات مصنفہ حضرت باقی صاحب

خوش مصرع لا الٰہ الا اللہ خوان در منقبت و مدحتِ اہلِ بیتش	باقی	ثانیش محمد رسول اللہ دان گردید رباعیات ما را عنوان
حمدِ تو چہ خوانم کہ دہان دادۂ تست دل را چہ کنم تحفہ کہ او آن تو بہ تست	"	وصفِ تو چگویم کہ زبان دادۂ تست جان را چہ کنم نذر کہ جان دادۂ تست
اے مشرک میکنی تو این شرک چرا یک را دو تو بینی چہ بشکل احول	"	یکتاست خدا دوئی روا نیست ترا اللہ بود وتر و یحب الوتر را
اندر رہِ نعت تو چہ پوید باقی لولاک لما خلقت الافلاک بس است	"	مضمون محامدت چہ جوید باقی زین بیش چہ یارا کہ بگوید باقی
ظاہر شدہ اعجاز تو بر ارض و سما انگشت تو شق نمودہ مہ را بہ فلک	"	از جان تو کردند بہ پست و بالا در دست تو گویا شدہ سنگ خارا
تو نور حقیقی بہ مجاز آمدۂ مانند نظر بہ چشم عالم بودے	"	بازوی از رہِ دراز آمدۂ گویم جان ترا کہ باز آمدۂ

باقی چه کنی منقبت آل رسول زین پس چه کنی وصف که کردست زحق	باقی	هستند همه روح نبی جان بطول اندر حق شان آیهٔ تطهیر نزول
ای حضرت بوبکر زهی صدیقی ذات تو سزا صلوات ست و سلام	〃	تو اکبر اصحاب نبی تحقیقی تو ثانی اثنینی و بالتصدیقی
ای نام تو فاروق عمر ابن الخطاب فرمود ترا مشیر خود پیغمبر	〃	کردی تو فزون قوت دین از اصحاب زان رای تو شد موافق وحی کتاب
ای آنکه بنام حضرت عثمانی بیش از همه قربت و قرابت داری	〃	داماد نبی مقرب یزدانی ذی النورینی و هم جامع القرآنی
ای افسر هاشمی علی شیر خدا در خم غدیر خود نبی گفت ترا	〃	در شان تو شد لحمک لحمی زیبا من کنت مولاه علی مولا
آن عبد القادر کرامت احوال از شان ولایتش جهان آگاه است	〃	پیریست به پیران جهان با جلال منظور شدش درو شد از ابدال
سید[1] سلطان[2] و خواجه[3] و شیخ[4] فقیر[5] ای مولانا[9] جلیل[10] محی[11] الدینی	〃	مخدوم[6] و ولی[7] پادشه[8] و مهر ضمیر شد عرف تو دستگیر دستم در گیر

یارب تا کے زخویش غافل داری برگردان از جہان دل باقی را	باقی	تا چند بسوئے خلق مائل داری تا کے دل داں کند بکن دلداری
ہر روز کہ دفتر عمل بکشودم گو مشرف کارہائے شاہی بودم	〃	کم کردہ ثواب معصیت افزودم افسوس حساب جرم خود ننمودم
من پیرو حضرت فرید الدینم بوئے دارم زطبلۂ توحیدش	〃	مرشد شدہ عطار زفقر ائینم یا بادینم شمار یا بے دینم
من ہندوم و زعشق بازان ہستم انکار زوحدت خدایم چون نیست	〃	خال رخ عشاق زایمان ہستم کافر مشمر مرا خدادان ہستم
محبوب علی شاہ دکن شاہِ من است یارب بکین آگاہ دلش را از عدل	〃	این آصف جاہ باعیش جاہِ من است مصروف دعایش دل آگاہ من است
آسودہ دل آمدم زکوئے عطار ازعشق دماغ دل معطر دارم	〃	دارم نظر صدق بسوئے عطار پر ہست مشام من زبوئے عطار
من زلہ ربائے حضرت عطارم دبوئے دارم زنافہ اسرارش	〃	صد طبلہ مشک ہست اندر بارم منت نبود زآہوئے تاتارم

نے بزم بود نہ من یلاقی باقی خمار و خم و خمکدہ ہستند خراب	باقی	نے جام و نہ شیشہ و نہ ساقی باقی یک نشۂ وحدت است باقی باقی
گرداب و حباب و موج و دریا ہمہ اوست اسرار حسن و عشق گر می پرسی	〃	ساقی و شراب و جام و مینا ہمہ اوست وامق عذرا و قیس و لیلا ہمہ اوست
عکس خورشید بہ آب صد ظرف نمود خود می فہمی کہ رفت ان عکس کجا	〃	چون ظرف ازان شکست آن عکس بود خود می دانی کہ عکس آن ظرف چہ بود
آثار وجود اوست در خلق پدید من میگویم جواب باید فہمید	〃	گر ہست بگوئی بہ نظر چون نرسید مردم در دیدہ ہست کی دید بدید
اے حشو باہنگ حساب سہو یاب بگزار دوی اگر جمل میدانی	〃	کن خرج ز فہم و سر وحدت دریاب جمع و باقی یکیست در گیر حساب ۱۱۳ ۱۱۳
مادام کسے نیست بدنیا باقی فانیست ہمہ جہان و اسباب جہان	〃	ماند نہ ہمیشہ ہیچ اشیا باقی باقی ذات حق ہست الا باقی
جمعیت ما ہر پریشانی ہست اینجائے امید زیست نادانی ہست	〃	آبادی ما برائے ویرانی ہست روزے باقی ہمہ جہان فانی ہست

نے جان و نہ تن نہ روی و آبرو باشد هست همه نیست است اما باقی	باقی	نے تاب و توان نہ زور بازو باشد باقی باشد کسے کہ با او باشد
بود همه را مدار بر نابودست شد بود ز نابودی و نابود ز بود	״	نابودست آنچه در نظر با بودست هستی همه غفلت تو و نابودست
تا در هوس وجود هستی هستی موجود شناسی و عدم در پیش است	״	همواره تو در نفس پرستی هستی از روز ازل هر آنچه هستی هستی
تا کے بہ غم وجود باشی مغموم راز عدم و وجود گر شد مفهوم	״	انجام تو بود ز ابتدا یم معلوم موجود وجود اوست باقی معدوم
تا کے گرد و فلک لکامست باقی ننگست باد از این غلط فهمی ها	״	تا چند بمانی تو سلامست باقی هستی فانی کہ گرد نامست باقی
عالم همه غرقہ فنا خواهد شد زین باقی و فانی از این بود نہ بود	״	کن فهم پس فنا بقا خواهد شد حاشا و دراک از آشنا خواهد شد
[illegible]ہار ببین عکس جمال خود را گر چشم بصیرت است باقی بنگر	״	رخسار و جبین و خط و خال خود را زین نقش فنا شکل مآل خود را

در کون و مکان از این و آن هیچ مگو خود هیچ بدی و باز خواهی شد هیچ	باقی	هیچ است همه کار جهان هیچ مگو ای هیچ مدان هیچ مخوان هیچ مگو
احوال جهانیان بدیدیم بسے اخلاق و محبت بدلے باقی نیست	،،	هر کس دل خود بسته به فکر هوسے افسوس که نیست اندرین خانه کسے
جز نقص به هیچ مایه سودی نیست بازار دل است یا که بازار جهان	،،	سودا چکنم غیر زیان سودے نیست از نقد مراد هر دو را بودے نیست
ایوان رفیع و قصر و گلشن چکنم رفتند و گذاشتند یاران همه را	،،	در منزل بے ثبات مسکن چکنم آنان چه نموده اند تا من چکنم
گاهے بحصول مدعا ها شادم زین هر دو گذر نیست تا زیست مرا	،،	گاهے به وقوع یاس و غم ناشادم یا ناشادم درین جهان یا شادم
باقی نه من و نه تو نه بانی باقی زین هستی و نیستی تحیر دارم	،،	جز ذات خدا هیچ نه دانی باقی باقی فانیست عین فانی باقی
هستی و وجود ماست چون نقش بر آب باقی تو سر افراخته شکل حباب	،،	هستند درین بحر حوادث گرداب از باد غرور با شدت خانه خراب

از دانه شدم ریشه و وز ریشه شجر از خامی من بود تغیر باقی	باقی	وز شاخ شدم برگ و گل و غنچه ثمر چون پخته شدم دانه شدم بار دگر
در دیر و حرم مقام و منزل تا چند از خود بطلب اگر خدا را طلبی	〃	فکر اسلام و کفر اے دل تا چند تا چند زراز خویش غافل تا چند
این ساعت سیمین که تو داری اے یار هر لحظه ترا بے خبر آگاه کند	〃	آگاه کند چو نیک بینی هر بار هر ساعت عمر را غنیمت بشمار
داری همه وقت چو ساعت در پیش زان عمر که باقیست شود کم هر دم	〃	بنگر ز مآل خویش اے دور اندیش دانی تو ز غفلت که شود عمرم بیش
بیداری ساعت فرنگی در بر اے باقی وقت را غنیمت بشمر	〃	می بینی هر وقت کار شش اکثر از عمر تو هر دقیقه کم شد بنگر
در عالم فانیست ترا پیش سفر نے زاد و نه راحله نه بار (نیست) و نه خر	〃	همراه تو آید نه برادر نه پسر غیر از عمل تو رهنما نیست دگر
جز آه بوقت سوز و سازی نیست هیهات مرا برنج اندوه فراق	〃	جز ناله مرا هیچ هم آوازے نیست غیر از دل من رفیق جانبازی نیست

مرتاض ریاضت نکند بی سببی اے من طلب عبد که قول عربست	باقی	بیدار بغیر مطلبی نیست شبی ما را نبود بغیر وحدت طلبی
زاهد به نماز است برائے جنت ما راحت دل بکوئے او میخواهیم	״	عابد به نیاز در هوائے جنت زنهار نه باشیم گدائے جنت
عمر صد ساله ام شده جمله خراب ضائع شده سی سال بطفلی و شباب	״	پنجاه ازان گذشته بشرب و خواب در پیری بست رفت باقی چه حساب
حیوانست به فیض خویش بهتر از من جسم تو بخورد و نوش غافل همه عمر	״	گاؤ بز و میش داده شیر و روغن بعد مردن غذائے زاغ است و زغن
اے هیچ چه کرده تو گو انسانی صادر نشد از تو کار خیرے باقی	״	در فعل نکوهیده بدتر از حیوانی دائم به تن آسانی خود می مانی
هر چند نگاه جستجو هر سو دید آن کس که کشاد چشم باطن باقی	״	از دیده ظاهری کجا آن رو دید او را با خویش و خویش را با او دید
یا رب چه بگویم که کرم کن بر من من از تو طلب نمی کنم دیگر چیز	״	خود می بخشی گناه گارم گر من لطفے فرما که من نه مانم در من

هر قطره شود منبع آب حیوان بحر فضل تو گر بیاید در جوشش	باقی	هر ذره شود مشرق نور ایمان مهر مهر تو گر به گردد رخشان
کام دل ناکام تو میدانی تو آن جوهر جان چیست نمی دانم هیچ	״	آغاز هر انجام تو میدانی تو این معنی ابهام تو میدانی تو
جان از تو دلم از تو بدن هم از تست هستی مانند تو بباغ هستی	״	شاخ و گل و غنچه و چمن هم از تست آب و رنگ رخ زمین هم از تست
دنیا را عافیت مبارک باشد جز عرفان نیست عارفان را هوسے	״	زاهد را عاقبت مبارک باشد ما را این معرفت مبارک باشد
مغموم مشو اگر وفات باشد چون باعث وصل حق حیات باشد	״	از رحمت او به بعد نجات باشد این مردن ما به از حیات باشد
وان جلسهٔ عیش با شام دگر است این مسکن ما نیست که تو می بینی	״	کیفیت بزم ما ز جام دگر است آنجا ز برائے ما مقام دگر است
هر چند صبا به شوق بوے تو رود بے راه روی بود چنین راه روی	״	گو چرخ ز سر به آرزوی تو رود نتواند کس براه کوے تو رود

نه بنده اینم و نه آنم باقی در شیوهٔ طاعتم نیابی فرقی	باقی	بی شبهه غلام او بجانم باقی زانسان که بدم بنده همانم باقی
خود را گم کرده ام خدا یافته ام شیخ و راهب نیافتندش بتلاش	〃	از خویش خدا را بخدا یافته ام از کعبه و دیر ماسوا یافته ام
هی هی چکنم فلک سبکساری خویش بار دوشم سرم شده است ای یاران	〃	جز او نبود امیدیاری خویش از پا بفتادم زگران باری خویش
از کن مکن کون و مکان کارم نیست آنی تو که از آن تو این دانند	〃	وز وسوسه هر دو جهان کارم نیست من آن توام به این و آن کارم نیست
والله باطلاق خدا هست و نیست آگاه کسی نگشت از هستی او	〃	چون عکس ز آئینه جدا هست و نیست چون بو به گل و غنچه بما هست و نیست
ای دل چه دلاوری تو الله الله انسان را امیدی تو قرب رحمان	〃	در جسم چه داوری تو الله الله خوش هادی و رهبری تو الله الله
چون آه عبث اثر نکردی رفتی مثل برق آمدی و رفتی افسوس	〃	چون ناله بجان خبر نکردی رفتی در قصر دلم گذر نکردی رفتی

در ملتِ ما کافر و دیندار یکیست گر چشم بطون است ببین وحدت را	باقی	سررشتهٔ سبحه تارِ زنار یکیست گو دیده دو هست لیک دیدار یکیست
جان را محبوس تن نکردی چه شدی امکان و وجوب را بدینسان باهم	"	زین گونه ستم بمن نکردی چه شدی آن خالق ذوالمنن نکردی چه شدی
ای راه روان مرا سفر در وطن است این رمز ندانی تو که جاهل هستی	"	هم خلوت من مدام در انجمن است کیفیت این هردو چه بو چمن است
درویش زبرای دل دوا بود دوا وقتیکه طبیب من خدا بود خدا	"	بیماری عشق هم شفا بود شفا عیسی و مسیحش کجا بود کجا
یا هو یا هو بخوان به ذکر یاهو در قران است کل شیئ هالک	"	پندار تو جمله ماسوا را ماهو این کون و مکان فنا شود الا هو
چون مهر اگر جلوه نمائی چه عجب کشش نادرت بخلق عالم به ظهور	"	روشن بکنی همه خدائی چه عجب نام تو خداست گر خود آئی چه عجب
دل رفت و خبر ندادو دلدار کجاست اندر ره دیر و کعبه هستم بخمار	"	مقصود و مراد جان این زار کجاست ای یار ره خانهٔ خمار کجاست

ثابت نشد اینکه قصد سیار کجاست این جمله عبث دوا دوی میسازند	باقی	منزل که آسمان دوار کجاست کس را خبرے نیست که آن یار کجاست
زآغوش من زار چو جانان برخاست وز دیده زار جوش عمان برخاست	〃	صد ناله حشر از دل هم جان برخاست برخاست نه او هزار طوفان برخاست
بیرون ز مکانست مکان من و تو جز کالبد خاک که خاکش بر سر	〃	بے نام و نشانست نشان من و تو دیگر چه حجابست میان من و تو
فرمود تو بیخودی شرابت چه دهم کردم چو سوال وصل با آن عیار	〃	داری دل پر سوز کبابت چه دهم گفتا که تو من شدی جوابت چه دهم
باقی دل گم کرده خود باز نیافت هر چند تلاش کرد در عرصه دهر	〃	مثلش یک آشنائے جانباز نیافت همراز چنین شریک انباز نیافت
بشنو تو ز گوش هوش میدارم یاد از دست جفائے چرخ نیلی افسوس	〃	آن تخت سلیمان که برفتی برباد زو نام و نشان نیست چنان شد برباد
تا کے نالم ز خویش بیرون فریاد یا رب غیر از تو نیست فریاد رسی	〃	تا چند ز غم دلم شود خون فریاد فریاد ز دست جور گردون فریاد

اے یار تصور تو چونی چکنم گویند عیانی و نہانی لیکن	باقی	حیرانم وصف بے چگونی چکنم نے بیرونی نہ اندرونی چکنم
اوّل آن شوخ در ربود از من دل کار دل بود صبر کردن باقی	″	پس گفت بہ ہجر صبر را کن حاصل بیدل چکنم صبر ہمین شد مشکل
طنبور و چغانہ و رباب و چنگ است از پردۂ ساز گو برون می آید	″	بنگر کہ بسا رنگ درین نیرنگ است ہر نغمہ جدا مگر زیک آہنگ است
گر دید جہان وحدت و کثرت ہمہ او کو نام و وضع و حیثیت ہست جدا	″	من میگویم مثال آن زمزمہ تو در اصل ز گل کوزہ و جام است و سبو
خود دلبر و خود دل است اللہ اللہ با کس نہ توافق است او را نہ تضاد	″	خود کوزہ و خود گل است اللہ اللہ خود رہبر و خود منزل است اللہ اللہ
جانم ز دل و دیدہ در آفت اُفتاد از چشم نظارہ باز خود می گریم	″	آن انچہ کہ دیدا این بجایش بنہاد ہم از دل و از خودم در فریاد
از گرمیٔ عشق چند سازی تو فرار استقلالِ تو کیمیا می گردد	″	بیہودہ مدہ بباد خود را زنہار سیماب صفت ومے بشو قائم نار

چون نیست بدل حب خدا ای زاهد بگذار همه مکر و ریا اے زاهد	باقی	این صوم و صلات است چرا اے زاهد واللہ باللہ تا کجا اے زاهد
اے مُلّا گر تراست علم منقول گر معرفت خدا نداری واللہ	″	اوقات مکن صرف به بحث معقول این علم و فضیلت تو بود است فضول
شد خلق جهان تمام ماشاء اللہ تقدیر مشیتش چنان کامل بود	″	هم پیدا صبح و شام ماشاء اللہ گردیده ظهور عام ماشاء اللہ
اے غافل و بے خبر زیاد خدا امروز چه تحصیل نمودی اینجا	″	هیچ است همه جهان و هم مافیها داری بدل اُمید مراد فردا
جان رفته و خاک خسته این تن گردید جز حسن عمل نرفته همراه کسے	″	یا نی خرابیم دل من گردید بیگانه یگانه دوست دشمن گردید
این خلعت اکرم نقد کرمنا از خلعت خانهٔ خدا گشته عطا	″	وین زیور بیش قیمت علمنا حیف است نگوئیم اگر سلمنا
هر شخص از آن سوئے رسید است اینجا شد حسن عمل کشاد باب جنت	″	اعمال بد و نیک گزید است اینجا قفل است آنجا مگر کلید است اینجا

تا چند غریق جهل مانیم افسوس صرف و نحو و بیان و معقول همه	باقی	افتاده به ورطهٔ گمانیم افسوس دانیم مگر هیچ ندانیم افسوس
چون طائر آشیان فراشتن به جهاز هر سو که کنم نگاه بحر است محیط	"	جا یافته ام نموده ام گر پرواز نادم به همان مقام میگردم باز
ای یار خدا تو مامن و ملجائی هر سو شده بحر ماسوای تو محیط	"	دورم مفگن ز خود به بی پروائی چون مرغ جهازم که نیابم جائی
گر می پرسی که چون نمردی بی من جانم پنهان شد است زیر قدمت	"	من چون میرم که هست مشکل مردن موت آمد و برگشت که خالی است بدن
هندو داند که باز آیم به جهان هر کس که شد از جهان نیامد خبرش	"	مسلم گوید دگر نیاید انسان اینست یقین دان همانا ست گمان
زین دار به مرونت مبارک باشد جانان را یافتم ز فیضت ای مرگ	"	این مژده میمنت مبارک باشد این جان بخشی منت مبارک باشد
او هست وجود هستی ما بالله در خلق منه قوتست اینجا نه قیام	"	جز درگه او کجا بود جا بالله لا حول و لا قوت الا بالله

در دهر امیر محتشم گو باشم یا مسلم پاک یا که هندو باشم	باقی	یا آنکه چو درویش دعا گو باشم لعنت بر من اگر بغیر او باشم
ما سوئیش می دویم انشاء الله ما صورت موجیم ز دریا بکنار	〃	در راهش می رویم انشاء الله واصل هم می شویم انشاء الله
از جائے که آمدیم اینجا اے یار زین راز خود آگہی چه پرسی از ما	〃	لابد که همان جا برویم آخر کار تحصیل حاصل است این استفسار
غفارا بخشش ترا امیدانم پیشت چو کرام کاتبین برخوانند	〃	بے باک ز روز حشر زان می نازم یکسر سیه هست نامه عصیانم
هر چند بسے گناه گارم یارب تو ارحم راحمین عالم هستی	〃	از کردهٔ خویش شرمسارم یارب از رحمت تو امیدوارم یارب
کارم نبود چون و چرا یا الله مشغول به ذکرم و ز دل میگویم	〃	در یاد تو ام صبح و مسا یا الله الله الله بار ها یا الله
اے فیض تو کرده نام ما را نامی باقی را کن عطا جلال و اکرام	〃	زیباست تولیت فیض عامی حقا که تو ذو الجلال والاکرامی

اسم باقی بیاب در ہر اسشیار بدہ ذہ ضرب قسمتش ساز بہ بست	باقی	ششش چند عدد شے کن وافزا یک را باقی بر یازدہ زن و سہ بفزا
باقی اسمیست چون ز اسمائے خدا ز آب کوثر بشو زبان را تو نخست	"	اے مدعی از حفظ کنی ہست روا آنگاہ بگیر نام این باقی را
باقی کہ نیاز شیوہ عجز آئین است از چشم کمش مبین خلاف آئین	"	در خلق خدا عاجز و بس مسکین است بنگر بہ حساب جائے باقی پائین است
جانان کہ ز دل گزشت در دل باقی است رویش ہمہ جا او رفت و بوصل رفتگان شد مسرور تا صبح نشور	"	در سینہ دلم بشکل بسمل باقی است سرگرم فنا آن کس با دنگشتہ وصل باقی است صدوا ویلا
این یکصد و سیزدہ رباعی بنگر کام تو ہمہ بر آید اندر عالم	"	از باقی ہم عدد بدان و بشمر اے باقی فانی تو کنی ورد اگر

تمت بالخیر

فہرست کتب

مصنفہ و مولفہ راجہ گردہاری پرشاد محبوب نواز ونت باقی

نمبر	نام کتاب	قیمت
	تصانیف فارسی نظم	
۱	پیرایہ عروض	۶ر
۲	یادگار باقی	
۳	قصائد باقی	
۴	بہار عام	
۵	پرنس نامہ	
۶	مثنوی صنائع بدائع	
۷	تہنیات باقی	
۸	بہاگوت شریف	
۹	رامائن مسیحا	
۱۰	رباعیات بابرکات عرف نود و نہ نام	۴عہ
۱۱	رباعیات مناجات	۲ر
۱۲	باقی نامہ	
۱۳	باغ رزاق	عہ

نمبر	نام کتاب	قیمت
۱۴	مثنوی شمع منور	۴ر
	تصانیف فارسی نثر	
۱۵	نشات باقی	
۱۶	انشاء رائے چمنالال	
۱۷	کنوز التواریخ	
۱۸	کلام متفرقات	
۱۹	افضل التصحیح	
	اُردو	
۲۰	دیوان اردو بقائے باقی	۸ر
۲۱	بھاگوت سار	۴ر
۲۲	سیاق باقی	
۲۳	یتی چرتر سوانحمری سری بہاسکر انند سرسوتی	۴ر
	ہندی	
۲۴	شنبہو پران	
۲۵	کیشو پران	۸عہ

جن کتب کی قیمت درج ہی وہ مہتمم کتب خانہ راجہ نرسنگھ راج بہادر محلہ حسینی علم حیدرآباد دکن سے ملسکتی ہیں

رسالہ

اصلاح

مع

ایضاح شرح اصلاح و ازاحۃ الاغلاط

مؤلفہ محقق کامل الفن جناب مولانا ابو الخیر محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی عظیم آبادی

جنمیں
غلط الفاظ کی تحقیق کے علاوہ
ناسخ و آتش کے زمانے سے لیکر آجتک جتنے الفاظ فصحا نے ترک کیے ہیں
اور عوام اون سے واقف نہیں اون سب کا بیان ہے اسکے علاوہ عمدہ عمدہ فائدے
لکھے گیے ہیں جیسے تعقید لفظی گربہ دم کا پہلو املا تانیث و تذکیر جمع مفردات
وغیرہا

سید فضل الحسن حسرت موہانی بی اے اڈیٹر رسالہ اردوے معلی علی گڑہ
نے اپنے

اردو پریس علی گڑہ میں چھاپا
اور شائع کیا

قیمت فی جلد ۸ / مع محصولڈاک

اصلاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

امابعد ارباب فن کا خادم **شوق** نیموی عظیم آبادی عرض کرتا ہے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا
اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ علوم و فنون کی تحصیل میں صرف کیا۔ طبیعت میں کچھ ایسی آزادی آگئی ہے
کہ کئی سال سے اس دلکش شہر لکھنؤ میں رہنے کا اتفاق ہوتا ہے اگر غور کیا جائے تو شاعری ہم
لوگوں کے لیے باعث فخر نہ ٹھیرے گی مگر ارمان بھرے دل اور فطرتی ذوق سے مجبور ہو کر اس فن
کی تحصیل میں مجھے اپنا ایک عزیز وقت ضایع کرنا پڑا۔ برسوں یہی رہا کہ کبھی کچھ لکھ سنکر میں دل کا غبار نکالا
کیا اور کبھی نامی شعرا کی خدمت میں حاضر ہو کر اس فن کے نکتے حاصل کرتا رہا۔ کئی مہینے ہوئے غلط الفاظ
کے بیان میں ایک فارسی رسالہ **ازاحۃ الاغلاط** نام چھپوا کر شائع کیا جسکو اہل انصاف نے دیکھکر دل و
جان سے پسند کیا خصوصاً جوہر شناس بےمثال قدردان ارباب کمال عالیجناب معلی القاب نواب
کلب علیخان بہادر والی رامپور دام اقبالہ نے ملاحظہ فرما کے نہایت عزت سے مجھے اپنے دربار میں
طلب فرما کر خلعت قدردانی سے سرفراز کیا اور میرے حوصلہ سے زیادہ اسکے صلے میں انعام عطا کیا جس سے
دامن آرزو گوہر مقصود سے مالامال ہوگیا۔ پھر بھی مجھے نہ اپنی تحقیقات پر ناز ہے اور نہ شاعری کا دعوی ہے

ایضاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم **امابعد** خادم ارباب سخن ابوالخیر محمد ظہیر احسن **شوق** نیموی عرض کرتا ہے
کہ کئی سال ہوئے ایک مفید رسالہ جسکا نام **اصلاح** ہے تالیف کر کے میں نے ہدیۂ ناظرین باتمکین کیا۔ ملک نے نہایت قدردانی
کی۔ اخبار والوں نے بہت کچھ تعریف لکھی حضرات دہلی و لکھنؤ نے بھی نہایت پسند کیا جناب خورشید لکھنوی نے اپنے رسالہ **افادات**
میں بہت کچھ مدح تحریر فرمائی بلکہ بعض جگہ اپنے رسالے میں اسکا حوالہ بھی دیا ہے اسیطرح اور لوگوں نے بھی [illegible]
اہل علم نے بہت کچھ حسن قبول پیدا کیا اور ہاتھوں ہاتھ [illegible] گیا جناب [illegible] دوبارہ چھپنے
کیلئے مجھ سے اجازت طلب کی [illegible] اتفاق ہوا [illegible] نوبت آئی
[illegible]

اصلاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

اما بعد ارباب فن کا خادم **شوق** نیموی عظیم آبادی عرض کرتا ہے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ علوم و فنون کی تحصیل میں صرف کیا۔ طبیعت میں کچھ ایسی آزادی آگئی ہے کہ کئی سال سے اس دلکش شہر لکھنؤ میں رہنے کا اتفاق ہوتا ہے اگر غور کیا جائے تو شاعری ہم لوگوں کے لیے باعث فخر نہ ٹھیرے گی مگر ارمان بھرے دل اور فطرتی ذوق سے مجبور ہو کر اس فن کی تحصیل میں مجھے اپنا ایک عزیز وقت ضایع کرنا پڑا۔ برسوں یہی رہا کہ کبھی کچھ کہ سنکر میں دل کا غبار نکال لیا اور کبھی نامی شعرا کی خدمت میں حاضر ہو کر اس فن کے نکتے حاصل کرتا رہا۔ کئی مہینے ہوے غلط الفاظ کے بیان میں ایک فارسی رسالہ **ازاحۃ الاغلاط** نام چھپوا کر شائع کیا جسکو اہل انصاف نے دیکھکر دل و جان سے پسند کیا خصوصاً جوہر شناس بیمثال قدر دان ارباب کمال عالیجناب معلی القاب نواب **کلب علیخان بہادر** والی رامپور دام اقبالہ نے ملاحظہ فرما کے نہایت عزت سے مجھے اپنے دربار میں طلب فرما کر خلعت قدر دانی سے سرفراز کیا اور میرے حوصلہ سے زیادہ اسکے صلے میں انعام عطا کیا جس سے دامن آرزو گوہر مقصود سے مالامال ہو گیا۔ پھر بھی مجھے نہ اپنی تحقیقات پر ناز ہے اور نہ شاعری کا دعوی ہے

ایضاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد خادم ارباب سخن ابو الخیر محمد ظہیر احسن **شوق** نیموی عرض کرتا ہے کہ کئی سال ہوے کہ ایک مفید رسالہ جسکا نام **اصلاح** ہے تالیف کر کے میں نے ہدیۂ ناظرین با تمکین کیا۔ ملک نے نہایت قدر دانی کی۔ اخبار والوں نے بہت کچھ تعریف لکھی حضرات دہلی و لکھنؤ نے بھی نہایت پسند کیا جناب خورشید لکھنوی نے اپنے رسالہ **افادات** میں بہت کچھ مدح تحریر فرمائی بلکہ بعض جگہ اپنے رسالے میں اسکا حوالہ بھی دیا ہے اسیطرح اور لوگوں نے بھی اسکے حوالے دیئے ہیں المختصر اس رسالے نے بہت کچھ حسن قبول پیدا کیا اور ہاتھوں ہاتھ بک گیا جناب نشاط و ہمہم پیام یار نے دوبارہ چھپانے کیلئے چند بار مجھسے اجازت طلب کی تو تم ہونگے اصرار سے پہلے نظرثانی کی جیسا کہ خود انتہا کا اتفاق ہوا گو کہ ثانی نظر ثانی کی نوبت آئی ع [illegible] جستہ جستہ بہتر گشتہ زوال [illegible] کے سوا درست ہوگیا اور یہ مختصر سا حاشیہ لکھا اور **ایضاح** نام رکھا و [illegible] المعین

استادی حضرت تسلیم ایسے کہنہ مشق کا قول ہے ؎ ابھی سے کیا کریں دعوائے شاعری تسلیم ۔ یہ کام وہ ہے کہ جو عمر بھر نہیں آتا ۔ مگر چونکہ اکثر نو آموزوں کو اردو شاعری کے لق و دق وادی میں سرگرداں پایا اور جا بجا ٹھوکریں کھاتے دیکھا نہ اونکے ساتھ کوئی رفیق شفیق ہے کہ اس ہرزہ خیالی سے بچا رکھے اور نہ کوئی خضر رہنما ہے کہ سیدھی راہ بتلائے جسطرف جی میں آیا چل نکلے اور جدھر طبیعت چاہی قدم بڑھا دئے ۔ نہ بلندی کے چڑھاؤ کا لحاظ ہے اور نہ پستی کے اوتار کا خیال زمانے نے کتنے پلٹے کھائے مگر اونکی پرانی چال بدلی اسکا کچھ خیال ہی نہیں کہ عالم میں کبھی کیا ہوا تھا اور اب کیا ہوتا ہے میرے جوش ہمت نے غایت ہمدردی سے اس امر کو قبول نہ کیا اور مجھے ایک چھوٹے سے مفید رسالے کی تالیف پر آمادہ کیا ۔ اب میں اپنے مختلف معلومات کو قلم بند کر کے اصلاح نام رکھتا ہوں اور نہایت خوشی سے شائقین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ انصاف پسند حضرات جب اسکو ملاحظہ فرمائیں گے مولف کو کلمۂ خیر سے یاد فرمائیں گے وما توفیقی الا باللہ ۔

تعقید لفظی

اگر لفظ اپنی اصلی جگہ پر نہو اوسکو تعقید[1] لفظی کہتے ہیں اردو میں فاعل کو فعل و مفعول سے پہلے اور فعل کو سب سے آخر لانا چاہیے جیسے تم نظر او ٹھاؤ ۔ اگر اسکو یوں کہیں کہ تم او ٹھاؤ نظر یا او ٹھاؤ نظر تم تو تعقید ہو جائیگی ۔ اور نون نافیہ فعل سے پہلے ہونا چاہیے جیسے تم نجاؤ ۔ اگر یوں کہیں کہ تم جاؤ نہ تعقید ہوگی اور مضاف الیہ کو مضاف سے مقدم و متصل ہونا چاہیے جیسے میر کا دیوان ۔ اگر یوں کہیں دیوان میر کا تعقید ہو جائیگی ۔ البتہ بعض مضاف ایسے ہوتے ہیں کہ ہمیشہ تقدیم ہی چاہتے ہیں جیسے بے تمہارے اور جب موصوف یا صفت ہندی لفظ ہو تو صفت مقدم لانا چاہیے جیسے اچھے قلم خوشنما توجین ۔ لیکن نظم میں اگر پورے پورے طور پر اسکا برتاؤ کیا جاتا تو شعر کہنا دشوار ہو جاتا اس سبب سے اکثر جگہ لفظی تعقید معیوب نہیں ٹھرائی گئی البتہ جبکہ لفظوں کی اولٹ پھیر سے ترکیب درست ہو جائے اور نظم میں کچھ خلل نہو تو بیشک

---

[1] تعقیدیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک تعقید معنوی جو المعنی فی بطن الشاعر کا مصداق ہوا کرتی ہے دوسری تعقید لفظی جسکی تعریف متن میں مذکور ہے ۱۲ الیضاح [2] تم فاعل اور نظر مفعول اور او ٹھاؤ فعل ہے ۱۲ الفصاح [3] ناسخ مرحوم نے ایک غزل لکھی ہے جسکا مطلع یہ ہے ؎ واہ میں کیا ہی ترے ابر و خمدار سیاہ ۔ ایسی ہرگز نہ ولایت کی ہو تلوار سیاہ ۔ ظاہر ہے کہ ردی یعنی قافیہ کا آخر حرف موقوف ہے حسن مطلع یہ ہے ؎ زلف جاناں کے برابر نہیں مار سیاہ ۔ کہ مرا شیشۂ نظارہ ہوا تار سیاہ ۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اسمیں عیب غلو ہے اس شعر کے قافیے مکسور الآخر ہیں مگر حقیقت میں اونکا خیال غلط ہے یہاں ترکیب فارسی نہیں بلکہ ہندی ترکیب ہے سیاہ مار اور سیاہ تار کے عوض مار سیاہ اور تار سیاہ وقف کے ساتھ استعمال کیا الغرض اس غزل میں عیب غلو نہیں ہاں تعقید لفظی ہے کہ صفت کو موخر کر دیا ہے ۱۲ الفصاح

معیوب ہے جیسے ع جب نکلتے ہیں سینوں سے نالے ع جوانی ہی کی لڑکپن کیسکا ع ہمارا دل ہی وارفتہ محبت میں حسینوں کی ع بندے اچھے اچھے اب وس شوخ پر مرنے لگے۔ ان سب مصرعونکو اسطرح نظم کرنا چاہیے ع نالے سینے سے جب نکلتے ہیں ع کسی کی جوانی کسی کا لڑکپن ع ہمارا دل ہی وارفتہ حسینوں کی محبت میں ع اچھے اچھے بندے اب اوس شوخ پر مرنے لگے۔ ہاں اگر انقلاب سے کوئی دوسری خرابی پیدا ہو جیسے ع کون آتا ہے سیر گلشن کو۔ اگر یوں کہیں ع سیر گلشن کو کون آتا ہے تو کو کون کے اجتماع سے مصرع میں ثقل آجائیگا۔ یا جیسے دامن کسی کا مدفن کسی کا ہیں ع جوانی کسی کی لڑکپن کسی کا۔ ایسی صورتوں میں یہ تعقید معیوب نہ ٹھہرے گی۔ اب یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ جب فعل یا مفعول کی تخصیص وغیرہ مراد ہوتی ہی تو اوس وقت انکو فاعل پر مقدم کر دیتے ہیں جیسے یہ کہتا ہے کون کہ تم نے خطا کی۔ اسیطرح جب مضاف الیہ کی تخصیص وغیرہ کیجاتی ہی تو اوس وقت مضاف الیہ و مضاف میں اتصال باقی نہیں رہتا۔ جیسے ناسخ کا دیوان ہے آتش کی بھی غزل ہے اور یہ بھی سمجھ رکھو کہ فعل کے ۔۔ علامات جو استمرار وغیرہ پر دلالت کرتے ہیں اگر اپنے محل پر نہوں تو بہت بڑی تعقید ۔۔ جیسے سنا تھا کی جگہ تھا سنا چلے گئے کی جگہ گئے تھے چلے۔

حشو

حشو اوس زاید لفظ کو کہتے ہیں جس کے حذف کرنے سے کلام میں حسن پیدا ہو جائے۔ حتی الامکان حشو سے احتیاط چاہیے مگر بعض جگہ شاعر اسکے اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے جیسے ؎ شمشیر بکف دیکھکے حیدر کے پسر کو۔ جبریل لرزتے تھے سمٹے ہوئے پر کو۔ دوسرے مصرع میں کو حشو ہے مگر ردیف ہونے سے شاعر مجبور ہو گیا۔ المختصر جہاں اونکے تغیر و تبدل سے اوسکا نکالنا ممکن ہو وہاں اس قسم کے الفاظ معیوب سمجھے جاتے ہیں جیسے ع شب وصل میں وہ خفا ہو گیا ع کہیں اپنے دل کو لگائے ہوئے ہیں ع عرش پر سے اوتر آئے کیونکر ع محفل دلدار میں بس شمع کی حاجت نہیں ؎ دیکھکر رخ تاباں کو ترے اے جاناں! جو بھلا حور کو چاہے وہ مسلمان نہیں۔ ع اگر چاند ہوئے مقابل کیسکا ع کسطرح سے دکھائیں داغ جگر۔ یہ سب مصرعے یوں کہنے چاہئیں ع شب وصل وہ بت خفا ہو گیا ع مقرر کہیں دل لگائے ہوئے ہیں ع عرش سے تم اوتر آئے کیونکر ع محفل دلدار میں کچھ شمع کی حاجت نہیں ؎ دیکھکر عارض پر نور ترا اے جاناں نہ جگر سے حور کی خواہش وہ مسلمان نہیں ع جو ہو ماہ تاباں مقابل کسی کا ع کسطرح ہم الخ

مقدرات

مقدر اوس لفظ کو کہتے ہیں جو مذکور نہو مگر اوسکے معنے لیے جائیں اگرچہ بعض جگہ تقدیر مزا دیجاتی ہے
جیسے ؎ کبھی اوسنے امید الفت ہے * کبھی یہ فکر ہے اگر نہوئی - مگر اکثر جگہ یہ تقدیر فصاحت کے
خلاف ہوتی ہے جیسے ؏ نارسا آہ اگر چرخ ہلایا بھی تو کیا - اسمیں حرف ندا[1] مقدر ہے یعنی اے نارسا آہ

شترگربہ

ایک ہی چیز کو[2] تعظیم اور تحقیر دونوں کے ساتھ استعمال کرنا شترگربہ ہے - اگر ایک ہی جملہ میں صراحتہً[3]
ان دونوں کا اجتماع ہو تو محض نادرست ہے جیسے ہم کہتا ہوں - تم کہتا ہے - اور اگر مختلف جملوں
میں ہو اور وہ جملے ایک[4] شعر میں نہوں تو درست[5] ہے ورنہ[6] نادرست جیسے ؎ تیری باتوں کا یہ ڈھنگ تھا
ہی آپ کا شاکی ایک زمانہ ہے ؎ پاس جب سے ہمارا یار نہیں * دل کو اک دم مرے قرار نہیں - مگر تو اور
تم - اور آپ اور تم کا اجتماع ایک شعر میں نادرست نہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ مخاطب کی تین صورتیں ہیں
ادنے اوسکے لیے تو موضوع ہے اور اوسط اوسکے لیے تم موضوع ہے اور اعلے اوسکے لیے
آپ موضوع ہے چونکہ تم توسط کے درجے میں ہے اس سبب سے اسکو تو اور آپ دونوں کے
ساتھ فی الجملہ مناسبت[7] ہے جب تو و تم اور تم اور آپ دو جملوں میں واقع ہونگے تو ایک قسم کا

---

[1] حرف ندا کی تقدیر کہیں تو فصیح ہوتی ہے اور کہیں محض غیر فصیح اور کہیں فی الجملہ غیر فصیح جب انسان کو کامل مذاق پیدا ہو جاتا ہے تو ہر ایک کا موقع کما حقہ سمجھ جاتا ہے ۱۲ ایضاح

[2] اسکو شترگربہ اس لیے کہتے ہیں کہ اونٹ اور بلی میں جو مناسبت ہے وہی صیغہ جمع و مفرد اور کلمات تعظیم و تحقیر میں بھی ہے - صیغہ جمع و کلمہ تعظیم بمنزلہ شتر ہیں اور مفرد و کلمہ تحقیر بمنزلہ گربہ ہیں ۱۲ ایضاح

[3] اس قید کا فائدہ یہ ہے کہ تم فرماتے ہو جو مستعملہ بعض شعرا ہے اس میں بھی شترگربہ ایک ہی جملہ میں ہے کیونکہ تم فی الجملہ تحقیر ہے اور فرمانے میں کمال تعظیم ہے مگر صراحتہً نہیں یہی وجہ ہے کہ لوگوں نے اس قسم کا جملہ استعمال کیا ہے المختصر تم فرماتے ہو بوجہ استعمال محض نادرست تو نہیں مگر رکاکت سے خالی نہیں خصوصاً اوس شخص کے آگے جو خوب جانتا ہے کہ فرمانا تعظیم کے مقام میں بولا جاتا ہے ۱۲ ایضاح

[4] اسکی دو صورتیں ہیں ایک تو نظم ہی نہو دوسرے نظم ہو مگر ایک ہی شعر نہو چند شعر ہوں ۱۲ ایضاح

[5] جواز کی وجہ یہ ہے کہ روزمرہ کی بول چال میں جب کوئی شخص کوئی واقعہ بیان کرنے لگتا ہے تو کبھی اپنے آپ کو ہم تعبیر کرتا ہے اور کبھی میں وقس علی ہذا جب روزمرے کی بول چال میں مختلف طور پر بولتے ہیں تو مختلف شعروں میں یا نثر کے مختلف فقروں میں جائز کیوں نہو گا متقدمین تو متقدمین متاخرین کی مثنوی وغیرہ میں یہ اجتماع جا بجا پایا جاتا ہے اسیطرح نثر میں بھی کہیں میں لکھتے ہیں کہیں ہم ایک [illegible] کہتا ہوں لکھتے ہیں اور [illegible] ہم کہتے ہیں [illegible] ہیں وقس علی ہذا ۱۲ ایضاح

[6] یعنی اگر تو مختلف جملوں [illegible] شعر ایک [illegible] ہو ۱۲ ایضاح

[7] کیونکہ تم میں من وجہ تحقیر ہے اسلیے اسکو تو کے ساتھ مناسبت ہے اور چونکہ من وجہ تعظیم ہے اسکو آپ کے ساتھ مناسبت ہے بخلاف تو اور آپ کہ اول محض تحقیر کیلیے ہے اور ثانی محض تعظیم کیلیے غرضکہ جو رکاکت تو اور آپ کا اجتماع میں ہے وہ تم اور آپ میں [illegible] نہیں دونوں قسموں میں فرق بین ہے ۱۲ ایضاح

پڑے گا۔ ذوقؔ سے آئیو دامن اوٹھائے مرقد عشاق پر۔ ہاتھ لیجائے نہ کوئی تیرے داماں کیطرف۔ مومنؔ سے یہ تمنے نئی طرح نکالی ؎ معشوقی ہو آپ کی نرالی۔ نسیم دہلوی سے یہ شوخیاں تمہاری لکھی ہوئی ہیں دل پر ؎ آخر کبھی تو میرے قابو میں آئے گا دل۔ ذات شریف ہو تم میں خوب جانتا ہوں ؎ طوفان اور کوئی ٹھہرا اوٹھایئے گا۔ وزیرؔ سے نثار کرتے ہیں آ دیکھو جان تنا کے پاس ؎ لگے کو آپ کے خنجر پہ سر کو ٹھوکر پر۔ گویا سے محمد سے صفت پوچھو خدا کی ۔خدا سے پوچھئے شان محمد۔ قلقؔ سے کچھ علاج ایسا بتاؤ کہ یہ درد دل بھی ؎ آپ کی طرح مسیحائے جہاں ہو ورنہ ہے بحرؔ سے شرارت آپ کی ہر حال میں ہے کوئی کیا جانے ؎ دم سختی جو پتھر ہو تو وقت نرمی آہک ہو امیرؔ سے میخانے میں پایا ہے امیر آپ نے مسکن ؎ عشرت سے گذر جائے گی برسات تمہاری۔ تسلیمؔ سے یہ غلط ہے کہ یاد کرتے تھے مجھے تم ہجر میں ؎ غیر کی الفت نہ تھا جو آپ کے ہیں دل میں تھا۔ امیرؔ سے خدا کی شان کہ ہم دیکھیں آپکی آنکھیں ؎ نگاہ تک نہ کرو تم ادہر اودہر دیکھو۔ دل غرور حسن تمکو ہی کمال عشق مجکو ہے ؎ کہو تم میرے دل کی یا میں کہدوں آپ کے دل کی۔ اب یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ کہ شتر گربہ کی اس قسم سے بھی احتیاط اولے ہے اپنا جہان اوسکے عوض ضمیر متکلم استعمال کر سکتے ہوں وہاں اوسکو ضمیر واحد متکلم کے ساتھ لانا شتر گربہ ہے جیسے ع دل مرا جان مری داغ سویدا اپنا یہاں میرا اور اپنا میں شتر گربہ ہے اپنا کی جگہ میرا کہنا چاہیے۔ اور ایسی صورت میں کہ ع اپنے دلسے میں آپ نالاں ہوں ؎ شتر گربہ نہیں کیونکہ اپنے کی جگہ میرے نہیں کہہ سکتے۔

پہلوے ذم

ذم کی دو صورتیں ہیں ایک صورت یہ ہے کہ کلام کے الفاظ کچھ ایسے طور پر واقع ہوے ہیں کہ دو معنوں کا احتمال پیدا کریں اور انہیں سے ایک معنی قبیح ہوں اور دوسری صورت یہ ہے کہ پورے الفاظ کے ملانے سے تو کلام ذو المعنیین نہ ہے لیکن اگر اوسکا کوئی ٹکڑا علیحدہ کرلیں تو قبیح معنی پیدا ہو جاویں جیسے سے ہوا کا گذر بھی وہاں تک نہیں ہے ؎ ہوا اسطرح بند روزن کسیکا سے تم نہ ملو او غیر سے مہندی ؎ خون روئیں گے ورنہ ہم غم میں سے پکڑ لینگے ہم دوڑ کر اوسکا دامن

سے خصوصاً تو اور تم کے اجتماع سے کیونکہ کلام اساتذہ میں بہت کم مستعمل ہوا ہے ۱۲ ایضاح ۲ے اولویت دو وجہیں ہیں ایک تو یہ کہ تم میں گو من وجہٍ تعظیم ہے مگر وہ تعظیم نہیں جو آپ میں ہے دوسرے یہ کہ بوجہ عدم تتبع و تدبر اکثر حضرات کا یہ خیال ہو کہ تم اور آپ کا اجتماع عموماً ناجائز ہے اگرچہ یہ خیال اونکا محض غلط ہے مگر احتیاط اسکو مقتضی ہے کہ ایسی چیز کیوں استعمال کیجائے جسکو لوگ ناجائز محض جانتے ہوں ۱۲ ایضاح۔

ہیں محشر میں ہم اور قاتل ہمارا ؎ یہ آئینے عبث دیوار میں لگواتے ہو اے جان ؛ ہمارا دل
ہے آئینہ اسے پیش نظر رکھو ؎ چڑھاؤ چادر گل قبر پہ آؤ ہنسو بولو ؛ تمہارے منہ سے پھول آئے
غیرت گلزار چڑھتے ہیں۔ اچھے اچھے کہنہ مشق کبھی کبھی معانی و مضامین کی تلاش میں خیال
نہیں رکھتے اور اس قسم کے مذموم شعر کہہ جاتے ہیں۔ معشوق کو جو رشک خور لکھا کرتے ہیں
غلط اللفظ ہونے کے علاوہ اوسمیں ذم کا بھی پہلو ہے کیونکہ خور بفتح خا ہے رشک خر ہو جائیگا۔ ایام
یعنی تعین کثرت سے مستعمل ہے بعض جگہ پہلوے ذم پیدا کر دیتا ہے جیسے ع یاد آئے
ہیں اپنے ایام صحبت۔ یہ لفظ بھی بعض جگہ پہلوے ذم پیدا کر دیتا ہے جیسے ع بگڑ جاتے ہیں
اکثر آپ کیوں اثناے صحبت میں آب اے میں الف ثانی اکثر تقطیع سے گر کر آبے ہو
ہو جاتا ہے جیسے ع بیتاب ہوں فرقت میں اب اے غیرت لیلی ؛ اسباب کا مضحکہ لکھنو میں مشاعرے
کے دن ایک[1] نامی شاعر کے شعر پر ہو چکا ہے آدمی کو اسکا بہت لحاظ رکھنا چاہیے کہ ہنسا نہ جائے

مبتذل مضامین

بعض[2] حضرات جدت کا شوق رہتا ہے کبھی کبھی ایسے شعر کہتے ہیں کہ صحیح مذاق والوں کے
ذائقہ زبان پر رکھے پھیکے کڑوے کسیلے معلوم ہوتے ہیں جیسے ؎ چھرا چلا فلک پہ بت
خانہ جنگ کا ؛ چھوٹا ہے نیل گاو پہ کتا تفنگ کا ؎ کشتہ چشم کی تربت کا جو سبزہ ؛
پیٹ سے بکری کے ہو بچہ آہو پیدا ؎ طفل گلزار کے عشق میں آخر ؛ جان سے اپنے ہاتھ دھو بیٹھے
؎ اڑائے پھرتی ہے باد مخالف مجکو گردوں پر ؛ نہیں معلوم پتنگی ہوں کہ چنگی کا پچھلا
ہوں ؎ اسقدر لاغر ہوئے ہیں ہم خیال زلف میں ؛ اب سواری کو ہماری ایک جوں

---

[1] دیکھو حضرت جلال لکھنوی کے تیسرے دیوان کا شعر ہے ؎ اب نکھو میں کب پھر کے آتی ہیں نظر میں ؛ کہیں دیکھ پایا ہے روزن کہیں کا حضرت خورشید لکھنوی نے رسالہ افادات میں لکھا ہے کہ ملک نے یہ مقطع جلسہ مشاعرے میں پڑھا ؎ خدا کیواسطے جلدی سے آکے اب گردن ؛ کوئی ملول کی اس رہگذار پر مارے بعض لوگوں نے بے تہذیبی و شوخی سے فقط مصرع ثانی کا اعادہ کر کے جو تعریف کی تو وہ بیچارے ایسے خفیف ہوئے کہ اوسدن سے تادم مرگ گھر سے نکلے نہ کسی سے ملاقات کی [2] ایضاً [3] یعنی امانت لکھنوی جنکا تخلص استاد ہے جب انہوں نے یہ مصرع پڑھا ع لبو پر جان آئی آپ کی استاد کیا کبھی مشاعرے ہو دا لوگوں نے غل مچایا۔ ای استاد کہا کبھی ای استاد لیجیے [4] ایضاً

[5] رشک مرحوم جو ناسخ کے شاگرد رشید تھے اور علوم عربیہ و تحقیقات شعریہ میں یگانہ کامل ہستی تھے اور جنھوں نے بہت سے الفاظ ترک کئے ہیں اور اپنی رسالہ میں لکھا ہے [illegible] متروکات ہیں باین ہمہ کمال بعض اوقات ایسے مبتذل شعر کہہ جاتے ہیں کہ ادنی لوگوں کو [illegible] آتا ہے انکے دیوان میں ایک غزل کے یہ اشعار ہیں ؎ چاول الماس گوشت لخت جگر ؛ فرقت یار میں پلاؤ نہیں ؛ [illegible] کیوں فلک [illegible] ؛ یا ورد کی [illegible] نان پاؤ نہیں [illegible]
[illegible]

درکار ہے۔ اور جب یہ حضرات بدرجاچ ہونا چاہتے ہیں تو اس قسم کے شعر کہنے لگتے ہیں ؏
پیش [illegible] سن گھنگھرو کے گانا اوس بت بے پیر کا ؏ دائرہ بجنے لگے حرف خط تقدیر کا۔ مانا کہ ؏
ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر ست ؏ اور بلند پروازی و جدت ایک عمدہ چیز ہے مگر مزے کے
ساتھ ہو غزل میں عشقیہ مضامین درد آمیز معانی پاکیزہ خیالات سلجھی ہوئی ترکیبیں نکھری
ہوئی بندشیں دلکش الفاظ چلبلے چلے مربوط مصرعے پھڑکتے ہوئے شعر ہونا چاہئیں۔ چونکہ
سابق زمانے سے اکثر دلی والوں نے بیشتر ان امور کا خیال رکھا ہے اسوجہ سے اسکو
دلی کا رنگ کہتے ہیں **میر و درد** کا کلیات نسیم دہلوی کا دیوان **داغ** کا کلام دیکھو کہ
کسقدر مقناطیسی اثر رکھتا ہے لکھنو کے اگلے شعرا میں سے صبا کی شیریں زبانی اور سحر کی سحر بیانی
دلی والوں سے ملتی جلتی ہوئی ہے اور اب تو اکثر لکھنو والوں نے اپنی طرز چھوڑ کر وہی رنگ اختیار کیا
ہے فی زمانہ ایسے دو چار نامی شاعر موجود ہیں جنسے لکھنو کو فخر ہے خدا اونکو سلامت
رکھے اب میں اپنی بعض غزلیں لکھتا ہوں ناظرین اونسے اس رنگ کا اندازہ کرسکتے ہیں۔

غزل

نالے بیتاب ہیں سینے سے نکلنے کیلیے
اوس ستمگر سے کوئی کہدی سنبھلنے کیلیے

چشم عاشق کے ہوں آنسو کہ کسی کا جوبن
بڑھ چلیں لاکہ مگر دونوں ہیں ڈھلنے کیلیے

خانۂ دل میں رہو تم جو یہاں جی گھبرا ے
چلے آنا میری آنکھوں میں ٹہلنے کیلیے

شوخیاں اونکی سر بزم حیا سے بولیں
تنگ محفل سے ہوا حکم نکلنے کیلیے

درد تعظیم کو پہلو سے نہ کیونکر اوٹھے
دل میں آتا ہے کلیجا کوئی ملنے کیلیے

کبھی میرا کبھی اونکا جو ہے شکوہ دلکو
ڈھونڈھتا ہے کوئی پہلو یہ مچلنے کیلیے

اے سپہر جذبۂ دل وقت مدد آپہونچا
گھر سے وہ آج نکلتے ہیں ٹہلنے کیلیے

اونکی تصویر ہو چوری تو وہ جل کر بولے
اب یہ معشوق نکالا ہے بہلنے کیلیے

لاکہ رسوا ہو مگر چاہ بری ہوتی ہے
دل کو پھر ضد ہے اوسی کوچمیں چلنے کیلیے

محفل غیر میں کیوں شمع جلائی تمنے
کیا وہاں کوئی نہ تھا رشک سے جلنے کیلیے

نامناسب ہے یہاں غیر کا رہنا شب وصل
تم اشارہ کرو اب شرم کو ٹلنے کیلیے

مرگیے ہم تو کفن دیکھ کے بولا وہ شوخ
جان دی اسنے نیا بھیس بدلنے کیلیے

حسرتیں بھر گئیں ای شوق یہانتک دلمیں
آرزو ڈھونڈھتی ہے راہ نکلنے کیلیے

غزل

اودھر رخ سے گھونگھٹ اوٹھانا کسی کا
ادھر کھائے غش تلملانا کسی کا

شب وصل وہ روٹھ جانا کسی کا
مزا دے گیا پھر منانا کسی کا

گراتا ہی دلپر قیامت کی بجلی
وہ منہ پھیر کر مسکرانا کسی کا

نگہ آہ کا قصد گھبرا گئے اے دل
بھلا اچھا نہیں دل دکھانا کسی کا

وہ بھولی سی صورت لڑکپن کی باتیں
ہمیں یاد ہے وہ زمانہ کسی کا

کہانتک یہ زلف آپ سلجھائیگا
ذرا دیکھیے پیچ کھانا کسی کا

مرے آگے کیا گل کھلائینگے غنچے
مجھے یاد ہے مسکرانا کسی کا

چمن میں جو گلچیں نے کچھ پھول توڑے
تو یاد آگیا دل دکھانا کسی کا

سر بزم تم اور نیچی نگاہیں
ابھی کھل گیا دل چرانا کسی کا

مرے خانۂ دل میں خلوت گزیں ہے
کسی کو ملے کیا ٹھکانا کسی کا

تمہیں عشق ہے شوق سب کہہ رہے تھے
مگر تمنے کہنا نہ مانا کسی کا

غزل

دل شوق حسینوں سے لگانا نہیں اچھا
ہو جاؤ گے بدنام ہو فسانا نہیں اچھا

ہم صاف کہے دیتے ہیں مانو کہ نہ مانو
دل عاشق بیکس کا دکھانا نہیں اچھا

رہتے ہو جو دل میں تو جگر کو نہ جلاؤ
ہمسائے کے گھر آگ لگانا نہیں اچھا

منہ سے نہ کہیں آہ جہاں سوز نکلجائے
جلتا ہو جو آپ اسکو جلانا نہیں اچھا

دل کوئی چرالے تو نہیں اسکی شکایت
آنکھیں مگر ایجان چرانا نہیں اچھا

کھلجائینگے راز آپکے اس شرم حیا سے
منہ تمھیں سر بزم چھپانا نہیں اچھا

دیکھو نہ کہیں دل کی لگی اور بھڑک جائے
بالیں پہ عدو شمع جلانا نہیں اچھا

ہم خوب سمجھتے ہیں جہاں جانے ہو جاؤ
ہر روز مگر راہ بتانا نہیں اچھا

پھر جاؤ گے جھگڑیں میں کہہ دیتے ہیں ایجان
ہر ایک کی آنکھوں میں سمانا نہیں اچھا

نازک ہیں عجب کیا کہ وہ دل تھام رہے پھر
احوال شب غم اونکو سنانا نہیں اچھا

دامن کبھی جھٹلتے ہیں کبھی کھینچتے ہیں وہ ہاتھ
اے شوق ابھی ہوش میں آنا نہیں اچھا

متروکات

جسطرح میر و میرزا نے ولیؔ و حاتمؔ کے اکثر مستعملہ الفاظ ترک کردیے تھے اوسی طرح ناسخ
وغیرہ[1] نے بھی میر و میرزا کے بہت سے الفاظ متروک کردیے جیسے اوودھر باشباع
واو بروزن دو بمعنے اِدھر مع الیا بگانہ بحذف یا بجائے بیگانہ پیاس بالظہار یا بر
وزن دیار و بمعنے پاس نین کو کے معنی ہیں تنک ٹک ذرا سے کے معنی میں دوانہ
بجائے دیوانہ ستی ۔ سوں سے کی جگہ سجن معشوق کے معنی میں کنے پاس کے
معنی میں کبھو کبھی کے مقام پر کسو کسی کی جگہ لوہو لہو کے مقام میں مکھہ بمعنی رُخ نت
بمعنی ہمیشہ نین آنکھ کے معنی ہیں مجھ پاس ۔ ہم پاس میرے پاس ہمارے پاس کی
جگہ کرے ہے کرتا ہے دھرے ہے دھرتا ہے کی جگہ آئیاں جائیاں آئیں گئیں کے
مقام پر انھیں سے اکثر الفاظ تو وجوباً متروک کردیے اور بعض الفاظ ایسے ہیں کہ کسی کبھی
کبھی استعمال بھی کیے ہیں ۔ اسکے بعد اونکے تلامذہ کا دور آیا ہوا انھوں نے کچھ لفظ ترک کیے
جیسے بگولا کہ بعض شعرا اسکو متروک کرکے بھولا استعمال کرتے تھے ۔ برق سے خاک
آلودہ جو گردش کو سر آیا اوٹھا ۔ دور سے مگر لوگ یہ سمجھے کہ بگولا اوٹھا ۔ سحر سے کس پر یہ ہونکی صحبت سے

سلہ میں نے یادگار وطن نام تذکرہ لکھا ہے جسمیں اپنی سوانح عمری اور حضرات سخن کے حالات لکھے
ہیں جا بجا ایسے فوائد عجیبہ و مباحث غریبہ لکھے گیے ہیں کہ قابل دید ہیں اسمیں متروکات کی بحث بسط کے ساتھ ہو
تین قسم کے متروکات قائم کیے گیے ہیں ۔ ایک وہ ہیں جنکو اور شعرا نے بھی ترک کیا ہے اور مولف بھی اونکا تارک ہے
دوسرے وہ ہیں جنکو اور شعرا نے تو ترک کیا ہے مگر مولف کے استعمال میں ہیں ۔ تیسرے وہ متروک ہیں جنکو خود مولف
نے ترک کیا ہے فمن شاء التحقیق فلیرجع الیہا ۱۲ ایضاح سلہ حاتم دہلوی بہت پرانے شاعر ہیں جنہوں نے سب سے
زبان اردو میں پہلے پہل اصلاح دی ہے اور اپنے عہد کے بہت سے رکیک الفاظ ترک کیے ہیں اپنے دیوان
غزلیں انتخاب کرکے ایک دیوان ترتیب دیا جسکا نام دیوان زادہ رکھا ہے اور ایک دیباچہ لگایا ہے
جسمیں اپنے متروکات کو لکھ دیا ہے حق یہ ہے کہ راستہ دکھایا ہوا اصل میں حاتم دہلوی ہی کا ہے ۔ پھر زمانے نے جوں
جوں پلٹا کھایا زبان بدلتی گئی تراش خراش بڑھتی گئی آخر اردو کا رنگ روپ کچھ اور ہی نکل آیا ۱۲ ایضاح
سلہ اس لفظ سے اس امر کا اظہار مقصود ہے کہ ناسخ کے ساتھ اور شعرا بھی زبان کی اصلاح میں شریک ہیں جب
مومن و آتش وغیرہ کا کلام بہت سی اگلی رکیک مستعملات سے پاک ہے تو میں ان لوگوں کی مصلح زبان ہونے سے کیونکر انکار کرسکتا ہوں
ہاں اوسکو مانتا ہوں کہ ناسخ مرحوم نے اسطرف زیادہ توجہ کی ہے فافہم ۱۲ ایضاح سلہ خصوصاً میر اوسط علی رشک مرحوم نے
بہت سے الفاظ متروک کیے جیسے اونکا تیسرا دیوان جو آجتک چھپا نہیں پاک ہے متروکات کے باب میں اکثر لوگ رشک مرحوم کو معتقد
اس مسئلے کی اکثر اونہیں کے متروکات ہیں ۱۲ ایضاح سلہ کسی زمانے میں بگولہ بھولا دونوں فصیح سمجھے جاتے تھے مگر اب بھولا مستعمل نہیں ۱۲ ایضاح

کہاں لایا جنوں ؟ ہر بگولا دیو ہے صحرا ہے وحشت ناک کا۔ پھر زمانے نے پلٹا کھایا کہ ہمارے
وقت کے شعرا کا ڈنکا بجا۔ ان لوگوں نے اپنے پیشتر کلام میں وہی پرانے الفاظ استعمال
کیے ہیں مگر فی زمانہ بہت سے الفاظ حتی الوسع استعمال نہیں کرتے اور بہت سے الفاظ وجوباً
ترک کر دیے آپہی پیشتر آپ ہی کی ہے گویا کہ آپہی بجاے مخلوط التلفظ استعمال کرتے
تھے۔ اب احتیاط رکھتے ہیں آخرش بجاے آخر ذوقؔ ع آخرش دیکھا تو اعلم
حجاب الاکبر ؛ عاقبت پایا تو اہل بلا کو اہل جنت۔ فصحاے حال احتیاط رکھتے ہیں آنکھے آگے کی
جگھ۔ مومنؔ ع قتل کیا آنکے اچھا کیا سحرؔ ع قبر پر اب کیا کرینگے آنکر ؛ اکثر فصحاے
حال استعمال نہیں کرتے آئے بکے جیسے ایکے دفعہ ایکے برس۔ عوام بیاے معروف بھی بولتے
ہیں مگر صحیح بیاے مجہول ہے تسلیمؔ ع کوچے میں ترے ضعف کا یہ زور ہے ایکے ؛ بیٹھ جاتے
ہیں ہم سایہ دیوار سے دبکے آز جہار اسکے مدخول علیہ کے بعد اسکا ترجمہ سے لاسکتے ہوں
اکثر خواص احتیاط رکھتے ہیں جیسے ع روزن چشم کم از روزن دیوار نہیں ؛ اسکی عوض
روزن دیوار سے کم نہیں کہنا چاہیے استظاری بزیادت یا غیر فصیح ٹھہرا ہوا ہے
اندارا چاہ عریض و زیر ع روزن مور مری آنکھوں میں اندارے ہیں۔ اکثر فصحاے
حال استعمال نہیں کرتے اندھیارا اندھیرے کی جگہ بالکل متروک ہے انکھڑیاں
آنکھوں کے معنی ہیں۔ آتشؔ ع اون انکھڑیوں میں اگر نشہ شراب آیا ؛ سلام جھک کے
کرونگا اگر حجاب آیا۔ اکثر فصحاے حال استعمال نہیں کرتے اوپر جہاں صرف پر کافی ہے جیسے ع
عجب صدمہ ہوا ہے دل کے اوپر۔ فصحاے حال استعمال نہیں کرتے البتہ ایسے مقام پر کہ فلاں
چیز اوپر ہے کچھ مضایقہ نہیں اوجیالا فصحا نے ترک کر دیا ہے اسکی جگہ اوجالا استعمال کرتے ہیں
اور بعض فصحا او نہیں گراتے ہر جگہ اور بر خلاف نور استعمال کرتے ہیں اہل اسکا اطلاق
شخص واحد پر جیسے تم اہل ہنر ہو اساتذہ کے کلام میں جا بجا آگیا ہے مگر بعضے اس

سلہ اس قسم کے غلط الفاظ بحث متروکات میں تغلیباً داخل کیے گیے ہیں ۱۲ الیضاح سے۲ دفعہ مونث
ہی اور برس مذکر ان دونوں مثالوں سے اسکی طرف اشارہ ہے کہ مونث و مذکر دونوں کے ساتھ یہ لفظ بیاے مجہول
صحیح ہی جناب جلال نے بھی اس لفظ کو بیاے مجہول لکھا ہے حضرت امیر لکھنوی سے جو دریافت کیا تو ادہوں نے لکھا کہ
ایکے ہر جا نفیس ہے استادی حضرت تسلیم لکھنوی نے بھی یہی کہا مگر صاحب نے لکھا کہ مونث کیساتھ بیاے معروف اور مذکر کیساتھ
بیاے مجہول مثلاً ایک سلی آیا ایکے جھونک کہنا چاہیے اور ایکی فصل سے بیاے معروف کہنا چاہیے انتہی نا فہم سے اس قید سے ... خارج ہو گئے ۱۲

سے احتیاط رکھتے ہیں اور اسکے بدلے صاحب ہنر وغیرہ استعمال کرتے ہیں
بل ~~بیلے~~ جیسے ع بل بے اے زلف رسائی تیری ۱؎ اکثر خواص نے ترک کر دیا ہی
بن بمعنی بغیر جیسے ع یار بن کیلول لگے گلزار میں ۲؎ بالکل متروک ہی مینچ میں کی جگہ ع
ٹھہرو تو تیری زلف رسا کا ختن کے پیچ ۳؎ بالکل متروک ہی یا بوسی بزیادت یا انتظاری کی طرح
بھی غیر فصیح ٹھہرا ہوا ہے بمعنی لیکن جیسے ع وعدے کیے لاکھوں پر نہ آئے ۴؎ بعض فصحا
نے ترک کر دیا ہی پن اسکی ترکیب فارسی لفظ کے ساتھ جیسے دیوانہ پن وغیرہ بعض فصحائے
حال احتیاط رکھتے ہیں اور اسکو صرف ہندی لفظ کے ساتھ ملحق کرتے ہیں جیسے بھولا پن
بچپن لڑکپن بانکپن وغیرہ پنہا نا نون مخلوط الہا کے ساتھ بعض خواص استعمال نہیں کرتے
اسکی جگہ پہنانا باندھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ قاعدے کے رو سے یہی چاہیے کیونکہ پہنانا میں
نون کے پہلے ہے یہ بحذف ہا ہے ۵؎ اگرچہ اکثر شعرا ہنوز استعمال کرتے ہیں مگر بعض
فصحانے وجوباً ترک کر دیا ہے پیالا دعوت مخصوص کے معنی میں یا ہے مخلوط التلفظ کو
ہے تلمیح سے پیالا مجھ آزاد کا بھر بھرکے ساقی ۶؎ نہیں میرا پیالا ہوا چاہتا ہی ۷؎ نسیم دہلوی مرحوم

۱؎ مگر مولف ادب سے متفق نہیں کیونکہ اہل بمعنی صاحب ~~فصیحوں~~ کے کلام میں بکثرت آگیا ہی چنانچہ خیابان میں
خان آرزو نے لکھا ہی کہ اہل بمعنی صاحب آید و گاہی بمعنی صاحبان [illegible] اہل مقرر ہستند اید۔ انتہی غرض اردو میں برابر
مفرد بھی مستعمل ہوتا ہی پھر ترک کی کوئی وجہ نہیں بلکہ بعض جگہ اسکے عوض لفظ صاحب وغیرہ برے معلوم ہوتے ہیں
۱۲ ایضاح ۲؎ جناب [illegible] مرحوم نے تذکرہ جلوہ خضر جلد دوم میں لکھا ہی [illegible] کے استدراک
بھی پہلے مستعمل تھا مگر اب متروک ہو چلا ہی دیکھو رسالہ اصلاح مولوی [illegible] شوق نیموی انکے کلام سے بھی
مولف کہتا ہی کہ فی الواقع پر بمعنی لیکن بکثرت مستعمل تھا استادی جناب شمشاد لکھنوی جنکو متروکات کا بہت
خیال ہی انکے دیوان اول میں جنکا نام خزانۂ خیال ہی یہ لفظ موجود ہی اور مولف بھی پہلے اس لفظ کا تارک تھا
مگر رسالہ اصلاح کی وجہ سے جب سے لوگ احتیاط کرنے لگے تب سے دونوں سے جناب شمشاد کو بھی احتیاط
ہی تو مولف کی بھی وجہ جواز ترک کر دیا ۱۲ ایضاح ۳؎ [illegible] یہ کہ ہندی لفظ کیساتھ فارسی لفظ کا
[illegible] ٹھیک نہیں کیونکہ [illegible] ایسے الفاظ جیسے [illegible] مستعمل ہیں اور دیوانہ
پن میں کوئی ثقل بھی نہیں تو اسکے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ۱۲ ایضاح ۴؎ جناب جلال لکھنوی اپنے رسالہ
مفید الشعرا میں [illegible] کی نسبت لکھا ہی کہ یہ زبان متقدمین کی ہی متاخرین کی زبان پر پہنانا ہی لفظ پا ہی فارسی و [illegible]
[illegible] یہ زبان اردو میں بصورت نافیہ کو صحیح قرار دیا ہی مگر مولف کے نزدیک دونوں صحیح و مستعمل ہیں بلکہ پہنانا
متقدم نون ہی فصیح ہی اور جناب خورشید لکھنوی نے بھی رسالہ افادات میں لکھا ہی کہ پہنانا کا پہنانا کے وزن پر
میرے نزدیک خوب نہیں ہی کیونکہ میں نے فصحائے حال کی زبان سے جب سنا ہی پہنانا نون مخلوط الہا کے ساتھ
سنا ہی ۱۲ ایضاح ۵؎ مولف بھی پر کے بدلے پہ استعمال نہیں کرتا ۱۲ ایضاح۔

پیالے سے کیا اصل فقیری ترک دنیا ہے ؎ ہمارا ہاتھ کیا کم ہے ہمیں کاسہ گدائی کا۔ اور ظرف معروف کے معنی ہیں اگرچہ پیالے مخلوط آگیا ہے مگر چونکہ اصل میں بالمہادیا ہے اکثر فصحاے حال پیالے مخلوط استعمال نہیں کرتے پیر پاؤں کی جگہ فصحاے حال استعمال نہیں کرتے تب جب شعر طلبہ کے مقابلے میں تب چلیے ہیں ؎ جب سنتے ہیں وہ حالت بیمار جدائی تب کہتے ہیں جھنجھلا کے کہ مر بھی نہیں جاتا ؎ بعض شعرا استعمال نہیں کرتے تلک بجاے تک اکثر خواص نے ترک کر دیا ہے تلے نیچے کے معنی میں ؎ ہیں خلد کے سایے میں کہ خنجر کے تلے ہم ؎ اکثر فصحاے حال نے ترک کر دیا ہے تو بواو مجہول۔ اسمیں اظہار واو اچھا نہیں اور اگر آخر مصرع واقع ہو تو اور بھی مکروہ ہے جیسے ع مری جان اب غضب ڈھاتے ہو تم تو ؎ جیوں[1] بمعنی مانند جیسے ع دل مرا جیوں غنچہ سر بستہ ہے بعض خواص استعمال نہیں کرتے حرکت جب کہ اضافت وغیرہ کے سبب سے متحرک نہو ساقط الحرکت پر فصیح ہے خود رفتہ شعراے اردو نے استعمال کیا ہے۔ مومن ؎ دوا سوچے تب دل تفتگی سے ؎ خبر رکھے مری خود رفتگی سے قلق ؎ بخبر انجام ہی جکا وہ ہی خود رفتگی اپنی ؎ چلے تھے ہم کلیسا کیطرف کعبے کو جا نکلے و لہ یار خود رفتہ ہے تو شکوہ ہے فراموش مجھے ؎ گوش کر او سکو ملے ہیں لب خاموش مجھے ؎ اور از کے ساتھ بیشتر آیا ہے ناسخ ؎ ملگیا محبوب سے جو آپ سے باہر ہوا ؎ ایسی از خود رفتگی کیا ہے لہذا وہ دور کا ؎ آتش ؎ ہے غرور حسن وہ روز ہ سے از خود رفتہ یار ؎ اسقدر بھی نشہ معجون آب و گل نہو وزیر ؎ لطف از خود رفتگی گر دیکھنا منظور ہو ؎ منہ دکھا دو آئینہ آب رواں ہو جائیگا قلق ؎ کوئی بولی کہ ہے زخود رفتہ ؎ کوئی بولی کہ ہے جگر تفتہ ؎ امیر ؎ جاتے ہیں بیٹھا عالم سے ہم سوے عدم ؎ کہدو از خود رفتگی سے بے ارادہ دور کا تسلیم ؎ زخود رفتہ تنگدستی رہے خراب مئی فاقہ مستی رہے۔ جلال ؎ آپ سے آپ نہ خود رفتہ ہوا جاتا ہوں ؎ نہیں معلوم کہ میں آج کسے یاد آیا ؎ بہرکیف چونکہ یہ فارسی محاورہ ہے اور فارسی

---

[1] مگر یہ جمہور شعرا کے خلاف ہے ؎ ہاں جہاں نظم میں برا معلوم ہوتا ہو جیسا کہ مثال کے شعر میں واقع ہوا ہے تو احتیاط چاہیے ؎ ایضاح [2] جیوں کے بدلے متوسطین نے جوں بحذف یا و علم تحیم استعمال کیا ہے لیکن متاخرین کے نزدیک دونوں متروک ہیں مگر اور معنوں میں متروک نہیں جیسے ع جوں جوں کٹتی ہے ہجر کی رات ع عمر جوں توں گذر گئی اپنی۔ ایضاح۔

ہیں ازکے ساتھ مستعمل ہے اکثر فصحاے حال ~~کیے~~ ازکے استعمال نہیں کرتے **زور** بمعنے
عجیب و بسیار۔ ناسخ ع ابتو ناسخ زور رندلا۔ بالی ہوگیا ولہ اے فلک زور انقلاب ہوا۔
فی زمانناً متروک ہے **سدا** بمعنی ہمیشہ اچھے لوگوں میں سے اب کہیں وہ ایک استعمال کرتے
ہیں ورنہ اکثر لوگوں نے وجوباً ترک کردیا ہے **سرپرست** اُردو میں مربی کے معنوں میں
بہت مستعمل ہے مگر چونکہ فارسی میں اسکے معنی خادم کے ہیں اسوجہ سے بعضے احتیاطاً ترک کرتے
ہیں **سن** بالفتح بمعنی بِنہ اسکے عربی یا فارسی ہونے میں تو تامل ہے از احسنۃ الاغلاط میں اسکی
تحقیق اچھی طرح لکھی جاچکی ہے البتہ محاورہ اُردو ہونے میں کوئی شک نہیں ہے
سمیت ساتھ کے معنی میں رشک ہے آہ سوزان سے جلادونگا میں انہار سمیت
باغ جنت میں نہ جاونگا اگر یار سمیت فی زمانناً اکثر فصحا استعمال نہیں کرتے **سو** کو بعضوں
نے ترک کردیا ہے مگر میرے نزدیک بعض جگہ یہ لفظ بجان فصاحت ہے جیسے جو ہو سو ہو
عادی عادت گیرندہ کے معنی میں استعمالاً صحیح ہے وزیر ہے تیغ ابرو کی زبان عادی
ہوئی بات سیدھی بھی جو کی ٹیڑھی ہوئی۔ نواب مرزا لکھنوی ہے ہم تو دشمن ہیں جعلسازی
کے آپ عادی ہیں رنڈی بازی کے۔ مگر چونکہ لغتہً اسکے کچھ اور معنی ہیں اسوجہ سے بعض کچھ
احتیاط رکھتے ہیں **سے** کیونکر کے معنی میں اکثر خواص نے وجوباً ترک کردیا ہے گو بجا ہو
اگر بعضوں نے وجوباً ترک کردیا ہے **گھایل** چونکہ یہ لفظ قائل و مائل و سائل وغیرہ کے
ایسے اسم فاعل سے ملتا جلتا ہوا تھا شعراے سلف بکسر یا باندھا کیے ناسخ و آتش وغیرہ
بھی اُنھیں اونہیں کے تبع رہے۔ لیکن چونکہ کسرہ خلاف قاعدہ تھا کیونکہ یہ لفظ مرکب
ہے گھاو سے اور یٰ سے جو فاعلیت کے معنی پیدا کرتا ہے۔

سلف اور ہمعصر خود و رفتہ بغیر ان کے کلام اساتذہ فارسی میں پایا نہیں جاتا شاید کسی نے استعمال کیا ہو والعلم
عند اللہ ۱۲ ایضاح سلف اور متوسط کو اردو میں از خود و رفتہ اچھا معلوم نہیں ہوتا اور بوجہ ترک کرنے محققین کے
صرف خود رفتہ کا استعمال بہت احتیاط رکھتا ہے لہذا اس لفظ ہی کو ترک کر کے اسکے عوض وارفتہ استعمال
کیا کرتا ہے ۱۲ ایضاح سلف مگر میرے نزدیک اگر ترکیب فارسی مستعمل ہو تو بمعنی مربی استعمال کیا جائے
ورنہ کچھ مضایقہ نہیں کیونکہ محاورہ اردو میں خادم کے معنے کی بو بھی نہیں پائی جاتی کہ پہلوے وہم پیدا ہو
سلف ہیں اگر اردو میں نظم کریں تو ترکیب فارسی سے احتیاط رکھیں ۱۲ ایضاح سلف یہ اشارہ ہے حضرت جلال
لکھنوی کے اس قول کی طرف کہ ثقات شعراے اردو زبان کے کلام بھی مستعمل نہیں پایا کہ جسکو سند قرار دیں ۱۲ ایضاح
سلف یعنی وہ چیز جسکی عادت کیجاے ۱۲ ایضاح سلف مگر میرے نزدیک اردو میں جہاں ترکیب فارسی ہو عادی بمعنی عادت
گیرندہ کچھ مضایقہ نہیں کیونکہ سیکڑوں الفاظ عربیہ و فارسیہ کے معنی زبان ہندی تصرف کیا ہے تو اوسیں اگر یہ تصرف بھی
رکھا جاے تو کیا نقصان ہے ۱۲ ایضاح

جب پہلا جزو ساکن[1] الآخر ہوتا ہی تو یل کے یے مفتوح ہوتی ہے اڑیل بٹریل خفیل ہریل
وغیرہ اور لہجے کی یہ حالت تھی کہ جو حضرات اساتذہ کا کلام دیکھا کرتے تھے اونکی زبان
پر وہی بکسر یا چڑھا ہوا تھا مگر جنکو شعر و سخن سے چندان تعلق نہ تھا اور لکھنو کے خاص
اہل زبان سمجھے جاتے تھے اونکا لہجہ بفتح یا تھا اس سبب سے بعض[2] خواص نے اسکی
اصلاح کی اور کسرے کو فتحے سے بدل دیا۔ اوسی زمانے سے اکثر فصحا گھایل بکسر یا ہمزہ اختیار
لکھتے ہیں مرآۃ الغیب۔ نظم ارجمند۔ گلزار داغ۔ شاہد شوخ طبع۔ کرشمہ گاہ سخن۔ یہ سب
دیوان دیکھو اول و مائل کی غزلوں میں گھایل کا قافیہ نیا و گے۔ فی زمانا اس لفظ کے اعتبار
سے شعرا کے تین فرقے ہیں ایک اون لوگوں کا فرقہ ہے جنکو اس واقعہ کی کچھ خبر ہی
نہیں وہ کسرے کے سوا فتحہ کیا جانیں دوسرا وہ پرانی لکیر کے فقیر نظم رحیم کے اعتقاد
ہوے لوگوں کا فرقہ ہے جو اس اصلاح سے ناک بھوں چڑھاتے ہیں تیسرا وہ فرقہ ہے جو
اس تصرف کے مستحسن ہونے کا قائل ہے بحر بفتح کی سند ملاحظہ ہو۔ بحر مرحوم سے یہ
دی ہے بسمل تو نے کہ دل میں ہے یہی کل سے ہر کہ دھو کر زندگی سے ہاتھ پوچھوں تیرے گھایل
سے ستم کیا کیا نہ ہوگا اوس قمر طلعت کی کشتی پر کرے گی چاندنی اب ناز معشوقانہ گھایل سے
قولہ باغ میرا ہوا برباد جو بادل آئے پتھروں کی ہوئی بوچھار اگر پھل آئے تیرے دیدار
کی حسرت نے چھری پھیری ہے یوں تڑپتے ہوئے ہم آئے کہ گھایل آئے۔ تسلیم لکھنوی
سے گمان کیونکر نہو خلد برین کا صحن مقتل پہ تصدق ہوتی ہیں حوریں ترے خنجر کے گھایل پر
ولی لکھنوی سے تیغ قاتل تری بڑی ہلکی حسرتیں کیوں نہ روئیں گھایل کی اشرف لکھنوی
سے روح نکلی تن سے جب بیکل ہوئی یوں شب فرقت کی مشکل حل ہوئی دید کی حسرت
رہی دلمیں مرے تیغ ابرو سے نظر گھایل ہوئی۔ مصحفی بجاے نہ ناسخ ہی کے زمانے میں کم
مستعمل تھا فصحاے حال نے تو چوبا ترک کر دیا ہی موسم بفتح سین تصرفات سے ہے غلط نہیں ہو سکتا فارسی اردو

---

[1] اور اگر پہلا جزو متحرک ہوتا ہے تو اس یے کو ساکن کر دیتے ہیں جیسے کھیریل ۱۲ ایضاح [2] یعنی شیخ امداد علی بحر مرحوم جو ناسخ مرحوم کے ارشد تلامذہ تھے ۱۲ ایضاح [3] یہ اشارہ ہے جلال لکھنوی کے اس قول کی طرف کہ بعض ... ہے وہ کہ کتب لغت میں بفتح ثالث آیا نہ فارسیوں کے اشعار میں قافیہ عم و الم میں پایا ۱۲ ایضاح [4] محمد خلیل عجب مازندرانی نے اپنے قصیدے میں جسکا مطلع یہ ہے سے نو روز خوش و بہار خرم آمد بہشت عدن باہم یہ شعر کہا ہے سے یا ساقی ... برخیز بموجب تقاضاے موسم اور ذوق دہلوی نے کہا ہے سے بے یار روز عید محرم سے کم نہیں جام شراب عید ... سے کم نہیں زیبا ہے گر و زرد یہ کیا اشک لالہ گوں اپنی خزاں بہار کے موسم سے کم نہیں ۱۲ ایضاح

دونوں میں آگیا ہے البتہ چونکہ لغتہً کسرہ چاہیے فصحاے حال احتیاط رکھتے ہیں میّت
بفتح یاے مشدّدہ استعمال صحیح ہے نظم اردو میں کئی جگہ تربت وغیرہ کے قافیوں میں آگیا ہے
مگر چونکہ قاعدے کی رو سے کسرہ چاہیے فصحاے حال احتیاط رکھتے ہیں نشّا بحرکت دوم
شعرا نے استعمال کیا ہے۔ ذوق دہلوی ؎ رات میخانے میں ساقی جو نشے میں بہکا
حسن شیشہ کو لگا کہنے حسن جام شراب۔ رند ؎ مے حسن کی کیا ہو میں تر نگیں نشے رند نے کیا
او تارے تمہارے۔ بعض حضرات جو اسکو بالکل غلط بتلاتے ہیں صحیح نہیں یہ اردو کا محاورہ
ہے اور بعض حضرات جو یہ کہتے ہیں کہ جب ترکیب فارسی ہو تو بالتحریک ہی فصیح ہے
یہ بھی قابل اعتبار نہیں شیخ صاحب کے زمانے سے لیکر آجتک جتنے نامی شعرا ہوئے
ہیں اونکے کلام کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ فارسی میں اسطرح آیا ہے ان لوگوں نے
بھی احتیاط کی ہے اور جسطرح فارسی میں مستعمل ہے اوسیطرح یہ لوگ بھی صحیح سمجھے ہیں سے لے
بجاے نہ جیسے ع ہے کوئی یار ہے نہ کوئی غمگسار ہے۔ اکثر فصحا نے وجو باترک کردیا ہے وصلت
بجاے وصل بعض شعرا نے ترک کردیا ہے واں۔ یاں دہاں یہاں کی جگہ محض غیر فصیح ہے
اکثر شعرا نے ترک کردیا ہے جگہا۔ رکھا۔ لکھا بتشدید کاف فصیح ٹھہرا ہوا ہے بیٹھے
و بجے بیٹھے لیجے رکھیے کی ایک بے گرانا اور بروزن فعلن استعمال کرنا غیر فصیح ٹھہرا ہوا ہے
جیسے ؎ جی جاتا ہے کہ سیر دشت کیجے ؛ ہے ابر شراب ناب پیجے بتلانا دکھلانا لام
کے ساتھ بتانا دکھانا کی جگہ غیر فصیح سمجھے جاتے ہیں دلا زاہدا ساقیا وغیرہ بالف ندا جو
پیشتر بکثرت مستعمل تھے اب غیر فصیح ٹھہرے ہوئے ہیں اے دل اے زاہد اے ساقی
استعمال کرنا چاہیے کہنا اسم بعض مشتقات ہیں لے علاوہ فاعل لانا درست ہے آتش ؎

سلہ اور بعضوں نے جو بحرکت شین استعمال کیا ہے وہ بھی قبیل نشا تو ہے ۱۲ ایضاح ؎ مگر میں متفق نہیں کیونکہ وصل
اور وصلت دونوں فصیح معلوم ہوتے ہیں وصلت میں کسی قسم کی خرابی نہیں پھر ترک کرنیکی کیا وجہ ۱۲ ایضاح ؎
حضور شک کے متقدمین نے نظم ترک کر دیا ہے مولف نے آجتک یہ الفاظ استعمال نہیں کیے اسوقت انکا تارک ہے ۱۲ ایضاح
؎ بس حتی الوسع بالتشدید ہی استعمال کرنا چاہیے مگر بضرورت بتخفیف بھی بے تکلف استعمال کر سکتے ہیں کیونکہ انکا اسد
اسیطرح پہ متروک نہیں ۱۲ ایضاح ؎ مگر لام کیساتھ بھی استعمال کرتے ہیں چنداں مضائقہ نہیں میر مرحوم نے جنکو متروک کا بہت
خیال تھا لام کیساتھ استعمال کیا ہے اونکا مصرع ہے ع وگرنہ لطف دکھلانا مضامیں گر بیاں لکا ۱۲ ایضاح ؎ مگر کہنا
لام ہی کیساتھ فصیح ہے اسکی عوض کہنا جیسا کہ بعض حضرات نثر تک میں استعمال کرتے ہیں محض غیر فصیح ہے ۱۲ ایضاح

عشق اوس چاہ زنخداں کا ہوا جسدن سے ؏ میں نے سمجھا کہ لحد میں دل بیتاب اوترا ؏
ولہ نسبکہ تھی اُس سے عیاں سینۂ عارف کی صفا ؏ چہرۂ یار کو میں نے دل روشن سمجھا ؏
مگر بحذف نے فصیح ہے جیسے میں سمجھا ہم سمجھے **احباب اغیار** یہ دونوں لفظ خود جمع
ہیں اسکی جمع احبابوں اغیاروں جو اکثر عوام لکھا کرتے ہیں اور بعض شعرا بھی استعمال کرتے
ہیں فصحای حال جائز نہیں رکھتے ہا علامت جمع ہی جیسے ؏ داغہاے عشق روشن
ہوگئے ؏ حتی الوسع اس سے احتیاط چاہیے اور فعل وغیرہ سے جمعیت ظاہر کرنا چاہیے
جیسے ؏ میرے داغ عشق روشن ہوگئے ؏ **یاے معروف** آخر کلمہ مشدد استعمال کرنا
غیر فصیح ہی جیسے ؏ کہوں کیا حال بیتابی دل کا ؏ **جان ۔ خون ۔ دین** اس قسم
کی فارسی الفاظ جو محاورۂ اردو میں باعلان نون بولے جاتے ہیں جب انکی ترکیب بطور فارسی نہیں
رہتی تو بعض شاعر باعلان نون ہی استعمال کرتے ہیں چنانچہ منیر مرحوم نے کہا ہے
منیر اسیر ہوں پابندی عطف و اضافت سے ؏ دگرنہ لطف دکھلاتا مضامین
گریبان کا ؏ چونکہ وہ اعلان کے پابند تھے گریباں بغیر عطف و اضافت نہیں لا سکتے
تھے کیونکہ نون کا اعلان کرنا پڑتا فصحاے حال اسکا خیال تو رکھتے ہیں اور اعلان بہتر
سمجھتے ہیں مگر چونکہ اس قسم کے سیکڑوں الفاظ ہیں اور بیشتر اونکے استعمال کی ضرورت پڑتی
ہے اعلان کی رعایت سے خواہ مخواہ مضمون کا خون نہیں کرتے چنانچہ یہ اشعار حال کے ہیں ۔ امیر
کھوئے ہوئے جوڑا تجھے ایجان نہیں دیکھا ؏ اس بانکپن سے سنبل کو پریشان نہیں دیکھا ؏ تسلیم
لکھنوی حسینوں میں ابھی چھوڑ گیا دل ؏ ہیں کسکا نام لوں اپنی زباں سے ؏ جلال لکھنوی
جو سینے سے خود ہی نکل آتا ہے تڑپ کر ؏ اوس دل کا نکلتے ہوے ارماں نہیں دیکھا
داغ کیا پوچھتے ہو کون ہے یہ کسکی ہے شہرت ؏ کیا تمنے کبھی داغ کا دیوان نہیں دیکھا ؏

---

[1] اسیطرح اسرار کے بدلے اسراروں درست نہیں ۱۲ الفصاح [2] اس قید کا فائدہ یہ ہی کہ جب ترکیب فارسی
ہو تو اعلان جیسا کہ کلام ذوق دہلوی میں جا بجا ہے جائز نہیں جب فارسی ترکیب ہی تو فارسیوں کا اتباع چاہیے
اور وہ اس قسم کے الفاظ اعلان کیساتھ نہیں باندھتے اور ایک آدھ جگہ جو انکے کلام میں باعلان پایا جاتا ہی یا تو وہاں
یہ سہو کاتب ہی یا من قبیل شاذ سمجھا ہم ۱۲ الفصاح [3] بلکہ وہ لوگ جنکو اعلان پر بہت اصرار ہی اونکے دیوان میں
بعض جگہ نون غنہ مستعمل ہی چنانچہ استادی حضرت شمشاد لکھنوی جنکو متروکات سے نہایت ہی احتیاط ہے
اعلان کیباب میں بڑی کد رہتی ہی اونکے دیوان خزانۂ خیال میں یہ اشعار موجود ہیں آرزوی وصل ہے
جیسے بالکل فضول ؏ بوسہ دیجیے یہی جو رضی کسی عنوان نہیں بعد مردن بھی کفن سے دل کی قید لباس
کی دیدی ذمیں حال میں عریان تجھے ؏ مولف بھی وجوبا اعلان نون کا پابند نہیں ۱۱۲ الفصاح

اور جو الفاظ ایسے ہیں کہ روزمرے میں بہ نون غنہ بولے جاتے ہیں اونکا اعلان [illegible] مگر
جیسے عریاں ونداں آشیاں رضواں وغیرہ۔ فارسی لفظ سے واو معروف وا یا الف
آخر کا گرانا شیخ صاحب ہی کے زمانے سے معیوب سمجھا جاتا ہے جیسے ع پہلو میں [illegible]
مراہی یا سیماب ع آ دا اے یار تیری بھائی ہے۔ مگر یائے آخر کلمہ فارسی اکثر شعرا نے گرا[ئی]
ہے۔ مومن ؎ خنجر بھی آلی یا زبان تھی۔ خنجر سے زیادہ تر رواں تھی۔ ناسخ ؎ سودائیاں
کی قفس جانے میں لیکن۔ وحشی ہوا آدمی کے جنگل کا۔ و لہ کام خونریزی ہے اوس
بازاری کا۔ جان بیچے سو کرے قصد خریداری کا۔ آتش ؎ شہر میں قافیہ پیمائی بہت ہے
کی آتش۔ اب ارادہ ہے مرا بادیہ پیمائی کا۔ منیر ؎ کب دل مرا تقریر سے کھٹا نہیں کرتے
تم اپنی ترشروی سے چوکا نہیں کرتے۔ اسیر ؎ رسوائی ہوئی تیری ہی اے ترک ہمیں
کیوں لاشِ ہماری سر بازار نکالی۔ و لہ حال ہشیاری کا بیداردلوں سے پوچھو۔ ہمتو غافل
رہے غافل گئے غافل آئے۔ البتہ اکثر فصحائے حال نے وجوباً ترک کر دیا ہے۔

املاے بعض الفاظ

اژدہام زے اور چھوٹی ہے سے لکھنا غلط ہے ازدحام زای تازی و حاے حطی سے لکھنا
چاہیے اکسیر کو اکثیر ثے سے لکھنا محض غلط ہے اوس اور وہیں متقدمین برابر واو
کرتے تھے مگر متاخرین کبھی واو کو حذف کر کے الف پر پیش دیا کرتے ہیں مگر میرے نزدیک
واو کیساتھ لکھنا اولےٰ ہے برات کو بارات لکھنا صحیح نہیں پاؤں اسکا املا مختلف
فیہ ہے دلی والے پانو لکھتے ہیں اور ردیف واو میں لاتے ہیں اور لکھنو والے پاؤں
لکھتے ہیں اور ردیف نون میں داخل کرتے ہیں اور بعضے پانوں بھی لکھتے ہیں یعنی واو
کے بعد نون لکھتے ہیں۔

۱؎ اور الفاظ ہندیہ سے اسقاط حروف علت معیوب نہیں مگر بعض شعرا لفظ ہندی سے بھی الف نہیں گرا[تے]
اور بعضے لفظ کا کو مستثنے کر لیتے ہیں باقی الفاظ سے نہیں گراتے مگر مجھے سخت تعجب ہے کہ یہ حضرات ا[لف]
الف سے تو احتیاط کرتے ہیں مگر یے اور واو کو مجہول ہوں یا معروف بے کھٹکے گرا دیتے ہیں اگر نہ گرائیں تو
علت میں سے کسی کو نہ گرائیں الف کی تخصیص چہ معنی دارد۔ بہرکیف مولف الفاظ ہندیہ سے حروف علت الف
یا واو یا یے گرانا جائز رکھتا ہے۔ ہاں جہاں کہیں بیچ کے گرانے سے نظم میں ثقل پیدا ہو جاتا ہو وہاں گرانا معیوب سمجھتا ہے [illegible]
۲؎ مولف ہی نہیں گراتا بلکہ اکثر دیکھا کہ جہاں کسی نے فارسی لفظ سے یے گرائی لوگ عیب فاحش سمجھنے لگے بلکہ غلطی پہ محمول کرنے لگے

تپ بخار کے معنوں میں ہے اسے ہند ہے فارسی میں تب بروزن لب بباے تازی
ہے جہاں ترکیب فارسی ہو وہاں باے تازی سے لکھنا چاہیے **نغمہ** غلط ہے تمغا چاہیے
توتیا اور **تلا** ظلم کو طیطیا اور طلا ظلم طوے سے لکھنا غلط ہے **ٹھنڈ** یا دال ہندی مخلوط الہا کو
لکھنا صحیح نہیں ٹھنڈا بغیر ہاے مخلوطہ چاہیے دال ہندی کی ردیف میں آتش نے کہا ہے ؎
بندے سکیگی زمستان میں محکو ایذا ٹھنڈ یا لپٹ کے سوئے گا وہ گل رہیگی تنہا ٹھنڈ **خرد**
خرسند خرم میں واؤ لکھنا درست نہیں **داوات** دال کے بعد الف غلط ہے دوات
بروزن نبات صحیح ہے **دہو کھا** کاف مخلوط الہا کے ساتھ غلط ہے دہوکا بغیر ہاے مخلوط
صحیح ہے **ڈانکا** عوام نون سے لکھتے ہیں اور سحر مرحوم نے بھی خندان کا افشان کا کی زمین
میں یہ شعر لکھا ہے ؎ جلا کر ٹھوکروں سے نقد دل مردوں کے لیتے ہیں سحر شہر خموشاں
میں بھی اب پڑنے لگا ڈانکا مگر ڈاکو میں نون نہونا ڈاکے کے بے نون ہونے پر
دلالت کرتا ہے۔ اسکے علاوہ نون جمہور شعرا کے خلاف ہے واجد علی شاہ کے زمانے
میں اس لفظ کی بحث آپڑی تھی فلق برق قبول طور آسیر ایسے [illegible] شعرا موجود تھے
سب نے اتفاق کیا کہ اسکو بے نون لکھنا چاہیے **ڈوپٹا** دال ہندی سے غلط ہے دوپٹا
دال فارسی سے لکھنا چاہیے **دوکان** واو کے ساتھ غلط ہے دکان بغیر واو مع تشدید کاف کے
ہے اور بالتخفیف بھی جائز ہے **دونون** کے بدلے دونو بغیر نون صحیح نہیں [illegible] بالمعنی اندلن ذال
سے لکھنا چاہیے [illegible] اسے ہوز سے **سوچ** کو متقدمین نون سے لکھا کرتے تھے ایک
جگہ چونچ کے قافیہ میں بھی نظر سے گذرا ہے مگر فی زماننا اکثر سوچ بغیر نون لکھتے ہیں طیار
کو کوئی طاے حطی سے لکھتا ہے اور کوئی تاے فوقانی سے مگر طا کو ترجیح ہے **عاشورہ** بہاے مختفیہ
غلط ہے عاشورا الف کے ساتھ چاہیے **عندلیب** بے سے غلط ہے عندلیب باے

---

(۱) موید الفضلا میں لکھا ہے کہ تب علتی ست معروف کہ تبالرزش نیز خوانند و بابائے فارسی غلط ست
۱۲ ایضاح (۲) کیونکہ شعرا نے اسکو بہا دواں وغیرہ کے قافیہ کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ اور اسکے اخوات یعنی
نون جاروں وغیرہ میں بھی نون ہے ۱۲ ایضاح (۳) مگر تعجب ہے کہ جناب جلال لکھنوی نے سرمایہ زبان اردو میں
دال کی تغلیظ اور زاے ہوز کی تصحیح کی ہے اور وجہ یہ لکھی ہے کہ ذال معجمہ کا وجود بجز فارسی میں بعض محققین کے نزدیک
نہیں ہے تو کلمات ہندیہ میں کیونکر مستعمل رکھا جائے میں کہتا ہوں کہ یہ لفظ ہندی الاصل نہیں بلکہ ہندی
کا اصل زدرہ ہے زاے مشددہ کو مخفف کر کے ہاے مختفیہ کو الف سے بدل دیا ہے ہند الفاظ میں
حروف عربیہ کے ہونے سے کسی کو انکار نہیں ۱۲ ایضاح۔

تازی سے چاہیے **عید اضحیٰ** غلط ہے عید اضحیٰ چاہیے **کھاری** کی یے اصلی ہے مذکر
اور مؤنث دونوں کے ساتھ یہ لفظ یکساں مستعمل ہوتا ہے جیسے کھاری کنواں کھاری پانی کھاری
شے مگر بعض لوگ غلطی سے مذکر کے ساتھ کھارا استعمال کر جاتے ہیں جیسے کھارا کنواں کھارا
پانی **کُلّہ** کو اکثر حضرات کلہ بلام مخلوط الہا لکھتے ہیں یہ غلط ہے بغیر ہائے مخلوط صحیح ہے **کلیجہ** بہائے
ہوز غلط ہے کلیجا الف سے لکھنا چاہیے **گزارش** اور گزر کو زائے ہوز سے لکھنا اولےٰ ہے
بلکہ بعضوں کے نزدیک ذال سے لکھنا درست ہی نہیں **لاچار** غلط ہے ناچار چاہیئے۔
نکہت گاف سے غلط ہے کاف تازی سے چاہیے **ہرج** بہ معنی معروف بعضوں کے
نزدیک بہائے ہوز و سکون رائے مہملہ غلط ہے **حَرَج** بجائے حطی و فتح رائے مہملہ چاہیے مگر
میرے نزدیک اردو میں جہاں فارسی ترکیب نہو ہرج کچھ مضائقہ نہیں **ہونٹ** کے آخر میں
متقدمین ہائے مخلوط التلفظ بھی لکھا کرتے تھے اور ناسخ وغیرہ یہ لفظ ردیف ہا میں لائے ہیں[1]
مگر فی زمانہ بعضے بغیر ہائے مخلوط لکھتے ہیں **یونہیں** اسکے املا میں اختلاف ہے کہ واو کے
بعد نون چاہیے یا نہیں مگر تحقیق یہ ہے کہ لکھنا چاہیے کیونکہ یہ لفظ مرکب ہے پہلا جزو یوں
ہے اور لہجہ میں بھی نون باقی رہتا ہے پھر نہ لکھنے کی کوئی وجہ نہیں اور بعض حضرات جو یوہیں
لکھتے ہیں یعنی آخر میں نون نہیں لکھتے صحیح نہیں[2]۔ ذوق دہلوی ؎ میں ہجر میں مرنے کے
قرین ہو ہی چکا تھا۔ تم وقت پہ آ پہونچے نہیں ہو ہی چکا تھا۔ جو کچھ کہ ہوا ہے وہ کسطرح نہوتا
حکم ازل ذوق یونہیں ہو ہی چکا تھا۔ داغ دہلوی ؎ زاہد مری تقدیر میں وہ دشمن
دین تھا۔ مجبور ہوں اللہ کو منظور یونہیں تھا۔

---

[1] سخت تعجب ہے کہ جناب جلال نے اپنے لغت میں لکھا ہے کہ اس لفظ کے آخر میں جو بعضے ہائے مخلوط التلفظ
بڑھا کر ہونٹھ بولتے ہیں اور لکھتے ہیں مولف ہیچمدان کے عندیہ میں نادرست ہے میں کہتا ہوں کہ جب ناسخ
وغیرہ نے استعمال کیا تو اور جبکہ اہل زبان ہونٹھ بولتے ہیں تو نادرست کیوں ہونے لگا اور سب سے زیادہ تعجب تو
یہ ہے کہ پیٹ بیائے مجہول کو بمعنی شکم اور پیٹھ بیائے معروف کو بمعنی پشت لکھا ہے حالانکہ پشت کی ہندی پیٹھ
ہائے مخلوط ہے پیٹ بر وزن بیٹ کوئی نہیں بولتا ۱۲ ایضاح

[2] کیونکہ لہجہ میں بھی نون آتا ہے اور اساتذہ نے بھی زمین
وغیرہ کے قافیہ میں استعمال کیا ہے اور آجتک کسی محقق اہل زبان نے بھی کسی قافیہ میں یوہیں استعمال نہیں کیا اور بعضوں کا یہ جو
خیال ہے کہ کلمہ حصر ہی ہے نہ ہیں یہ محض غلط ہے سمجھیں نہیں ہوئے بالاتفاق نون زائد ہے ان دونوں لفظوں کا جزو اول ہم
[illegible] کو کلمہ حصر کہیے یا یہ کہئے کہ ہی جو کلمہ حصر ہے کبھی اوسکے بعد نون زیادہ کرتے ہیں ۱۲ ایضاح

تذکیر و تانیث[1]

کئی رسالے اس بحث میں تالیف ہو چکے ہیں ہم اس جگہ ایسے ضروری الفاظ لکھتے ہیں جنسے اکثر لوگ واقف نہیں **آب** چمک کے معنوں میں جیسے[2] آب گہر آب آہن مونث ہے اور بعضوں نے جو مذکر استعمال کیا ہے وہ جمہور شعرا کے خلاف ہے ہان جہان پانی کی رعایت رکھی گئی ہو وہان مذکر بھی استعمال کرنا درست ہے۔ ناسخ سے زیادہ آب بقا سے بھی آب مین تھا بحر سے جبکہ سمجھے زندگی مرندیۂ شمشیر یار اپنے حق مین آب حیوان آب مین ہوگیا **آغوش** مذکر و مونث دونوں طرح بندھا ہے مگر اکثر فصحاے حال مذکر ہی استعمال کرتے ہیں **بلبل** مشترک ہے مگر اکثر فصحا مونث ہی استعمال کرتے ہین **ترشح** مذکر مونث دونوں طرح بندھا ہے مگر فی زمانہ مذکر ہی مستعمل ہے **تمکین** آتش نے مذکر استعمال کیا ہے ع کوہ سے اے نازنین بھاری ترا تمکین ہوا۔ فصحاے حال مونث استعمال کرتے ہین۔ داغ سے بجا ہے عشق میں ہے صبر میں ہون تمکین ہونگی آنکی ٹھین کہ **خراش** بیشتر مذکر بھی مستعمل ہوتا ہے نسیم سے یہانتک اوج جنون مین مجھے کمال ہوا خراش ناخن دیوانگی ہلال ہوا۔ ولہ خراش زخم سینہ مدتون کا دور کرتا ہون لپٹ جاتا ہون جب سینے سے زلف مشکبو ہو کر۔ تسلیم سے خراش جگر دشمن جان ہوا غم عشق کا دل پر احسان ہوا۔ مگر اکثر فصحاے حال مونث ہی کے قائل ہین **طرز** بیشتر مشترک تھا بلکہ مذکر زیادہ فصیح تھا اب مونث فصیح ہے بلکہ اکثر خواص مونث ہی استعمال کرتے ہین **طوطی** جلال مفید الشعرا مین لکھتے ہین۔

---

[1] یہ وہ بحث ہے کہ ابتدا سے آجتک جسمین اختلاف چلا آتا ہے حال مین مولف ذی طعن اور رد مجنی البطال کے باب مین شعراے لکھنؤ سے استفسار کیا بہت نامی شعرا نے انکو مذکر کہا اور بہت اہل زبان نے مونث فرمایا بات یہ ہے کہ جو لفظ نظم مین بہت کم مستعمل ہوتا ہے اوسمین اختلاف ہو ہی جاتا ہے ۱۲ ایضاح [2] جیسے مفید الشعرا شمشیر (؟) تذکیر و تانیث (؟) و دستور العمل ارمغان احباب مین سے مفید الشعرا جناب جلال کی تالیفات سے ہے جسکا نام پہلے کارآمد شعرا تھا یہ رسالہ باعتبار حجم اگرچہ چھوٹا ہے اور سند کے اشعار بھی بہت کم ہین مگر الفاظ اسمین سب رسالوں سے کہین زیادہ ہین چونکہ اسکا مولف نامی استاد لکھنؤ ہے اور اہل حال لکھی ہے اگرچہ بعض جگہ بمقتضاے بشریت فاحش لغزش بھی ہے مگر پھر بھی اسکو ترجیح ہے کیونکہ وہ ستر رسالوں کی مباحث تیج پر ہے زبان قدیم و جدید و شاذ وغیرہ کی کیفیت اوسنے ظاہر نہین کی رشحات [illegible] مین اسکی کوشش کی گئی ہے مگر وہ بات جو مفید الشعرا مین ہے نہین اور اگر سند کے اعتبار سے دیکھو تو اوسمین ہر ایک رسالہ تک قدر ہے بلکہ [illegible] کو عوض جو سب پر ترجیح ہے ۱۲ ایضاح [3] اور بعضوں کی یہ راے ہے کہ آب گہر کو تو ہر جگہ مونث باندھنا چاہیے اور آب آہن مین اختلاف ہے مگر مونث استعمال کرنا اولیٰ ہے ۱۲ ایضاح

کہ کنایۃً خاص کے مقام پر مذکر ہے جیسے **سے** ہے شیشۂ سبز گرم قلقل طوطی مستونکا بولتا
ہی اور جہان پرندہ معروف مراد ہوتا ہے وہان مؤنث استعمال پاتا ہے۔ بحر **سے** آئینہ ہوتا ہو دنگ
دیکھکے پانی پانی طوطیان ہوتی ہیں شکر تری گفتار پر۔ رشک **سے** طوطی سبزۂ خط صاف
یہی کہتی ہے ہیں وہی آئینہ عارض جانان اب تک۔ مگر بہ تحقیق جمہور شعرا کے خلاف لکھنو
مین بہت ہی کم لوگ مؤنث بولتے ہین اور اشعار مین مذکر ہی باندھا ہی۔ آتش **سے** چلیگا
کبک کیا طوطی کریگا کیا سخن بازی تری رفتار بہتر ہے تری گفتار بہتر ہے۔ وزیر **سے** صاف
بندش ایسی دی ہر بیت آئینہ بنی دیکھتے ہی اوسکو گویا طوطی مضمون ہوا۔ بحر **سے** سحر کی
باتین ہین غنچہ سا دہن گل ہوگیا طوطی روی خط صاف بلبل ہوگیا **وله** آگے آئینہ کے
طوطی بولتے ہین کسطرح بھول جاتے ہین ترا منہ دیکھکر تعریر ہم۔ قلق **سے** گر ہوتا حیرتی رنگین
بیانی کا تری طوطی خط ڈھنگ اوڑ الیتا لب تقریر کا **وله** گویا ہو سکا طوطی خط سبز ہی ابتک
اسی منہ پر ہے دعوے آپکو معجز بیانی کا **قامت** اکثر فصحاے حال مؤنث ہی استعمال کرتے
ہین **لغت** اکثر فصحاے حال مؤنث ہی باندھتے ہین لغت پاسو یا لغت دست **معراج**
ناسخ نے مذکر استعمال کیا ہے ع عزیز و کیا نہیں معراج ممکن عرش اعظم کا۔ مگر اکثر فصحای حال
مؤنث ہی استعمال کرتے ہین **معدن** شیخ صاحب کے اس مصرع سے تذکیر ثابت ہوتی ہے
ع دیکھنا لعل بدخشان کا ہے معدن آب مین۔ لیکن اور مقام سے تانیث پائی جاتی ہی ناسخ ع
اک دن آجائے گر ہیرے کی معدن زیر پا۔ رشک ع [illegible] کے لیے ہیرے کی معدن
چاہیے۔ قلق ع [illegible] ہیرے کی معدن [illegible] اکثر [illegible] مؤنث ہی استعمال کرتے
ہین **نقاب** مشترک ہے لیکن تانیث زیادہ فصیح ہے اکثر [illegible] مؤنث ہی استعمال کرتے ہین
فائدہ کبھی لفظ تذکیر و تانیث مین [illegible] کا تابع ہوجاتا ہی نسیم **سے** [illegible] وحشت مین بھی
[illegible] **سے** [illegible] تمس مجھے
[illegible]
[illegible]

[illegible] کا طوطی [illegible] اوسکا [illegible]
[illegible]
[illegible]

موافق وہ فعل تانیث وغیرہ مین اوس اسم کا تابع ہو جاتا ہے جو مصدر کے ساتھ مرکب ہے اور مصدر کی علامت ہوتا ہے اوسمین کچھ تغیر نہین ہوتا جیسے[1] خط لکھنا تھا چند شعر کہنا پڑے قیمت دینا ہوگی منتین کرنا پڑین۔ قلق مرحوم ؎ بت پرستی ہی مین گر عمر بسر کرنا تھی، نام اسلام کیا آپنے بدنام عبث، اور کبھی مصدر کا لحاظ کر کے فعل کو بھی واحد مذکر استعمال کرتے ہین جیسے ٹھو بات کرنا نہین آتی کی جگہ تمکو بات کرنا نہین آتا۔ مگر دلی والے فعل اور مصدر دونون کو اسم کا جو مصدر کے ساتھ ملا ہے اور حقیقت مین اوسکا مفعول ہے تابع کرتے ہین اور یون بولتے ہین قیمت دینی ہوگی منتین کرنی پڑین شعراے لکھنؤ نے یہان پر دہلی کی تقلید کی ہے اور مفعول کی تانیث و تذکیر کا اعتبار کر کے مصدر کی علامت مین تغیر و تبدل کیا ہے۔ ناسخ ؎ تیرے زخمون کو اگر ٹانکے لگانے ہین تجھے، پہلے لا جراح دو ریار کی تلوار کا۔ بحر ؎ نہ تھی امید دریاے شہادت پیر نکلین گے، خدا کو آبرو رکھنی تھی بیڑا پار ہونا تھا۔ امیر ؎ درماندگی سے جا نسکے کاروان تلک، کھانی تھین ٹھوکرین جو مقدر مین رہ گیے۔ تسلیم ؎ مرے پہلو سے وہ کیونکر نجاتے پاس غیرون کے، کسی جا عید ہونی تھی کہین کہرام ہونا تھا۔

ایطا

بعضون نے لکھا ہے کہ ایطا تکرار قافیہ لفظاً و معنیً کو کہتے ہین۔ اگر کھلی کھلی تکرار نہو تو خفی ہی ورنہ جلی ہے پہلے کی مثال آب وگلاب و دانا بینا اور دوسرے کی مثال آنکھین نظرین جلا سنا وغیرہ دی ہے اوّل کو جائز رکھتے ہین اور دوسرے کو ناجائز لکھتے ہین۔ اب مین کہتا ہون کہ اس تعریف و مثال مین کئی خدشات ہین اوّل یہ کہ تعریف مجہول ہے خفا اور عدم خفا کی تحدید نہو ئی ایک ہی لفظ مین بعضون کے نزدیک ایطاے خفی ہو سکتا ہے اور بعضون کے نزدیک جلی چنانچہ خندان گریان مین کسی نے ایطاے خفی لکھا ہے اور کسی نے ایطاے جلی ٹھہرایا ہے دوسرے یہ کہ دانا بینا مین ایطاے خفی کہتے ہین جلا سنا نے کیا قصور کیا ہے کہ جلی قرار دیتے ہین تیسرے یہ کہ آب وگلاب کو ایطا مین شامل کرنا ہی عبث ہے اسلیے کہ اختلاف

[1] خط لکھنا تھا اس [illegible] مین تھا فعل ہے اور خط لکھنا جو مصدر مرکب ہے اوسکا فاعل ہے اسیطرح چند شعر کہنا پڑے مین پڑے فعل [illegible] چند شعر کہنا مصدر مرکب فاعل ہے اور قیمت دینا ہوگی مین قیمت دینا فاعل ہے اور ہوگی فعل [illegible] کرنا مصدر مرکب فاعل ہے اور پڑین فعل ہے اور ان جملون مین متعدد [illegible] ہو سکتی ہے یعنی یون کہین [illegible] چند شعر [illegible] لکھنا [illegible]

علمیت سے معنے مختلف ہوگیے چوتھے یہ کہ اگر ایطا بین صحیح رکھی جائین تو بہت سے
مستند شعرا کے کلام نادرست ہوجائینگے۔ مومن ؎ پھر دل مین مرے لگی ہے آتش ؛؛
نالے سے برس رہی ہے آتش ولہ اور جو یہ راز نہانی نہ کھلا ؛؛ جلتے جی جی مین یہ ارمان رہا۔
ناسخ ؎ جب وادی وحشت مین گذر میرا ہوا ہے ؛؛ ہر ایک بگولا پے تعظیم اوٹھا ہے۔ آتش ؎
ہستی کو مثل نقش کف پا مٹا چلے ؛؛ عاشق نقاب شاہد مقصود اوٹھا چلے۔ نسیم لکھنوی ؎
آتشکدہ پریون نے بنا کر ؛؛ پھینکا اوسے پھول سا اوٹھا کر۔ سحر ؎ جگناتھ نے آکے کلمہ
پڑھا مسلمان چیک فرنگی ہوا۔ بحر ؎ دو پشادہ گلنار دکھلا گیے ؛؛ نئے سر سے پھر آگ بھڑکا گیے
فلق ؎ چوڑیونکو نہ تم بڑھا رکھنا ؛؛ مہندی ہرگز نہ تم اوٹھا رکھنا۔ امیر ؎ تہنیت رعد نے
چلا کے سنائی کیسی ؛؛ ہان مین ہان کوند کے بجلی نے ملائی کیسی۔ تسلیم ؎ دونون کو ہٹ ہے
دیکھیے کیسی ٹھہرے ؛؛ کون ناکام رہے کسکی تمنا نکلے۔ جلال ؎ پہلو مین کسکو بزم مین اوٹھا
بٹھا لیا ؛؛ کیون لے چلی ہمین جہان سے اوٹھا لیا۔ داغ دہلوی ؎ سبق ایسا پڑھا دیا
تو نے ؛؛ دل سے سب کچھ بھلا دیا تو نے۔ شمشاد لکھنوی ؎ وہ مرا دل دکھا نہین سکتے ؛؛
عرش اعظم ہلا نہین سکتے۔ یہ چند شعر مثال کے لیے انتخاب کیے گیے ورنہ اس قسم کے سیکڑون
شعر اساتذہ کے دیوان مین موجود ہین ان سب پر ایطاے جلی کا عیب لگانا اور قافیہ
نادرست بتانا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے قاعدہ جمہور فصحا کے کلام کا تابع ہوتا ہے نہ یہ کہ کلام بھی
قاعدے کا پابند ہوتا ہے۔ اب مین ایطا اور اوسکی دونون قسمون کی جامع و مانع تعریف
کرتا ہون کہ قافیہ کا بعینہ لفظاً و معنیً مکرر لانا ایطا ہے اگر ایسے زوائد قافیے ٹھہراے جائین
جو اپنی اصلی حالت پر نرہے ہون جیسے رنجور مزدور[1] ناماساد[2] یا الف فاعل[3] یا تاے مصدر
یا شین مصدری ہون جیسے دانا بینا شجاعت سخاوت وکاوش وسازش یا انکے حذف
کے بعد اکثر[4] مزید علیہ بے معنی ہوجاتے ہون جیسے ادہر اودہر جدہر کدہر جہان کہان وہان یہان

---

[1] رنجور مزدور مین واو اپنی اصلی حالت پر نہین رہا واو اصل مین متحرک تھا یہان ساکن ہے ۱۲ ایضاح
[2] ناماساد اصل مین نامساعد تھا ہاے ہوز الف سے بدل گئی ہے ۱۲ ایضاح [3] صرف الف
فاعل ہو یا اوسکے بعد نون بھی ہو جیسے خندان گریان ۱۲ ایضاح [4] اکثر کی قید اسلیے ہے کہ
متحرک الاوسط جو حالت جمع مین ساکن الاوسط ہو جاتے ہین وہ بعد حذف علامت جمع کبھی بے معنے ہی ہوجاتے
ہین جیسے منظرین بسکون ثانی مگر اکثر بامعنے رہتے ہین اسیطرح ہین کا بھی مزید علیہ کبھی بے معنے ہوجاتا ہے جیسے
رہ گین بچین ۱۲ ایضاح

اس جس کس ان جن کن - یا حرف علت علامت افعال ہندی متصل بحرف اصلی ہون جیسے سنارہا - سنور ہو - سنے رہے وغیرہ تو ان سب صورتون مین ایطاے خفی ہی ورنہ جلی ہے جیسے ہنرور - سخنور - ستمگر - فسونگر - عقلمند - دردمند - باغہا - غنچہ ہا - محبوبان معشوقان - آنکھین نظرین چلتے بُجھتے وغیرہ - دانا دروا مین ایطا نہین کیونکہ الف زائد تو ہین مگر معنی مختلف ہین ایک جگہ الف فاعل ہے اور دوسری جگہ الف ندبہ ہوا اسیطرح تبان ہڈیان مین بھی ایطا[1] نہین گو دونون جگہ جمع کے الف و نون ہین مگر ایک جگہ جمع فارسی ہین اور دوسری جگہ جمع ہندی ہے - قلق مرحوم سے زائل نہین ہوئی تپ عشق تبان ہنوز !! پھلکتی ہین سوز غم سے مری ہڈیان ہنوز !! اسیطرح ان اشعار مین بھی ایطا نہین - وزیر سے مین سراپا مظہر اسم خدا و الله ہون !! ہمصفیر و اس چمن مین مرغ بسم الله ہون - بحر سے کہ دردیشی طریقہ ہے رسول الله کا !! باندھیے تسمہ کمر مین مدبسم الله کا !! کیونکہ بوجہ اختلاف علمیت معنی مین تکرار نہ رہی - جب انکو ایطا کی دونون قسمون مین اچھی طرح فرق معلوم ہو گیا تو یہ بھی جاننا چاہیے کہ اکثر فصحاے حال رنجور و مزدور دانا بینا خندان گریان شجاعت سخاوت کاوش سازش جن کن ان[2] کے ایسے ایطاے خفی کو استعمال کرتے ہین اور ان حرف علت کو ہندی مین بھی روا رکھتے ہین جنکے بعد حرف وصل و خروج ہون جیسے ملایا[3] سنایا وغیرہ ! ایسی علامت فعل ہی جسکے حذف کرنے سے اوس فعل کا صیغہ امر نہو سکے جیسے دکھا بٹھا نہین سے جب الف حذف کردینگے دکھ بٹھ رہجائینگے سنا مٹا کے ایسے قافیون مین احتیاط رکھتے ہین - باقی رہے ادھر اودھر جدھر کدھر مرا ترا وغیرہ کے ایسے قافیے انکو بھی اکثر استعمال نہین کرتے - اب یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اکثر شعرا جن دالون نے لکھا ہے کہ غزل اور قصیدے کے دوسرے اور تیسرے شعر مین وہی اوپر والا قافیہ مکرر لانا درست نہین مگر یہ قاعدہ فارسی مین مسلم رہا اور اردو مین حافظ شیراز کی ہار دست مار دوست والی غزل اور عرفی وغیرہ کے

[1] تبان اور ہڈیان کے ایسے قافیے سے جسمین ایطا ہوا اور دونون قافیون مین کچھ فرق ہوا تھا ۔۔۔
[2] ایضاح سے امیر سے سنگدل تجکو مرے ساتھ یہ کاوش کب تک ۔ میری شورش کے لیے غیر سے سازش کب تک
[3] ایضاح سے جلال لکھنوی سے ہوئے ہین عاشق ہی کن گنون کے کہ خود ہی شاکی ہین جن گنون کے ہمین ہے وعدون مین ان گنون کے وفا کی بو اعتبار کا رنگ - سوا ایضاح سے ملایا اور سنایا مین الف اول اگرچہ علامت ہے اصلی نہین مگر یہان روی قرار دیا گیا ہے اور یے وصل اور الف آخر خروج ۔۔۔ ایضاح

قصیدے دیکھو اوہر گز اس قاعدے کی پابندی نہین کی ہے بہرکیف اردو مین اگر مطلع تکرار علی سے محفوظ ہے تو بقیہ اشعار مین تکرار کچھ مضائقہ نہین ۔ نسیم دہلوی سے مطلع نہین شکوہ جدائی کوکہ ہر پارہ ہوسکے دل کا ؛ کیا صانع نے دو ٹکڑے ازل سے نقطۂ قاتل کا ۔ وزیر سے مشتعل آتش غم سے ہین داغ تن چراغ ؛ چار دیوار عناصر مین ہین یا روشن چراغ ؛ رشک سے مجھے محروم رکھا فیض تقریر دتبسم سے ۔ اسی کا اے لب و دندان جانان شکوہ ہے تمسے ؛ ان مطلعون کے باقی اشعار کے قوافی قابل روشن تم واقع ہوے ہین ۔

فوائد متفرقہ

فائدہ ہاے مختفیہ کے بعد اگر کوئی حرف معنوی ہو تو اوس ہے کو الف سے بدلنا جائز ہے ناسخ سے گھر مرا فرقت مین سونا ہوگیا ؛ گنج مدفون کا نمونا ہوگیا ؛ لیکن یہ تبدیل اوسوقت درست ہے کہ فارسی ترکیب ہو ورنہ درست نہین جیسے نوک خامہ سواد نامہ نوک خاما سواد ناما لکھنا غلط ہے ہان اگر ایسا مرکب ہو کہ اوسکے دونون جزو ملکر بمنزلۂ کلمۂ واحد ہوگیے ہون تو کچھ مضائقہ نہین جیسے میخانا ہمسایا **فائدہ** معطوف علیہ یا معطوف اگر لفظ ہندی ہو تو حرف عطف واو لانا درست نہین رات و دن کہنا غلط ہے رات دن یا رات اور دن کہنا چاہیے **فائدہ** عین کا تقطیع سے گرانا جیسے ع ہم عندلیب ہین گلزار عشق جانان کے ع اب عاجز ہوگیے ہم تجھے اے دل ؛ سخت عیب سمجھا جاتا ہے **فائدہ** بعض حضرات اس قسم کی ترکیبونکو غلط بتاتے ہین سیکڑون تصویر ہزارون تمنا ۔ لاکھ آدمی آیا ۔ انکھون کی پتلی ۔ فرماتے ہین کہ سیکڑون ہزارون جمع ہے ۔ تصویر تمنا واحد ۔ لاکھ معنی جمع ۔ آدمی مفرد ۔ آنکھون جمع پتلی مفرد ۔ یہ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے سیکڑون تصویرین ۔ ہزارون تمنائین ۔ لاکھ آدمی آئے ۔ آنکھونکی پتلیان کہنا چاہیے مگر یہ نہین جانتے کہ تصویر وغیرہ اسم جنس ہے اسکا اطلاق واحد او جمع دونون

سلہ حرف معنوی جیسے ہین کے سے دغیرہ ۱۲ الیضاح سلہ اور اگر او سکے بعد حرف معنوی رہتا ہے تو اوس ہے کو [illegible] سے بدل دیتے ہین جیسے پردا ایسے نشانے سے مگر یہ تبدیل اوسوقت ہے کہ فارسی ترکیب ہو ذوق کا جو یہ شعر ہے خلاف قاعدہ ہے سے کوہ سون کیا تنگی [illegible] کوہ کہ نہین جانے سے [illegible] ہو بوجہ اضافت فارسی ز مانے کی ہے کی تبدیل درست نہیں ۱۲ الیضاح سلہ بلکہ عیب کیا [illegible] کبھی جاتی ہے مگر ہر ایک نزدیک یاے معروف کو فارسی کے اسقاط سے اسکا [illegible] معیوب نہین [illegible] ظاہر ہے کہ ایسے گرنے سے فصاحت مین [illegible] نہین [illegible] نے جو کچھ عین [illegible] سے [illegible] متاخرین کے کلام مین بہت ہے [illegible] بہار عجم سے بھی اسکا گرنا جائز نکلتا ہے ۱۲ الیضاح

ہوسکتا ہے۔ چونکہ انمین معنی جمعیت پائی جاتی ہے انکی ترکیب دن الفاظ سے درست ہے
اساتذہ کے کلام اس قسم کی ترکیبون سے مالا مال ہین۔ ناسخ ؎ تھی نہ امید رہائی کی
دل ناسخ کو، لاکھ زنجیر ترے گیسو تعداد رکھتی۔ آتش ؎ مشق ناوک افگنی کرتا تھا جب وہ
شمع رو، سیکڑون ہی تو ددنما کستر پروانہ تھا۔ تسلیم لکھنوی ؎ خال و مژگان کے عشق
سے دل مین ہے، سیکڑون داغ لاکھون روزن تھا۔ جلال لکھنوی ؎ نظر آتے نہین
مجکو وہ دس منزل مین رہتے ہین، مری آنکھون کی پتلی مین نگہ مین تل مین رہتے ہین
مگر اسمین کوئی شک نہین کہ ایسی صورتون مین جمع فصیح ہے **فائدہ** معشوق کو جو رشک
گل وغیرت ماہ وغیرہ سے تعبیر کرتے ہین اور اوس یا وہ وغیرہ نہین لاتے تو کلام بالکل غیر
فصیح ہو جاتا ہے جیسے ع محبت ہوگئی اب رشک گل سے ع جو گھر سے اپنے رشک
ماہ نکلے۔ یون کہنا چاہیے ع محبت ہوگئی اوس رشک گل سے ع جو گھر سے میرا رشک
ماہ نکلے **فائدہ** لفظ ہر کو جمع کے ساتھ اہل زبان استعمال نہیں کرتے جیسے ہر علمانے کہا
ہر عالم کہتے ہین۔ بلکہ یون کہنا چاہیے ہر عالم نے کہا ہر عالم کہتا ہے اسمین اکثر باہر والے
لغزش کھا جاتے ہین **فائدہ** لانا جو مصدر متعدی ہے اسکے مشتقات کے استعمال مین باہر
والے جو اہل زبان یا کامل زباندان نہین اکثر فاحش غلطی کر جاتے ہین اور یون بولتے
مین نے یہ رسالہ لایا تمنے یہ کتابین لائین حالانکہ یون چاہیے مین یہ رسالہ لایا تم یہ
کتابین لائے۔ اس متعدی کا استعمال فعل لازم کی طرح ہے نہ تو فاعل کے ساتھ لفظ نے
لانا چاہیے اور نہ فعل کو تانیث وتذکیر وحدت وجمع مین مفعول کا تابع کرنا چاہیے یہان فعل
فاعل کا تابع ہوتا ہے مرد کہیگا مین کتاب لایا عورت کہیگی مین کتاب لائی اس متعدی کا
حال اور افعال متعدیہ کی طرح نہین ہے **فائدہ** معروف ومجہول کا قافیہ کلام اساتذہ
مین جمع کیا ہے۔ ناسخ ؎ [illegible] ترے حضور ہے [illegible] سر میرا [illegible]
تجکو تو پیارے ہے [illegible] خوشی کا خیال [illegible] اشتیاق [illegible] آتش ؎ [illegible]
[illegible] کھلا تا ہمین [illegible]
[illegible] کیونکہ اس
[illegible] معلوم ہوتے ہین **فائدہ** ردی متحرک ہو جائیگا [illegible] صورت مین [illegible]
یعنی حرکت ما قبل روی کا اختلاف اگرچہ جائز ہے [illegible] قافیہ [illegible]

استعمال کر سکتے ہین مگر خلاف فصاحت ہونے مین کچھ شک نہین، **فائدہ** ردیف کو
تلفظ مین یکسان ہونا چاہیے معنیاً متحد ہو یا نہو دس مین لبس مین کے ساتھ قسمین استعمال کر
ہین کیونکہ مین ردیف ہے ہر جگہ تلفظاً یکسان ہے اور انکے ساتھ مین بفتح میم نہین لاسکتے
اسیطرح ایک جگہ سیاہ اور دوسری جگہ سے آہ جیساکہ ناسخ مرحوم نے کہا ہے ؎ کر
خط نے تیرے عارض پر نور سیاہ ٭ ہو گیا مشک کے مانند یہ کافور سیاہ ٭ پاس جو بیٹھ کے
پڑھتے تھے غزل وہ گیے دن ٭ اب تو ناسخ کبھی کر آتے ہین ہم دور سے آہ ۔ میرے نزدیک
عیب سے خالی نہین کیونکہ سیاہ بفتح یا ہے اور دور سے آہ مین یے تقطیع سے گر جاتی ہے اور
سیآہ ہو جاتا ہے پس دونون لفظ تلفظاً یکسان نہین رہتے [ف۱] **فائدہ** حرف مکتوبی کا قافیہ
اوس غیر مکتوبی کے ساتھ جو تلفظ مین ہو درست نہین ملے عاشق کا قافیہ دل عاشق ہنو اور
وطن کا قافیہ بہار وطن جائز نہین شعرا نے اس قسم کے تقفیہ سے بہت احتیاط کی ہے مگر بہت
تعجب ہے کہ بعض الفاظ مین کچھ ایسا دہوکا کھا گیے کہ تقفیہ مذکور استعمال کر بیٹھے مگر خبر تک
نہوئی کہ کیا کہ گیے آجتک لوگ اس قسم کے قوافی استعمال کرتے ہین اور جانتے ہین کہ
ہمارا کلام تقفیہ مکتوبی وغیر مکتوبی سے پاک ہے مثال کے لیے ایک شعر لکھا جاتا ہے ناسخ ؎
آسمان کی کیا ہے طاقت جو چھڑائے لکھنؤ ٭ لکھنؤ مجھپر فدا ہے مین فدائے لکھنؤ ۔ ظاہر ہے
کہ چھڑائے مین الف کے بعد ہمزہ اور ہمزہ کے بعد یے ہے ۔ اور فدائے مین الف کے بعد

ف۱ اور ناسخ مرحوم نے اسوجہ سے اسکا قافیہ باندھا ہے کہ جس لفظ کے شروع مین الف ہو اوسکے ساتھ ماقبل کے
دال آخر کو متحرک کر کے اور اوس الف کو گرا کے ملا سکتے ہین جیسے کر آہ بروزن مفعول کو کراہ بروزن فعول
پڑھ سکتے ہین پس سے آہ مین بھی یاے ساکنہ کو متحرک کر کے الف کے ساتھ وصل کر سکتے ہین ایسی حالت
مین اسکا لہجہ سیاہ کی طرح ہو جاتا ہے مگر یہ تکلف سے خالی نہین جو شخص بلا تکلف ہونے کے دور سے آہ یا سیاہ
پڑھیگا اور کراہ مین کچھ تکلف نہین دوسرے سے آہ کی یے کو متحرک کرنا اور الف کے ساتھ ملا کے
سیاہ پڑھنا فصاحت کے بھی خلاف ہے کما لا یخفی علی من لہ ذوق سلیم و فہم مستقیم ۱۲ انتخاب ف۲
مگر نون اصلی کے ساتھ نون تنوین قافیہ مین بعض جگہ آگیا ہے رشک ؎ یار من بن کے بگڑ جاتا ہے
کام بن بن کے بگڑ جاتا ہے ٭ یہ تو ظاہر ہے کہ لو سون کا کھیل اونکے بگڑ جاتا ہے ۔ استادی حضرت تسلیم
لکھنوی ؎ قید اپنا دہ آپ پیرہن تھا ٭ حلقہ زلف طوق گردن تھا ٭ عذر مانع نہ تھا کوئی تسلیم ٭ ترک
شعر و سخن یہ قصداً تھا ۔ مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اس قسم کا تقفیہ بھی فی الجملہ معیوب ہے مگر شعرا نے استعمال کیا
ہے مگر اس تنوین کے سوا کوئی اور لفظ جو مکتوبی ہو قافیہ لفظ مکتوبی واقع نہین ہوا اور اگر شعرا سے پوچھا جائے
کہ منوار چمن کا قافیہ بہار چمن وامثال ذلک درست ہے یا نہین تو بالاتفاق یہی کہین گے کہ ہرگز درست نہین فافہم ۱۲ انتخاب

صرف ایک یے ہی جسکو بوجہ اضافت کسرہ ہے اور کسرہ کی وجہ سے وہ یے لہجہ مین ہمزہ
سے بدلگئی ہی اور اوس کسرہ کا اشباع کیا گیا ہی جس سے دوسری یے صرف تلفظ مین پیدا ہوئی
ہی اوسکو کتابت سے کچہ علاقہ نہین پس جسطرح سوائے چمن سار چمن کا قافیہ بہار چمن درست
نہین اوسیطرح چہڑائے لکہنو کا قافیہ فدائے لکہنو ازروی انتظام شاعری درست نہین ہوسکتا
فائدہ متلاشی بمعنی تلاش کنندہ مرغن بمعنی روغن دار یا اس قسم کے دوسرے الفاظ جنکا مادہ
عربی نہین مگر اونکا اشتقاق بطور عربی ہوا ہی اور عام طور پر بولے جاتے ہین اونکا استعمال میرے نزدیک
کچہ مضائقہ نہین فائدہ ہندی لفظ کی اضافت یا کوئی اور ترکیب بطور فارسی جیسے تلوار
زید قطرۂ آنسو ہرگز درست نہین اسکو یون کہنا چاہیے زید کی تلوار آنسو کا قطرہ اسیطرح
ہندی یعنی وہ لفظ جو عربی یا فارسی ہو اور اوسمین ہندوالون نے لفظاً یا معنیً تصرف کیا ہو اوسکو
بھی فصحا بترکیب فارسی جائز نہین رکھتے مگر یہ قاعدہ اون الفاظ مین ہی جنکی فارسی
مشہور ہو اگر فارسی ہی نہو یا ہو مگر مشہور نہو تو اوسکو مفرس قرار دیکر ترکیب فارسی استعمال
کرسکتے ہین اساتذہ کے کلام مین جابجا ایسی ترکیبین پائی جاتی ہین۔ ناسخ ؎ ہاتف بگفت
مصرع سال بنای آن بہ باب امام باڑہ سلطان خاص و عام ؛ امام باڑے کا ہندی لفظ
ہونا اظہار ہندی کیوجہ سے ظاہر ہے پھر بھی بترکیب فارسی مستعمل ہوا۔ آتش ؎ کسکی محرم
آب رواں کی یاد آئی دہاڑ بکے جو برابر کبھی حباب آیا۔ محرم جن معنون مین یہان مستعمل ہوا
ہی ہندی ہی اور ترکیب فارسی ہو ہو د فائدہ جو شخص مرگیا ہو اوسکے نام کے ساتھ لفظ صاحب
معیوب سمجہا جاتا ہی و لقب کیا تو کچہ مضائقہ نہین جیسے شیخ صاحب یعنی ناسخ مرحوم خواجہ
صاحب یعنے آتش مغفور فائدہ ہمزہ کو اکثر لوگون نے بے عدد لکہا ہے

؎ بعض نے اس شعر کو تاتی شعرائی حال کیجہ تمہین پیش کیا بعضون نے تو صاف اقرار کردیا کہ بیشک یہ شبہہ بہت صحیح ہی اور بعض
نے یہ جواب دیا کہ فدای مکسور الآخر نہین بلکہ ساکن الآخر ہی وزن کی رعایت یے کی بجائے ہمزہ بڑہا دیا ہی مین کہتا ہون اولاً کسرہ
اضافت کیا ہوا ثانیاً ہمزہ کی یہ وجہ قابل قبول نہین بلکہ بات یہ ہی کہ جو یے مکسور ہوتی ہی اوسکو لہجہ مین ہمزہ سے بدل دیتے
ہین جیسے فرمایش آزمایش وغیرہ پس فدای کی یے کو بوجہ اضافت کسرہ دیا یای مکسور ہمزہ سے بدلگئی اور اشباع
ہوجانے سے تلفظ مین ایک دوسری یای ساکنہ پیدا ہوگئی ہی اور بعضون نے یہ کہا کہ جو یای ساکنہ بوجہ اشباع پیدا ہوئی ہی
وہ بھی مکتوبی ہی مین کہتا ہون کہ اولاً وہ یا جو اشباع کسرہ اضافت سے پیدا ہوتی ہی اوسکو لکہتے نہین ثانیاً مورخین نے ایک
ہی یے کے عدد لیے ہین اور بعضون نے یہ جواب دیا کہ فدای کیطرح چہڑای بھی مکسور الآخر ہی اسمین بھی الف کے بعد
صرف ایک یے ہے جسکو کسرہ ہی اور اوس کسرہ کا اشباع کیا گیا ہی دفیہ ما فیہ ۱۲ المصباح

اور مین بھی پہلے اونہین کا ہمخیال تھا مگر تحقیق و تتبع سے ثابت ہوتا ہی کہ اگر مستقل طور پر
ہو یعنی کسی حرف پر نہو[1] جیسے عطاء اللہ ضیاء اللہ تو اوسکا ایک عدد[2] لینا چاہیے فائدہ
جو تے دراز لکھی جاے جیسے رحمت وغیرہ اوسکے چار سیکڑے لینا چاہئین اور جو تے
گول یا شاخدار لکھی جاے جیسے زبدۃ العلما ہدیۃ الشعرا تو اوسکے پانچ ہی عدد لینا چاہئین
فائدہ آے جانے بروزن فعلن کا املا دو طرح مروج ہی ایک یہ کہ جسطرح آؤ جاؤ مین واو پر
ہمزہ لکھتے ہین اوسیطرح آئے وغیرہ مین ایک یے لکھکر اوسکے اوپر ہمزہ[3] لکھہ دیتے ہین ایسی
حالت مین صرف ایک یے کے عدد لینا چاہیے مورخین ہند نے جا بجا ایسے الفاظ مین
ایک ہی یے کے عدد لیے ہین اور دوسری صورت یہ ہے کہ دو یائین لکھکر پہلی یے
پر ہمزہ لکھدیتے ہین فی الحال اکثر اسکا املا دو یاؤن سے دیکھا جاتا ہی ایسی حالت مین دو
یاؤن سے بتیس عدد لینا چاہیے کیونکہ تاریخ کی بنا کتابت[4] پر ہے۔ تمام شد

---

[1] کسی حرف کے اوپر ہونے کی مثال آؤ پاؤ وغیرہ ہے کہ واو پر ہمزہ لکھا جاتا ہی ۱۲ ایضاح [2] ہمزہ کے
عدد کی بحث مولف ذی تذکرہ یادگار وطن مین نہایت بسط کے ساتھ لکھی ہی فمن شاء التحقیق فلیرجع الیہا ۱۲ ایضاح [3] مد
تاست مدود ممدود طویل کی بحث اگرچہ از زاہد الاغلاط وغیرہ مین مولف ذی لکھی ہی مگر تذکرہ یادگار وطن مین اس بحث کو ایسے
محققانہ طور پر مع مالہ وما علیہ لکھا ہی جو قابل دید ہی فمن شاء التحقیق فلیرجع الیہا ۱۲ ایضاح [4] عجب نہین کہ کسیکو شبہ
پیدا ہو کہ جب جائے آئے مین ایک یے لکھنا اور اوسپر ہمزہ بنانا جائز ہوا تو پھر اوسکا قافیہ فدائے کیونکر درست ہوگا
اسمین بھی تو ایک ہی یے ہی جسپر ہمزہ ہی جبکہ آئے اور فدائے کی کتابت اور تلفظ یکسان ہی تو انکا تقفیہ بھی درست
ہوگا اب مین کہتا ہون کہ غالبا لوگون کو یہی دہوکا ہوا کہ ایسے قوافی استعمال کیے مگر بات یہ ہی کہ آئے جائے مین
الف کے بعد مین ہمزہ ہی اور ہمزہ کے بعد یا ساکنہ ہی اور فدائے مین الف کے بعد صرف ایک حرف یے ہی جو
بیچ مین ہمزہ سے بدلگئی ہی وہان یا ملفوظی خروج ہی اور یہان وصل کتابت مین یہان خروج کا نام نہین ۱۲ ایضاح
[5] یہ قاعدہ مسلمات سے ہی کہ تاریخ کی بنا کتابت پر ہی جو حرف لکھا جائیگا گو وہ پڑھا نہ جائے جیسے خود خوش
کے واو اوسکے عدد محسوب ہونگے اور جو حرف کتابت مین نہوگا گو ملفوظ ہو جیسے خرم اور ذرہ کی ایک رے اوسکے اعداد
لیے نجائینگے۔ اس قاعدے پر شبہہ وارد ہوتا ہی کہ موسیٰ عیسیٰ پر الف بھی لکھا جاتا ہی اس قاعدے سے لازم آتا ہی کہ الف
اور یے دونون کے عدد لیے جائین حالانکہ الف محسوب نہین اسکا جواب یہ ہے کہ مکتوبی سے وہ حرف مکتوبی مراد ہی جو مستقل طور
کسی حرف کے اوپر یا نیچے نہو چونکہ الف عیسیٰ وغیرہ مین یے پر لکھا جاتا ہی محسوب نہین ہوتا اور اسیوجہ سے الف ممدودہ کا پہلا الف جو بجائے ہمزہ
لکھا جاتا ہی یا نون غنی جو نیچے لکھا جاتا ہی اوسکے اعداد محسوب نہین ہوتے ۱۲ ایضاح شرح اصلاح

ازالة الاغلاط

بسم الله الرحمن الرحیم

مقدمه دانستنی ست که غلط بر دوگونه باشد اول غلط عام و آن اینکه هندیانان باآنکه از چگونگی الفاظ ماهر باشند دران تصرفی کنند همچون کافر که بکسر فاست و با دلبر و خنجر قافیه آرند و این قسم معیوب نزد قوم نیست دوم غلط عوام و آن خلاف قسم اول بود همچون تالاش بر وزن تماشا که محاورهٔ ناواقفان ست پس کسانیکه غلط العام فصیح گویند و بجواز غلط عوام آرند فرقی در هر دو قسم نه انگارند و از بیخبری غلط العام و غلط العوام را مترادف پندارند و مخفی مباد که آنچه در عرف عوام مشهور است که بجهت ضرورت شعریه تغییر لفظ از هیئت اصلیه جایز باشد اعتبار را نشاید آورده اند که یکی از نهایان چرا تشدید را استعمال کرده بود چون طعنه کردند گفت که در شعر تشدید روا نه جایز شود و دانایان از تشدید تشدید چرا شنیده و رشته در این باب نقلی دیگر یعنی شعر گفتن چه ضرور و مشهور است بالجمله تا جائیکه خواستند ضرورت شعریه را روا داشتند جمهور متاخرین بلکه متبعان را نمیرسد که لفظی خلاف لغت و لهجه استعمال فصحا بکار آرند آری در اعلام و تقطیع گنجید و ضرورت باشد مضائقه ندارد بدانکه تغلیط الفاظ باعتبار همان معنی است که درین کتاب نوشته شده در بعض که معنی دیگر صحیح باشد و نیز تخطیه باعتبار هیئت فارسیت بود اگر بعضی از الفاظ مغلوطه موافق محاورهٔ اهل زبان هندیائی متصرف فیه هندیان پندارد **فصل الف** — آتش — آنچه بعضی از فرهنگ نگاران تحلیط فتحه تا کرده اند و نوشته اند که بکسر تا ست و با دانش و غیره قافیه شده است درین شکی نیست که تخطیه ایشان محض بیجاست اگرچه در کلام پارسیان بجز کسر آتش نیامده و نشنیده ام لیکن اکثری را در صحت کسرهٔ آن کلام ست دیگران یکسو میرزا غالب که در فارسی یدطولی داشت میگفت که قافیه آتش با دانش دعایت نا پذیر بود بعض اجلهٔ عصر و نیز دیگران درین باب تبعیت میرزا کرده اند گویم که منشای آن عدم تفحص باشد نظامی گوید همه کار رشان شرب آتشگری نگشته شبی گرد جالشگری و ملا طاهری خلیلی در قطعهٔ این بیت نوشته — پیوند شکستگی ست با عشق — چون کسره حرف تای آتش — پیداست که این شعر ناطق ست بر کسرهٔ تای فوقانی اکنون کسی را مجال انکار کسره نماند اما حق تحقیق آنست که کسره از عالم فتحه ست آرد و بسکون رای مهمله غله آسیا کرده از مؤید الفضلا و فرهنگ جهانگیری و فرهنگ رشیدی و برهان قاطع و رفیع

آزرد بفتح رای مهمله خطاست فیضی فیاضی گوید - چون دید که آزردگشت ابساده٭ آن آزرده دید چو خاک برباد٭ آزرد بفتح زای معجمه نه بضم آن چه مخفف آزاردن ست نظامی گوید - دران یکسال کو فرماندهی کرد٭ نه مرغی بلکه موری را نیازرد٭ و در موید الفضلا نگاشته که عوام که بزای مضمومه خوانند غلط محض ست آستر بالف ممدوده ضد ابره شیخ شیراز گوید - شنیدم که فرماندهی دادگر٭ قبا داشتی هر دو رو آستر٭ و استر بتخفیف مسموع نیست ندانم که در کلام فارسیان آمده یا نه جائیکه دیده ام آستر بالمد دیده ام بلکه صاحب غیاث اللغات تخطیه استر بالف مقصوره کرده داز غرائب اینکه بعض اجله عصر باستناد این شعر خاقانی - زینسان همه ساکنانش منکر٭ چون آب بره چو آتش استر٭ تغلیط قول صاحب غیاث کرده یارب کاتبان چنانکه نوشته اند میخوانند و مفید مدعا میدانند در ینمقام ابره را چه نسبت ست و استر را چه ضرورت سخن کوتاه مصرع ثانی بدین نهج ست ع چون آب تر و چو آتش ابتر٭ هر کس گفتار مرا باور ندارد در نسخ تحفة العراقین ملاحظه کند ابریشم بضم شین معجمه از برهان قاطع وغیره بفتح آن خطاست نظامی گوید - لباس مرغ را کز چمن گم کنند٭ قفس عاج و دام از بریشم کنند٭ و قافیه آن با معلم بفتح لام که درین شعر طالب آملی یزدی واقع شده - توان صوف سخن را بافت معلم٭ که پشم خایه اش نبود بریشم٭ از عالم اختلاف توجیه شمرده اند اجنه جمع جنین ست بمعنی بچه که در شکم مادر باشد نه جمع جن چنانکه عوام دانند فی الصحاح الجنین الولد مادام فی البطن والجمع الاجنة و در منتخب اللغات نوشته که عوام اجنه را در جمع جن استعمال کنند و آن غلط ست اُحُد بضمتین نام کوهی بمدینه طیبه از صراح و منتخب اللغات و منتهی الارب بفتح ثانی چنانکه شهرت دارد خطاست اخوان بالکسر و بالضم بر وزن فعلان جمع اخ از صحاح و قاموس و مصباح منیر و تاج اللغات وغیره و عوام که بالفتح خوانند و جمع بر وزن افعال دانند خطاست ادعیه بتخفیف تحتانی ست نه بتشدید آن چه این جمع قلت ست بر وزن افعلة ارجمند بسکون جیم مرکب ست از کلمه ارج که بمعنی قدر و مرتبه باشد و از کلمه مند که بمعنی صاحب آید از فرهنگ جهانگیری وغیره و در کشف اللغات نوشته که بضم جیم غلط ست چه در مرکبات اظهار حرکت حرف آخر کلمه اول نشاید ارقام انچه هندیان بمعنی نوشتن نگارند و این را مصدر از باب افعال انگارند بعض اجله عصر نوشته که در کتب لغات یافت نمی شود درین داوری فقیر هم با ایشان همزبان ام هر چند در صحاح جوهری و صراح و قاموس و تاج المصادر بیهقی و مصباح منیر و منتخب اللغات و منتهی الارب و تاج اللغات و کتب دیگر تفحص کردم نیافتم اما در استعمال فارسیان نه مرا اقرار ست نه انکار ارم از اوهام بعض خواص ست که ارم باغ شداد را نامند و بمعنی بهشت درست نیست گویم که بمعنی بهشت هم استعمال کرده اند مولانا جامی در

دیوان غیر منقوطه گوید - داورا ده وصال حور ارم ٭ کام رحم سر بدا سرور ارم ولـه در وصل عصر رسول الله آمده سرور صدور ٭ وله دور دره اسلام هر کرده ٭ کو کسرا را و ما دهد حور ارم ٭ از دو عالم ... عز و جای عطل رست ٭ از دو عالم شهزادی ترولید ده ... مصدر عربیست در جای زای عجمی رسمی ست و ماده اش ترجم بجای صحیح ست نه بهای هوز است ازرق بتقدیم زای معجمه بهای مهمله و جیم و با لکسر خطاست هم ماده اش زرق بمعنی کر به چشم شدن بتقدیم زای معجمه است اسرار جمع کا لفتح و بالکسر خطاست اصطبل بالکسر و سکون بامکان بستن اسپان از صراح و قاموس و تاج اللغات و منتهی الارب بفتح اول یا بحرکت با چنانکه شهرت دارد خطاست فیضی فیاضی گوید ٥ انگه نشتافت سوی اصطبل بر عقل گهرشناس دطبل ٭ قاآنی گوید ٥ که رفت با صطبل و گهی گشت نمدپوش ٭ گاهی ز قضا شکوه و گاهی ز قدر گرد ٭ و لـه عدوی هر یکی زین پنج تن را تا ابد باد ٭ مکان در گلخن و اصطبل و قید و منقل و زندان ناخدای شیرازی گوید ٥ ز اصطبل و ز خرگاه و ز نوبت ٭ ز منجوق و صلیح و طبل و درایت ٭ اعجوبه بضم همزه و سکون عین بمعنی عجیبه از قاموس و غیره بدانکه این لفظ بهمزه در کلام اساتذه بکثرت آمده و بدون همزه اگرچه بعض محققین تخطیه اش کرده هم به ندرت دیده شد مثال اول جامی گوید ٥ زحد گرچه هزار اعجوبه سازی ٭ نه خندد طبع کودک جز ببازی ٭ میر شمس الدین فقیر در مثنوی واله و سلطان گوید اعجوبه عالم خیال ست ٭ آئینه طلعت کمال ست ٭ مثال ثانی محسن تاثیر گوید ٥ ای شیخ شهر با که توان این عجوبه گفت ٭ بی پرده گشت راز نهان از ندای تو ٭ چون ایهمه دانستی بدانکه اگر عجوبه بحذف همزه خوانند عین را حرکت ضمه دهند نه فتحه اعرابی بالفتح منسوب باعراب که تازیان بیابان باشند را گویند از صراح و غیره و بالکسر خطاست اقربا بکسر رای مهمله جمع قریب بضم آن که بالسنه جاریست از صحت عاریست اقلیم بالکسر بخشی از هفت بخش زمین از تاج اللغات و منتخب اللغات و کشف اللغات و خیابان و غیره و بالفتح درست نیست اکسیر بالکسر کیمیا از قاموس و بهار عجم و هفت قلزم و بالفتح خطاست و این لفظ صحیح بسین ست کسانیکه اکثر بثای مثلثه نویسند خطای فاحش کنند الانه لفظی ست که مردم آبادان بکتب نویسند چون سالم نه ام و بیسوا العصر و مو این غلط محض ست چه بعد الا بیاد حرف نفی بمعنی نه باید بجای الا انه صرف الا نوشتنی ست الحال بالفتح مرکب ست از الف و لام و کلمه حال و بکسر همزه محاوره جهال ست الف لیلـه بسکون ثانی نام کتابی ست مشهور عوام که بغیر کشت آن خوانند غلط کنند انگشتمن بکاف فارسی تعمیر کردن و بنیاد نشاندن از فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع و بکاف تازی که مشهور ست از صحت دورست فصل بای تازی - بابل بکسر ثالث و ضمه

آن چنانکه در فرهنگها ست اما بعض اجله عصر نوشته که از کلام اساتذه و از نیز محقق نیست چه بهامت
باگل و گل و امثال آن نادره و صاحب بهار عجم که باستدلال جواز تیغم آن آورده هردو شعر آورده ظهوری
سه در دکن آن چشم پیدا میشود باج خوزه ساحران بابل ست سلیم سه در ره عشق ای دل از
فسون غافل مباش خیانه هر مور این صحرای چاه بابل ست بحوالش نوشته که نیست معانیت چه
وقت تحریک وی خلاف ماقبلش جایز داشته اند گویم لغو اتصال روی هم با بابل با گل و چه
نه آورده انی شیخ شیراز گوید سه چه کنند بند که بر جور تحمل نکند دل اگر تنگ شود مهر تبد ... گو
حرام ست درین عهد و یا سه چشمت آن کرد که در بت بابل نکند فیضی فیاضی گوید سه نرفند
شوق درین سلسله هاروت توئی بچاه بابل تنا آی که در قصیده که مطلعش اینست سه ای زلف
تو پیچیده تر از خط ترسل بر دامن زلفت تو مرادست توسل سه این شعر نوشته سه هاروت بعزم تو
معتقدم آمده پران بسوی عرش چه از چه بابل ناخدای شیرازی گوید سه دو چشم سحر سازش از تطاول
فگنده عاشق در چاه بابل با بجمله بابل بضم بای تازیه هم مستعمل شعر است و این سخن دیگرست که
کسره از ضمه فصیح باشد بازرگان بفتح زای معجمه مخفف بازارگانست و بضم این لهجه سوقیانست
زای مخفف عین مفتوح ست مضموم بالشت بمعنی وجب هندیست نه فارسی بدخشان بفتح اول و
ثانی نام ولایتی ست معروف که لعل بان منسوب ست از کشف اللغات و برهان قاطع بضم ثانی
خطاست برون بکسر باست بضمتین چنانکه در عوام شهرت دارد بانچه در بعض فرهنگها نوشته
خطاست چه این مخفف بیرونست که بکسر باست بز بالضم جانوریست که در هندی بکرا بکری
و بعربی معز نامند و آنچه بز با مخصوص بمعنی معز نر و گوسپند را بمعنی معز ماده دانند محض خطاست چه بز
ست از انکه نر باشد یا ماده گوسپند اسم جنس ست شامل ست بز و میش را نر باشد یا ماده چنانکه در عربی
و شاة غنم شامل ست معز و ضان را بزرجمهر بضمتین و سکون را مهمله و فتح جیم عربی و کسر میم
و سکون هاى هوز نام وزیر نوشیروان از هفت قلزم و غیره و در عوام بجیم فارسی و حرکت ها
محض خطاست بسفایج بالفتح نام دوائی ست معروف از منتخب و منتهی الارب برهان قاطع
هفت قلزم و بالکسر خطاست لبشارت بهر سه حرکات بای موحده هرزه بهذا فی منتهی الارب
فی شمس العلوم فیها ثلاث لغات فتح الباء و ضمها و کسرها لیس انچه صاحب غیاث اللغات
و دیگران نوشته اند که بالفتح خطاست منشای آن کم التفاتی و عدم تحقیق باشد لبضاعت
بالکسر سرمایه تجارت از صراح و منتخب مصباح منیر و تاج اللغات و منتهی الارب موید الفضلا و بالفتح

درست نیست بغداد بالفتح نام شهریست از عراق معرب اصل باغ داد بود بجهت آنکه پیش ازین
باغی بود که نوشیروان عادل هر هفته یکبار دران باغ بانصاف داد دادی و بداد مظلومان رسیدی لیکن بکثرت
استعمال الف افتاد از کشف اللغات و برهان قاطع و هفت قلزم وغیره و بعضی از محققین نوشته اند که معرب
ست از بغ بالفتح که نام بتی ست و کلمهٔ داد بمعنی عطیهٔ بغ وجه تسمیه اش اینکه سالی قوم مشرقی که عبادت
آن بت میکردند غلامی نزد کسری هدیه فرستادند پادشاه آن غلام را ملکی فرمود گفتند بغ داد یعنی این
ملک را بغ داده است پس آن ملک باین اسم مسمی شد بالجمله عوام که بضم اول گویند غلط محض ست بکار
بالفتح دوشیزگی از صحاح و صراح و قاموس و تاج اللغات و مصباح منیر و منتخب اللغات و منتهی الارب
کشف اللغات و بالکسر درست نیست بلخ بسکون ثانی نام شهریست از فرهنگ جهانگیری وغیره
و بفتحتین خطاست سعدی شیرازی گوید ـ تنقیدی حدیث خواجهٔ بلخ ٭ مرگ بهتر ز زندگانی تلخ ٭ تا آنکه
گوید [illegible] نماید انوری را سخرهٔ اوباش بلخ ٭ تیره رای روشنش را چون شب تاریک کند ٭ بوقلمون
در اصل بفتح قاف و لام ست اما بسکون ثانی هم استعمال کرده اند ناصر خسرو گوید ـ از گلاب و مشک
پرورش سازی آب خاک و خشت ٭ هم تو ده چندان آنرا روی بوقلمون کنی ٭ منوچهری گوید ـ قرآن
تیغ دین هنگام هیجا چنان دیبای بوقلمون نماید ٭ بهتر مرکب ست از به و تر که برای تفضیل آید از
بحر الامانی وغیره و عوام که از تحقیق بهره ندارند این لفظ را یک کلمه انگارند و تعجب ست از بعض مولفین
که بهما مخفف بهتر نگاشته سپهر [illegible] هندجا این کلمه در صفت معشوق وغیره بترکیب فارسی استعمال
کرده اند سالی چند میگذرد که خواص تعمل این لفظ کرده چون در کتب لغات و کلام شعرای عجم نیافتند
گمان بردند که این لفظ هندیست تعلیم یافتگان خود را منع کردند که نشاید که این لفظ بترکیب فارسی استعمال
یابد هرچند بعد ازان به تفحص [illegible] شعر در کلیات میرزا جلال اسیر یافتند ـ طفل محجوبی که گرد
تسخیر آئینه ٭ بیمروت سنگدل بی رحم بی پیر آئینه ٭ کسانیکه ازین واقعه خبر داشتند و مثال گوش
گذار نشده هنوز در فارسیت آن تامل دارند آمدم برین که فقیر نیز درین وادی غبارها انگیخته ام
و خاکها بیخته این بیت در کلیات شیخ علی حزین بنظر درگذشته ـ کجا پاس حجاب از زاهد بی پیر می آید ٭ که
تا میخانه هم با خرقهٔ تزویر می آید ٭ و چون تحقیقش از شیخ محمود قزوینی و حاجی عبدالله رشتی خاکی تخلص خواستم
هر دو بزرگوار فرمودند که این لفظ شما از دشنام دادن در فارسی شایع ست چنانچه یکی از شعرای
عجم گوید ـ بی پیر [illegible] در خرابات ٭ هرچند سکندر مانی ٭ و این شعر در عجم کمال شهرت دارد بیگم بضم کاف
فارسی لقب زنان میر شمس الدین فقیر گوید ـ با حسن رخ خدیجه بیگم ٭ گل ها کردند بلبلان گم ٭ دل برد

خبر از وبه هیچم رگای غیرت ماه در رشک انجم را بفتح کاف لهجه هندیان ست فصل بای فارسی پارس
نام ملکیست عوام بحرکت را خوانند و خواص دران تامل دارند و حق آنست که بسکون رای مهمله نیز
آمده و بحرکت آن شاذ و کمتر برای سند برین چند ابیات قاآنی نقطهٔ انتخاب دم مثال سکون
چون عقدهٔ دلم نگشاید بملک پارس * باید کشید رخت سوی کاشغر مرا * مانم چرا بپارس که نبود دران دیار
نی آب خاک نی شتر و گاو و خر مرا * درت هواست که در پارس فتنه بنشیند * یکی ز خلق بپوشان دو چشم
فتان را * ای اهل فارس مژده که از فضل کردگار * آمد بملک پارس امیر بزرگوار * شهها تا در فشان گردید
در مدح تو قاآنی * هم خاقانی ایام و خاک پارس شروانش * بشارتم رسد از بام و در که قاآنی * بپای
بوس ملک سدوکمن بپارس و زنگ * اگر چه پارس گلستان عشرت ست ولی * چو نیست بخت چه
شادی زهد گلستانم * مرا و ملک یزد و پارس بخشید * لقب او فرس بصاحب اختیاری * مثال حرکت
ز دجله تا لب جیحون ز طوس تا پارس * ز پارس تا در شوشی ز رفت تا ششتر * و نیز دانستنی ست
که پارس بمعنی سنگ معروف گویند که هندیست در کتب لغات اثری ازان یافته نشد و از ایرانیان
هم مسموع نشده و در کلام اهل عجم هم بنظر نگذشته مگر در کتابی قطعهٔ بنام یکی از شعرای سبزوار آورده
بود داد ران این دو بیت یافته شد که گویند که آهن شود از صحبت پارس بزر * این سخنی ست که افتاده
در افواه که پارس نبود هیچ بجز مردم بجز * آهن نبود هیچ بجز مرد غیور * خواه عکس شعاع از بهار عجم و غیره بمعنی سایه
که مشهورست از صحت دورست چه عکس و شعاع چیز دیگرست و سایه شئ آخر * پرستار غلام و کنیز از
فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع و هفت قلزم و در سراج اللغات نوشته که اینکه بعض مردم هندوستان
مخصوص بکنیز دانند خطاست **پرستان** بمعنی جای پریان در کلام فارسیان یافته نشد و نه از
ایرانیان و اردو هند مسموع شد کسی نگوید که ستان برای ظرفیت ست و الحاق حاجت سند چیزیست
را ردلیس پیمکن چون در دستان باشد چه در حذف یای پری و تبدیل حرکت دال بکسره بفتح
آنچنان فصحا ضرورست بالجمله محققین گویند که هندیست در آرد و ترکیب هندی و باطلان نون
آورده ست و کسانیکه از تحقیق دور افتاده اند لفظ هندی دانسته باشند پیرکاره بکاف فارسی نام آلت
است که نقاشان بدان دایره کشند از فرهنگ جهانگیری و غیره و بعضی نوشته اند بکاف تازی درست
نیست چنانچه بعض فرهنگ آمده کاف فارسی را تعجیم اکثر کنند نه کاف تازی را لاحق آنست که چیه
مرد و هم مرکاف عجمی ... عربی تغییر یافته ... لهجه حال فصحای ایران پرکار بکاف تازی
پروردگار بدال موقوف خداوند تعالی که پرورنده همگان ست و بمعنی پرورنده نیز آمده و اظهار

حرکت دال غلط محض ست از کشف اللغات وغیره **پلنگ** درنده ایست دشمن شیر که بعربی نمر نامند
وانچه درعرف عوام بمعنی پوزکه بهندی چیتا گویند شهرت دارد محض غلط ست چه پلنگ از قسم شیر نیست
از سراج اللغات وخیابان وغیره **پنجاه** بافتح عددیست معروف مستفاد از برهان قاطع وسراج اللغات
وهفت قلزم و بالکسر درست نیست **پنجره** بحرکت جیم قفس هر چیز که مشبک باشد از هفت قلزم وغیره
مولوی جامی گوید سه بگرد روضه ات مشتاقیم گستاخ بود دلم چون پنجره سوراخ سوراخ بود وبسکون جیم محاوره
هندیانست **پوشاک** بمعنی لباس بعض اجلهٔ عصر در فارسیت آن تامل دارد **گوییم** که صاحب بهار عجم
نوشته که پوشاک چیزهای پوشیدنی ملا طغرا در منشآت خود استعمال کرده اگر گوئی که ملا طغرا عمدة اغلاط هندیه
استعمال می آرد **گوییم** که جماعتی از ایرانیان **بتحقیق** پیوست که در پارسی پوشاک بامعنی مستعمل ست **فصل**
تای فوقانی تارک بفتح رای مهمله فرق ومیان سر آدمی وچیزیکه وقت جنگ بر سر نهند از برهان
قاطع وغیره ملا نفعی در لیلی مجنون گوید سه کوتاج وفا ترا تبارک بود دلدار نوت بود مبارک مه میر درمثنوی
رمز وایما گوید سه بیا تیغ جفایم نه تبارک بود خونریز جانبازان مبارک بود وبضم ثالث درست نیست
تب بمعنی حرارت وحمی در فارسی بیای تازیست وانچه بیای فارسی شهرت دارد محاورهٔ هندیست
شعرای عجم جا بجا تب را با لب وغیره قافیه کرده اند چنانچه سعدی شیرازی گوید سه بر اندیش از
افغان وفریاد ان تب که رنجور داند درازی شب و در نیجا از عالم تقفیه اسپ وکسب نیست چه از
کتب لغات هم بیای تازی مستفاد میشود ونیز از جمعی از ایرانیان **بتحقیق** پیوسته که لهجهٔ اهل پارس
تب بیای عربی ست **تذکار** بافتح ذکر نمودن وبالکسر خطاست چه مصدریکه بوزن تفعال آمده
مفتوح التا باشد چون تعداد وتکرار وانچه تبیان وتلقار بالکسر آمده مستثنی ست فی المنتهی قالوا لم یجی
تفعال بکسر التاء الا ستة عشر اسما اثنان بمعنی المصدر وهما التبیان والتلقاء **تشنه** بفتح تاست
وبالکسر خطاست سعدی شیرازی گوید سه یکی در بیابان سگی تشنه یافت برون از رمق در حیاتش
نیافت ودرین شعر قافیه تحلیلی ست نه یافت ردیف واقع شده **تعویذ نجد** دانستنی که چون این تعویذ
در کلام پارسیان یافته نمی شود بعض اجلهٔ عصر درین ترکیب که بطور فارسی ست واهل اردو گویان آورده
اند تامل دارد **گوییم** که رسم هندست که برناف نجد چیزی سازند تا به تعویذ وانجاست که او را تعویذ نجد نامند
ودر پارس اثری از آن نیست تا باستعمال چه رسد چون فارسیتش نیست ایراد این ترکیب فارسی معنی
ندارد وا این مبحث را در خاتمه ذکر کنم انشاء الله تعالی **تفرقه** بفتح فوقانی وسکون فا وکسر رای مهمله جدا
کردن وبضم ثالث غلط ست چه این مصدر ست بر وزن تفعله که بسکون فا وکسر عین باشد **تمغا**

بمعنی معروف بتقدیم میم بر غین و در آخر الف مقصوره و تغما با تمغه بها خطاست توتیا بمعنی سنگ
سرمه بهر دو جا تای فوقانی ست و بطای مطبقه نوشتن درست نیست تیمور پادشاه مشهور
صاحب غیاث اللغات و بعض علمای عصر نوشته که این لفظ ترکی ست و چون در ترکی بعد مکسور یا
بعد مضموم واو نگارند و بتلفظ در نیارند کتابت یا و واو رواست و تلفظ آن خطاست و نیز استدلال
کرده اند بدین رباعی سلطان تیمور که مثل او شاه نبوده در هفتصد و سی و شش آمده بوجود در هفتصد و
هفتاد و یکی کرد خروج در هشتصد و هفت کرد عالم پدرود و شعرا که در قافیه فغفور آورده اند از قبیل
اشباع و تصرف شمرده گویم که حق تحقیق بر عکس ست اصل نام آن پادشاه باظهار یا و واو بر وزن
ذی نورست قاضی شهاب الدین احمد که معاصر شاه تیمور بوده در تاریخ تیموری که موسوم بعجائب المقدور
فی اخبار تیمورست نوشته اسمه تیمور بتاء مکسورة مثناة فوقانیة و یاء ساکنة مثناة تحتانیة و واو ساکنة بین میم
مضمومة و راء مهملة - هذه طریقة املائه - و فی التصریف زنة بنائه - لکن کرة الالفاظ الاعجمیة - اذ تداولها
صولجان اللغة العربیة خرطها فی الدوران علی انباء اوزانها - ودحرجها کیف شاء فی میدان لسانها
فقالوا فی هذا تارة تمور و اخری تمرلنگ پیداست که اصل نام آن پادشاه تیمور بر وزن ذی نور
نگاشته و تمر و غیره از تصرفات انگاشته و نیز ظاهرست که تحقیق چنگیزی اسم احدی چنانکه مورخ معاصر
داند بدیگران چه رسد اگر از پیشینیان صد هزار ارباب فرهنگ هم خلاف صاحب عجائب المقدور نویسند
اعتبار را نشاید و اینکه گویند که در ترکی بعد کسره یا و بعد ضمه واو غیر ملفوظ باشد قاعده کلیه نیست در
رباعی شاعر تمر بحذف واو از قبیل تصرفات ست چنانکه به تحقیق قاضی در یافتی بالجمله شعرا این لفظ
را بر اصل خود بقافیه فغفور و امثال آن آورده اند نه اشباع ضمه یا تصرفی کرده اند مدم بر اینکه تیمور بفتح
فوقانی شهرت گرفته اصلی ندارد **فصل ثای مثلثه** - ثمره بعض نوشته که اسکان میم جایز نیست
چه در اصل التحقیق ست بسکون تا و میم نیامده گویم که بقاعده که در خاتمه ذکر کنم انشاء الله در اسکان
ثانی مضایقه نیست **فصل جیم تازی** جده بالضم اول نام شهریست مشهور بر کناره بحر مکه معظمه
از صراح و قاموس و منتهی الارب و کشف اللغات و در بعض لغت بالکسر نوشته بالجمله با این معنی با کسره
غلط ست جراحت بالکسر ریش از صراح و منتخب اللغات و بهار عجم و غیره و بالفتح خطاست
جهرفاسه چیزی که از جهرم تعبیر [illegible] مرکب ست [illegible] که کلمه نسبت ست چون [illegible] در
بجای آن [illegible] باشد محض غلط ست جریان بفتح جیم و راء روان شدن آب و غیره از بهار عجم
بالکسر خطاست جزیه بالکسر آنچه از ذمی گیرند از صراح و قاموس و منتخب اللغات و منتهی الارب و تاج

اللغات و مؤید الفضلا و بالفتح خطاست **جلباب** بالکسر چادر و قمیص از منتخب اللغات و منتهی الارب
وغیره و بالفتح خطاست **جمادی الاولی و الاخره** بضم جیم و فتح دال نام دو ماه از صراح
و قاموس و منتخب اللغات و تاج اللغات و منتهی الارب اکثر نوشته‌اند که بجای جمادی الاولی و بجای الآخرة
الآخر نباید چه در توصیف جمادی که مؤنث معرفه است با کلمه الاول و الآخر که هر دو مذکرست مطابقت
صفت و موصوف در تذکیر و تانیث نخواهد ماند ونیز گویند که اطلاق کلمه ثانی آنجا باشد که برای آن
ثالث نیز باشد پس بجای جمادی الآخره جمادی الثانیه درست نباشد ونیز بجای جمادی الآخره
جمادی الآخری درست ندارند فی المصباح المنیر لا یقال جمادی الاخری لان الاخری بمعنی
الواحدة فتتناول المقدمة و المتاخرة فیحصل اللبس فقیل الآخرة فیختص بالمتاخرة گوییم که اگر در عربی
درست نباشد گو مباش اما فارسیان لحاظ این قاعده ندارند جا بجا در نثر ایشان جمادی الاول و
جمادی الثانی و جمادی الاخری دیده‌ام و جمادی الاول در نظم هم بنظر در گذشت بلبل شیراز
سر آید ع هر وزن کاف و الف از جمادی الاول ؛ شرف الدین بخاری گوید ع نیمه از جمادی الاول
بود کاین نظم گشت مستکمل ؛ و درین لفظ تصرف دیگر هم هست که الفی که بصورت یاست در صیغه
آن بجهت اجتماع ساکنین ساقط افتد آنرا یا بدل کردند ونیز دانستنی ست که در اشعار عربیه تو
جمادی بصفت مذکر جائز داشته‌اند تا بفارسی چه رسد آمدم بر اینکه جمادی بفتح جیم چنانکه بر السنه عوام
جاریست از حلیه صحت عاری ست **جمجمه** بضم هر دو جیم کاسه سر از صراح و تاج اللغات و منتخب اللغات
و بهار عجم و در کشف اللغات و مؤید الفضلا نوشته که اینکه مشهور ست که جمجمه نام بادشاهی بود غلط است
و در قصه جمجمه که با عیسی علیه السلام تکلم آمده بود و حال بادشاهی و مرگ خود باز نمود مراد از جمجمه
کاسه سر باشد **جنوب** بفتح اول جهت معروف از منتخب اللغات وغیره و بضمتین خطاست **جنیبت**
بفتح جیم و کسر نون اسپ کوتل از بهار عجم وغیره و بضم اول و فتح دوم چنانکه شهرت دارد خطاست
جو ز و بتخفیف دو موضع از کشف اللغات و منتهی الارب و تاج اللغات و جوّ بتشدید واو بمعنی فضا
ست عرفی شیرازی گوید ع هی جهاد که تخم نام جان بخشش بنشانند گوهر صحت بغرق بیماری
جوراب بواو نوعی از کفش و موزه از بهار عجم وغیره و جراب بحذف واو و بتشدید [illegible] درست نیست **جهل**
بالفتح نادانستن از تاج اللغات وغیره و بالکسر خطاست **جهد** بالفتح کوشش از صراح و منتخب اللغات
و منتهی الارب و بهار عجم و بالکسر درست نیست نظامی در مخزن اسرار گوید ع مست دعا ز جهد کن
تا نشوی عهد شکن جهد کن ؛ امیر خسرو در لیلی مجنون گوید ع مصطفی ز سخن چه شکر و شهد [illegible]

جهد؛ مولوی جامی در یوسف زلیخا گوید بشیرینی مکن همچون مگس جهد؛ که آخر بنید بر پا بیت مند شما
ناظم هروی در یوسف زلیخا گوید که من کردم درین اندیشه چون جهد؛ شدم آن شاه معنی را
دلیعهد؛ **جهل** بالفتح نادانی از منتخب اللغات وکشف اللغات وتاج اللغات وبالکسر غلط است ملا نافع
در لیلی مجنون گوید علم همه پیش علم او جهل؛ کار همه پیش کار او سهل **جهنم** بفتح نون مشدده دوزخ
از قاموس ومنتهی الارب وکشف اللغات وتاج اللغات وبضم نون غلط است شیخ شیراز در بند نامه
گوید سرانجام جاهل جهنم بود؛ که جاهل نکو عاقبت کم بود؛ ناظم هروی در یوسف زلیخا گوید گیاهش تلخ
نوش زهره بشکنم؛ زلال چشمه اش درد جهنم **جیب** بالفتح گریبان وبالکسر خطاست شیخ سعدی شیرازی
گوید زنخدان فرو برد چندی بجیب؛ که بخشنده روزی فرستد ز غیب؛ شیخ علی حزین گوید از اثر
پرتوان نور غیب جلوه ابداع برآمد ز جیب قاآنی گوید مصرع گر عیب خویش بنگرست؛ بهر دیگران شمارد
عیب؛ جانم بیچارگان چرا شکند؛ آنکه مینای می نهد در جیب؛ آری بمعنی کیسه نیز دامن بالکسر باشد
فصل جیم فارسی **چرم** بالفتح پوست از موید الفضلا وهفت قلزم وغیره وبالکسر خطاست نظامی گنجه
گوید لب آگردن سخت وکم بخت چرم؛ که شد چون دوال رکاب تو نرم وله که بطاسی برادرین خام
چرم؛ ببر طاسی من شود پشت گرم **چهل** بکسر اول وثانی عدد معروف وبفتح ثانی چنانکه شهرت دارد
درست نیست فردوسی در یوسف زلیخا گوید وزیران فرزانه پاک دل؛ ز بین دلیا رقی رونده
چهل؛ ظهوری در ساقی نامه گوید بمیزان دفترکشایان دل؛ شمارش چهار ست ودر پس چهل **فصل
حای حطی** **حجله** بفتح حا پرده که برای عروس سازند از صحاح وقاموس وتاج اللغات ومنتهی الارب
وبهار عجم وبالضم درست نیست **حرج** بمعنی تنگی بجای حطی وفتح راست وباین معنی هرج بهای هوز و
سکون رای مهمله چون در کلام اکابر هند آمده اگر متصرف فیه هندیان گوئی سزاست **حرکت** بسکون
را از تصرفات اکابرست نوقی تیزدی سد؛ بس خوش حرکت شیرین ادا بود؛ اگر میداد تیزی خوش‌نما
بود؛ امیر خسرو ع لاجرم پیمانه کتهای شیرین پر شده است؛ از اصل الاصول خان آرزو والبطال
ضرورت بهار **حقارت** بالفتح خواری از منتخب اللغات وغیره وبالکسر خطاست **حلام** و
حلان بره وبزغاله از صحاح جوهری وغیره وحلوان محاوره هندیست نه عربی وفارسی **حماقت**
بالفتح نادان شدن از منتخب اللغات وغیره وبالکسر خطاست **حمل** بفتح اول وسکون ثانی بار شکم
از صراح وکشف اللغات وموید الفضلا وتاج اللغات ومنتهی الارب وبحرکت ثانی محاوره هندیان
ست **حوالیه** مرکب از حوالی که بفتح لام ست واز ضمیر غائب ملایان مکتب که درین شعر سعدی علیه

سه قطوبی لباب کبیت عتیق ، حوالیه من کل رنج عمیق ، حوالیه را بکسر لام خوانند محض غلط کنند فی
الصحاح یقال قعدوا حوله و حواله و حولیه و حوالیه ولا تقل حوالیه بکسر اللام **فصل خای معجمه خالو**
برادر مادر را گویند و بمعنی شوهر خاله که در هند شهرت دارد خلاف محاوره فارسیان ست از بهر الفصاحت
وغیره **خجالت** بالفتح شرم و حیا از بهار عجم و بالکسر غلطاست **خجسته** بضم اول و فتح ثانی مبارک
از فرهنگ جهانگیری وغیره و بکسر جیم خطاست در کلام اساتذه قافیه خجسته با شکسته وغیره بسیار آمده نظامی
در لیلی مجنون گوید سه صبح از گل سرخ دسته میکرد ، بر دزم به نفس خجسته میکرد ، جامی گوید سه زدین
کاروانی رخت بسته بعزم مصر با بخت خجسته **خدیجه** بر وزن نتیجه بفتح اول و کسر ثانی نام یکی از ازواج
آن حضرت صلی الله علیه و آله و سلم از منتهی الارب وغیره و بضم اول و فتح ثانی چنانکه عوام گویند
محض غلط ست **خدیو** بکسر تین بادشاه بزرگ از کشف اللغات و فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع
و بفتح خا محاوره ما و افغان ست **خرج** بیرون شدن ضد دخل بجیم تازیست چه لفظ عربی ست و
در عربی جیم فارسی نیامده و تا ایرانیان تحقیق پیوست که لهجه پارسیان هم بجیم تازیست نه بجیم فارسی
اساتذه عجم بالفظ درج و امثال آن بسیار استعمال کرده اند نظامی در شیرین خسرو گوید سه چو نتوان
راستی را درج کردن ، دروغی را چه باید خرج کردن ، سعدی شیرازی گوید سه شکم صوفی را زبون کرد
فرج ، دو دینار بر هر دو کرد خرج جامی گوید سه بهر نقدی که زایشان خرج سازم ، ز فکر بیت تازه
گنجی درج سازم ، آری خرج بجیم فارسی از عالم تصرفات هند باشد **خر** و کوچک ضد بزرگ
صحیح بی واو ست از فرهنگ جهانگیری و بهار عجم **خرسند** شادمان صحیح بی واوست **خرم**
شادمان بدون واو نوشتنی ست **خروش** بضمتین بانگ و فریاد از کشف اللغات و فرهنگ جهانگیری
و برهان قاطع و بهار عجم و بفتح درست نیست **خزان** بالفتح نام فصلی ست از فصول اربعه از کشف
اللغات و موید الفضلا و فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع و بهار عجم و هفت قلزم و بالکسر خطاست
خزانه بالکسر گنجینه و بالفتح غلط ست کذا فی الصراح و القاموس **خزف** سفال ، الای آن
بزای هوز ست و بذال نخذ چنانکه اکثر بیخبران نویسند غلط ست **خساره** بالفتح زیان از صراح و منتخب
بالکسر درست نیست **خسرو** بفتح رای مهمله نام پادشاهی از پادشاهان کیان پسر سیاوش بن کیکاوس
که او را کیخسرو نامند و نیز نام پرویز بن هرمز عاشق شیرین و هر پادشاه صاحب شوکت را هم گویند
از برهان قاطع وغیره فردوسی گوید سه بدو گفت ای کیخسرو منم ، جهان یکسر از داد نو منم ، نظامی
گوید سه تو آن نه وی که مدادا خسرو ، یکی سرو از مردان نیز بر جو جامی گوید سه کهن شد قصه شیرین و خسرو

تا خدای شیرازی گوید ع تو هم ساقی ز عکس چهره خسرو بفگن در ساغر بیجاده پرتو خضر بالکسر
بفتح اول و کسر ثانی نام بزرگی معروف از صراح جوهری وغیره و بکسر اول و فتح ثانی از تصرفات
همه دانان عجم ست قاآنی گوید ع صد مرتبه گر ده بترا ز زهر هلاهل گر ز انگه قند عکس تو در آب خضر به
و له مرا که همت خضر ست و چون تو خضر رهی بگو شم از دل و جان تا بنوشم آب خضر بهم او در قصیده
دیگر گوید ع بچشم آب زندش مصطفی ز چشمه نوش چنانکه سوخت چو آتش ز رشک آب خضر مدار
قافیه بر فتح ما قبل روی ست چون اثر و شجر و نظر و امثال آن و شعرای هند هم خضر را با سفر وغیره
جا ها آورده اند و آنچه بعض جمله عصر بفتح ثانی درست نداشته اعتبار را نشاید و اینکه نگاشته که در کلام
شعرای پارس بسکون ثانی ست با کسر آن و بفتح که طریق شند و آمده از قبیل تقفیه غزل بارگ
ست گویم که اختلاف توجیه از عیوب ست قدما بعض جا ارتکابش کرده اند اما متاخرین بوجهی
جائز نه دارند تا به قاآنی که از فصحای متاخرین ست چه رسد با لجمله خضر بفتح ضاد از عالم تصرفات را کابر
ست نه از قبیل ارتکاب افحش عیوب خلوت بالفتح تنهائی از صراح و تاج اللغات و منتهی الارب و کشف
اللغات و بهار عجم و بالکسر خطاست خلعت بالکسر جامهٔ دوخته که کسی را پوشانند از قاموس منتخب اللغات
و تاج اللغات و منتهی الارب بهار عجم و بالفتح درست نیست خمار بالفتح و تشدید میم میفروش از منتهی الارب
وغیره و بالضم خطاست خهی بفتح اول و کسر ثانی کلمهٔ تحسین از بهار عجم وغیره و بکسر اول چنانکه شهرت دارد
درست نیست خیمه بالفتح خانهٔ معروف از منتخب اللغات و تاج اللغات و منتهی الارب کشف اللغات و
بهار عجم و بالکسر خطاست فصل دال مهمله - دربار بعض مولفین نوشته که دربار بمعنی مجلس سلاطین و امرا
مصطلح هند یانست نه فارسیان یا رب کسی که هندی نژاد باشد و صحبت اهل زبان هم دریافته و نه سیر کلام
ایشان کرده چگونه روا باشد که در لفظی حکم عدم فارسیت کند و بر دیگران خنده زند سخن کوتاه این لفظ بدین معنی
در فارس شائع ست چنانکه لسان الملک میرزا محمد تقی سپهر در ناسخ التواریخ نوشته که این قصه را نیز در حضرت
مهد علیا و امرای دربار معروض داشت درع بمعنی گزخلاف محاورهٔ فارسیانست بجایش ذراع استعمال
کردنی ست د ر ُ ر ُ د بضمتین معروف از کشف اللغات و موید الفضلا و فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع
و بهار عجم و بفتح دال خطاست دریغ بکسرتین افسوس بفتح اول خطاست دکان در موید الفضلا نوشته
که بواو خطاست و در بهار عجم آورده که تلفظ و کتابت آن بواو بعد الدال غلط فاحش ست و در خیابان
ست که لفظ دکان بتشدید کاف معروف و بتخفیف استعمال فارسیان ست و اینکه اکثر مردم هند دکان
را دوکان بواو خوانند و نویسند غلط محض ست دوات بوزن نبات ظرفیکه در آن سیاهی کنند از

بهار عجم وغیره دواوات بزیادت الف بعد دال غلط ست اهلی شیرازی در مثنوی سحر حلال گوید ۵ چون
نشد از تجربه حاصل دوات ٭ از قرو کلک کن و حاصل دوات ٭ جامی گوید ۵ زسرخی سرکی بوده دوات
نوشتی از عکس خط نجاتے ٭ ملا ہاتفی در لیلی مجنون گوید ۵ بحید لسان نامه بر خویش ٭ بنهاد دوات
و خامه در پیش ٭ قاسمی در شاہنامه گوید ۵ نے کلکش در فشان از دوات ٭ نمود ر خضر ست و آب حیات
حکیم گوید ۵ ز شوق شاهد معنی همیشه همچو دوات ٭ براه عالم بالاست چشم حیرت من ٭ غنیمت گوید ۵
قلم نوشت چه رنیا بی دل ٭ دواتم بود حلق مرغ بسمل ٭ دو چار ناگاه ملاقات شدن بضم اول و خفای
ثانی بر وزن خمار از برہان قاطع وغیره و بانہار واو خطاست حکیم قاآنی گوید ۵ چنانکه من ز رخ ماه
خود نتابم مهر ٭ بصد بلا اگرم عشق او دو چار کند ٭ دهل بضم اول و فتح ثانی ساز یست معروف که در هندی
ڈهول گویند از کشف اللغات و فرہنگ رشیدی و بهار عجم و بفتح ثانی خطاست نظامی گوید ۵ صبا
بلبلان را دریده دهل ٭ زنان ترجمان ردی پوشیده گل ٭ سعدی گوید ۵ تغلب کند میر بر بوی گل ٭ فرو
ماند آواز چنگ از دهل ٭ ملا ہاتفی در ظفرنامه گوید ۵ دهل زن فراموش کرد آن دهل ٭ بگردن دو دانش
بگردید غل حزین گوید ۵ ز افسون چرخ دریده دهل ٭ چرا ای تهی مغز خندی چو گل **فصل ذال معجمه**
ذکا بالفتح زیرک شدن و تیزی طبع از منتخب اللغات و منتهی الارب و مؤید الفضلا و باین معنی بالضم
خطاست **ذو الفقار** بفتح فا نام شمشیر امیر المومنین علی رضی الله عنه خان آرزو در خیابان نوشته و
دانیکه بکسر فا شهرت دارد خطاست انتهی عامه اعتقاد دارند که دو سر داشت و این خلاف واقع ست
و اشعار بر قول عامه عمل کنند و دو سر بندند میرزا صائبا گوید ۵ ما خیال جنگ سر کار ز انیست ٭ در نه
دل دو نیم کم از ذو الفقار نیست **فصل رای مهمله** **راشی** رشوت دهنده و رشوت ستاننده را
مرتشی **نامند** انتهی بمعنی رشوت ستاننده غلط ست **رجا** بالفتح امید و اهر شدن از تاج اللغات و منتخب
اللغات و کشف اللغات و بالکسر غلط ست **رستم** صاحب مخزن الفوائد نوشته رستم که برای مضموم
شهرت دارد غلط ست صحیح برای مفتوح ست وجه تسمیه اش اینکه مادر ش راکه دختر مهراب کابلی بود در وقت ولادت
نام داشت وقت زادن نهایت شدت در زه جان بلب بود چون بار نهاد بی اختیار از زبانش بر آمد
که رستم ای رها شدم همون نقش گردید انتهی بدانکه چون این وجه تسمیه تسلیم یابد معنی این لفظ بضم
اول غلط نبوده باشد و صاف که استعمال آن بر او چنانکه در کلام قدما و اقع شد صریح دال بر سست و رشد آن
خاقانی گوید ۵ قاتل ضحاک کیست جز سر آبتین ٭ بچه سیمرغ کیست جز بدر رستم ٭ و فرهنگ نگاران
هم بضم اول نوشته اند و صاحب بهار عجم ره ستم بود و بعد الرا ر امقلب رستم نوشته رعایا بالفتح

جمع رعیت و بالکسر خطاست رعیت بفتح اول وکسر ثانی از قاموس و منتهی الارب وغیره
و بفتح عین خطاست رفاقت بالفتح همراهی کردن از منتخب اللغات وغیره و بالکسر
خطاست رفعت بالکسر بلندی قدر و مرتبه از قاموس منتخب اللغات و منتهی الارب و بالفتح
خطاست رقابت بالفتح نگهبانی از منتخب اللغات وغیره و بالکسر خطاست رمل بفتح
اول و سکون ثانی نام علمی ست از منتخب اللغات وغیره شفعای اثر شیرازی گوید ؎
توانی در دل من کرد تخمین داغ هجران را العلم رمل شناسی اگر ریگ بیابان را و بحرکت
ثانی درست نیست وانچه از منتهی الارب بالتحریک مستفاد میشود زلت قلم جامع ست رنگ
صباغ در سراج اللغات نوشته که رنگریز بزیادت تحتانی بجای رنگرز غلطست روغن زرد
از اهل زبان بتحقیق پیوست که روغن زرد بجای روغن گاو وغیره محاوره فارسیان نیست
رها بالفتح خلاص و بالکسر درست نباشد رهن بالفتح گرو داشتن از منتخب اللغات وغیره و بالکسر
خطاست فصل زای معجمه - زجر بالفتح باز داشتن و نهی کردن از صراح و منتخب اللغات
و تاج اللغات و بهار عجم و بالکسر خطاست سعدی گوید ؎ بتشنیع و دشنام و آشوب و زجر
سپیدی از سیه فرق کرد و هم چو مجبر زردشت بالفتح و ضم دال نام شخصی که دعوی نبوت کرد
و دین آتش پرستی را رواج داده گاهی دال را بتای فوقانی بدل کرده زرتشت نامند از برهان
قاطع و هفت قلزم و بفتح دال غلطست فردوسی طوسی راست ؎ همی خواند آن زند
زردشت را بیزدان تهی آورد پشت را نظامی گوید ؎ فریب بت پرستان کیش از
فسون خوانی مکن چون زند زرتشت و هم او گوید ؎ چو شکست بر هیربد پشت را بر انداخت
آیین زرتشت را جامی در سلسلة الذهب گوید ؎ بود با همه سالها هم پشت تا برافروزد
آتش زردشت زره بکسر تین جامه باشد که از حلقهای آهنین سازند و روز جنگ پوشند از
کشف اللغات و موید الفضلا و فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع و سراج اللغات و بهار عجم و
نفایس اللغات و بفتح ثانی چنانکه شهرت دارد خطاست فیضی فیاضی گوید ؎ در معرکه
که جلوه ده شد جوشن زه خدنگ و زره شد زله بالفتح پس خورده از فرهنگ جهانگیری و بهار
عجم و بالضم خطاست زیادتی در غیاث اللغات نوشته که بیای تحتانی زائده محاوره عوام
ست گوئیم که در کلام فصحا جا بجا در آخر مصادر عربیه زیادت تحتانی ست و این هم ازان قبیل
ست میرزا صائبا گوید ؎ بر جسم آنقدر که فزودیم هیچو شمع شد مایه زیادتی اشک داه ما و ل

بزیر خاک غنی را بمردم درویش اگر زبادنی هست حسرتی چندست فصل سین مهمله
سائس بر وزن آتش و سئیس بر وزن رئیس خادم اسپ از کشف اللغات وغیره مولوی
روم گوید سائسی بکردی در آخر آن غلام یک سلطان سلاطین بود نام سلطان
سئیس مرکبانست سائس یعنی رواق بودی غلام آستانت خسروزرین ایمن سائس در کلام سا
فته شد بلکه اکثر محققین تخطئه آن هم کرده اند نام که عبد الواسع هانسوی از کجا سائیس را مشبع
نوشت سباق بالکسر پیکید یعنی کردن از منتخب اللغات وغیره وبالفتح درست نیست
سپردن بکسر سین و بضم آن و بفتح مسموع نیست سکت بفتح اول و ضم دوم ضد گران از برهان
و سراج و بهار عجم و بضمتین درست نیست ستور بضم اول و ثانی جانور چهار پایه خصوصا اسپ و شتر و خر
از کشف اللغات و فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع و هفت قلزم و بکسر سین و فتح فوقانی خطا
چنانچه خان آرزو در سراج اللغات نوشته که اینکه بعضی ستور بفتح تا خوانند غلط محض ست ستوه بضم اول
و ثانی عاجز شده و تنگ آمده از کشف اللغات و فرهنگ جهانگیری و سراج اللغات و هفت قلزم و بکسر
اول و ضم ثانی خطاست سجاف بالکسر بر وزن غلاف بدون نون آنچه براطراف جامها دوزند
مولوی روم گوید در جهان پنهان شدم همچون سجاف ناگهان بجهم ز زیر این لحاف و سنجاف
بنون لهجهٔ اردو گویانست نه محاورهٔ فارسیان و ازینجاست که اکثر محققین تغلیط سنجاف مع النون کرده
اند سدره بالکسر درخت کنار سدرة المنتهی درخت کناری است بر آسمان هفتم از قاموس و تاج اللغات
و منتخب و منتهی الارب و کشف و بهار عجم و بالفتح غلطست سراب بالفتح بر وزن خراب ریگ بیابان که
در تاب مهر و ماه بسان آب نماید از کشف اللغات و برهان قاطع و سراج اللغات و هفت قلزم و بالضم
غلطست سرکار لفظیست معروف تعظیمی شیخ علی حزین نوشته که در اکثر سرکار ملازم شده داخل
سپاه گشته شده [illegible] از سرکار محمد شاه معین شده [illegible]
ارسال کرده [illegible] العارفین این ترکیب نگاشته [illegible] سرکار [illegible]
[illegible] که باین معنی لفظ هند [illegible] انگاشته و شعرای هند [illegible]
[illegible] خطا [illegible] و تذکره های اهل زبان [illegible]
[illegible] هفت قلزم [illegible] بعضی نوشته که [illegible]
[illegible] از کشف اللغات و فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع و هفت قلزم [illegible]
اول [illegible] بفتح اول و کسر ثانی و ضم اول خطاست [illegible] بالکسر [illegible]

تاج اللغات و منتخب اللغات و منتهی الارب و بهار عجم و باین معنی بالفتح خطاست **سلک** بعض اجلهٔ عصر
نوشته که سلک بمعنی رشته است و بمعنی سدل که بهندی لڑی نامند درست ندارد و گویم که آری معنی حقیقیه
رشته باشد فی الصحاح السمط الخیط ما دام فیه الخرز والا فهو سلک اما مجازاً بمعنی سدل هم گرفته اند قاآنی
گوید ؎ گوهر نظم دل آرای ترا قاآنی ٭ راستی گر چه بسلک گهر آمیخته اند و له رخت ظفر آنجاست که رخت
تو نهند تخت ٭ سلک گهر آنجاست که کلک تو نهد گام ٭ **سمت** بالفتح راه راست در روش نیکو و جانب
از تاج اللغات و منتخب اللغات و منتهی الارب بالکسر خطاست **سموم** بفتح اول باد گرم از صراح و تاج اللغات
و منتخب اللغات و منتهی الارب و کشف اللغات و بهار عجم و بضم آن خطاست **سن** بالفتح بجای
سنه بمعنی سال با وجود تفحص در کلام فارسیان یافته نشد و نه از ایرانیان در هند مسموع شده آری
صاحب بهار عجم ازین شعر والهٔ هروی استناد کرده ؎ توقف تو درین سن بکام خواهش باشد ٭ دعای
آنکه شوی پیر ناصواب برآید ٭ اما چون نیک بنگرند درینجا سن بالکسر بمعنی عمر باشد و کسی را که سن را مخفف
سنه گوید چه درین باب استعمال فصحا ضرور است کوتاهی سخن در صحت سن بالفتح تامل است **سوک**
بیخبران دانند که این لفظ هندی است قاآنی گوید ؎ آفتاب خاوری چو نو عروس سوگوار ٭ بر سر از گرد سمند شهر
نیلگون معجر گرفت ٭ **سه** بالکسر و خفای ها عدد معروف از بهار عجم و غیره فردوسی در یوسف زلیخا گوید ؎
شنیدم ز گوینده دلفروز ٭ که یوسف بچاه اندرون بد سه روز خاقانی گوید ؎ بعد از سه نتیجه زاد و انسان ٭
بعد از سه گشت سید فرقان جامی در لیلی مجنون گوید ؎ چون یک دو سه روز جستجو کرد ٭ هر نفری سراغ او کرد ٭
و جائی که این هاء مختفیه در تقطیع محسوب شود باشباع سین باید خواند نه باظهار ها چنانکه درین شعر بدر چاچی ؎ آن
مهر در ابهر بلوغ سپهر ٭ خوابگاه چار زن در زیر این نه شوهر است ٭ و آنانکه از تحقیق بهره ندارند درین مثال
شعر بدر چاچی سه را باظهار ها خوانند و فرمایند که بجز که و چه و نه در همه جا ماقبل های مختفی مفتوح باشد
چنانکه در رسالهٔ ها نسویت پیش در کلمه سه ماقبل ها را مکسور خواندن و بازها ی مختفی گفتن غنی چه و ندانند که نیست
عدم تدبر است و بیدلی هست که شمس قیس خوارزمی در معیار العجم سر چهار کلمه را ازین قاعده استثنا کرده و هو
بضمیمین آسانی از صحاح و غیره و بفتح اول یا سهویت بزیادت تحتانی خطاست **سهی** بفتح اول و کسره
دوم راست از فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع و سراج اللغات و بکسر ثانی خطاست فصل شین
معجمه **شارک** بفتح راء ی مهمله پرنده ایست که مانند طوطی سخن گوید و اکثر در هندوستان
مینا نامند و بضم ثالث که مشهور است از و خطاست منیر گوید ؎ سخن چون سر کنم از وصف شارک ٭
بود بر من سخن سنجی مبارک **شائق** فی الصحاح الشائق هو المعشوق و المعشوق هو العاشق

وانچه در ... گفته ارباب علم در شائق بمعنی شوق دارنده تامل دارند و بعض جله عصر هم نوشته که
شائق بمعنی عاشق نمی‌توان گفت چه از کتب لغات و کلام اساتذه پارس جواز اطلاق شائق بر عاشق
مستفاد نمی‌شود گوییم که در منتهی الارب ترجمه شائق آرزومند هم نوشته اگر خلاف لغات دیگر باشد گو باش
اما در استعمال فارسیان شکی نیست شیخ علی حزین نوشته شعر اگرچه خود نمی‌گفت اما به صحبت آن بغایت
شائق بود قاآنی گوید ع شاه پرستم نه مال و جاه پرستم ❊ عاشق گنجینه‌ام نه شائق اژدر و له شائق فردوس
نیست عاشق یزدان ❊ تا اهل افسانیست حال افسر و له مطیع درگه و دراز مانه شائق خدمت ❊ گدای حضرت
او ربستاره عاشق فرمان **شجاعت** بالفتح دلیری از منتهی الارب وغیره و بالضم چنانکه شهرت دارد خطاست
شرف بفتحتین بزرگی باین معنی بسکون ثانی چنانکه مشهور شده خطاست حافظ شیراز فرماید ع طامع
اگر مدد کند دامنش آورم بکف ❊ گر بکشم زهی طرب ور بکشد زهی شرف **شست** بالفتح بر وزن
قلابی باشد که بدان ماهی گیرند از کشف اللغات و فرهنگ جهانگیری و فرهنگ رشیدی و برهان قاطع
و سراج اللغات و بهار عجم و نفائس اللغات و هفت قلزم و بالکسر خطاست نظامی در شیرین و خسرو
گوید ع در آب از گیسوان انداخته شست ❊ نه ماهی بلکه ماه آورده در دست **شطرنج** با بهیئت معروف
دانستنی ست که فارسیان این لفظ را بفتح شین خوانند کما فی مؤید الفضلا و در عربی بالکسر صاحب صراح
و قاموس و تاج اللغات و دیگر اهل لغات عربیه قافله در قافله تخطیه بفتح شین کرده اند اما بعض بالفتح
هم جائز داشته اند **شفا** بالکسر صحت از منتخب اللغات وغیره و بالفتح باین معنی خطاست **شفقت**
بسکون ثانی مستعمل فارسیانست سعدی گوید ع تظلم برآورد و فریاد خواند ❊ که رحمت برافتاد و شفقت
نماند **شکوه** در اصل شکوی بر وزن دعوی بود فارسیان الف را بها بدل کردند و آنچه صاحب غیاث اللغات
نوشته که شکوه بها نوشتن خطاست اعتبار را نشاید شریف طهرانی گوید ع دل بعبث لب بشکوه وا نکند
شیشه تا نشکند صدا نکند ❊ واصف مشهدی گوید ع دلم ز داغ تو لبریز دارد شکوه ها ❊ نهان نه
آتشم از شمع محفل افتاده ست ❊ شفائی اصفهانی گوید ع یک لحظه نپرداخت مرا دور فلک تا ببیند
شکوه جانسوز بجز دیگر افتاده ❊ قاسم دیوانه گوید ع لب خموش شکوه در دل چاره ما کردنی ست
مانده در زیر لب کلید و قفس در وا کردنی ست ❊ ملک قمی گوید ع صد ستم دیدی ملک یکبار سر کن شکوه
عیسی شرمنده لطف زبانت لال چیست ❊ سلیم گوید ع از بار مصلحت نیست آهنگ شکوه کردن ❊
چون دشت بحلقه یاد دیوار گوش وا ❊ ظهوری گوید ع منتخلی کرد چشمم وسی معطر شد دماغ ❊ شکوه
بیرحمی باد صبا خواهم نوشت ❊ عرفی گوید ع چو زخم تازه و دوخته از خون لبالبم ❊ ای وای گر بشکوه

شود است چنانکه شمشیر بمعنی آلهٔ معروف نوشته که شمشیر بیای مجهول است و این شعر سعدی در
سند آورده ~ چون شاه تیغ بگیرد بدست اندر شمشیر ... شمشیر زند ... شعر ... هند
شمشیر با تیر و زنجیر کرده اند از قبیل عیوب پنداشته گو علم قدری در اول بیای مجهول است چه هر گاه
از شمشیر و شیر چنانکه فرهنگ نگاران نگاشته اند اما چون در لهجهٔ ایرانیان بیای معروف است تغییر یافت چنانکه شمشیر
با تیر و غیره آمده جلال اسیر ~ هم تیر را که عالم کمتر از تسخیر نیست / عشق بی طالع کم از اقبال عالمگیر نیست
کعبه جو گردیده ام هیچ آگهم از سر طی کنم / راه صحرائی که کمتر از دم شمشیر نیست / قاسم دیوانه ~ عشق در
ویرانی دل تا سر تعمیر داشت / خانهٔ ما عنکبوت از جوهر شمشیر داشت / کلیم ~ عشقت کمی از چاره و تدبیر
ندارد / در گرمی تب مروحه تاثیر ندارد / ایمن ترم از چشم تو تا ریخته مژگان / من بندهٔ آن ترک که شمشیر ندارد
میرزا صائب ~ سهل مشمر همت پیران با تدبیر را / کز کمال پال پر پرواز باشد تیر را / عقل کامل میشود
از گرم و سرد روزگار / آب آتش میکند صاحب برش شمشیر را / حزین ~ سینهٔ چشمی دلم را از پی
تسخیر کی آید / غزالی در هوای صید این نخجیر می آید / خضر را چشمه سار زندگانی باد ارزانی / مرا آب
حیات از جوهر شمشیر می آید / و در لهو دو گویان از میر و سودا و ناسخ و آتش تا امیر و تسلیم و داغ و شمشاد
کسی نیست که شمشیر را با تیر و غیره نه آورده اگر گوئی که اردو گویان از تقفیهٔ مجهول با معروف
اجتناب دارند استعمالش یعنی چه گویم که چون در لهجهٔ فصحای هند هم بیای معروف است در تقفیهٔ آن با
زنجیر و غیره مضائقه ندارند شمه بفتح اول و تشدید میم مفتوحه بوی اندک از منتخب اللغات و غیره و بمعنی آن
مجاز است کما فی بهار عجم وانچه در عرف عوام بالکسر شهرت دارد خطاست شنبه بکسر بای معجمه
و اظهار نون نام روز اول هفته از فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع و سراج اللغات و هفت قلزم و غیره
و خواندنش هم بهمین نهج باشد نظامی در هفت پیکر گوید ~ از دگر روزهای هفته آن به / بود تا هفته مه
شنبه بود ظهوری در ساقی نامه گوید ~ عهد هم ایام رندان به است / که سال و مه و هفته اش شنبه
است / منیر در مثنوی ... گوید ~ بود کیفیتش عیدگه وصل / شب جمعه شود از صبح شنبه / و بخصوص
تا محاورهٔ هند یافت شنیدن بفتح اول سخن را گوش کردن و بوئیدن از موید الفضلا و برهان
قاطع و هفت قلزم و بکسر شین چنانکه شهرت دارد غلط است و نیز دانستنی است آنانکه ز معنی ثانی خبر
ندارند اندرین شعر سعدی شیرازی گوید ~ ز مصر بوی پیراهن شنیدی / چرا در چاه کنعانش
ندیدی بجای شنیدی شمیدی بهم خوانند و ندانند که شنیدن بمعنی درهم شدن است و بمعنی بو کردن ال
درست ندارند اما درین باب حق آنست آنچه خان آرزو در رساله داد الفوائد نوشته که بمعنی بوئیدن

[illegible] بالضم [illegible] بمعنی عرق ست از [illegible] لاکن در کلام فصحا
سند [illegible] شهاب باکسر نام کوکبی که بسان شعله بر فلک پیدا شود از موید الفضلا وغیره
با این معنی بالفتح خطاست فصل صاد مهمله صعوبت بضمتین دشواری از منتخب اللغات
وغیره و بالفتح درست نیست صف بمعنی بوریا هندیست نه عربی و فارسی کسانیکه صف
[illegible] بوریا [illegible] قطار [illegible]
[illegible] فصل [illegible] معجمه صحیح [illegible]
[illegible] بالضم معروف از قاموس منتخب اللغات و کشف اللغات و موید الفضلا
و بالفتح خطاست فصل طای مهمله طرفة العین بالفتح یکبار بر هم زدن چشم و بضم
اول [illegible] بالضم خطاست از صحت عبارت چه ترکیب ست از طرفه که بالفتح ست بمعنی
یکبار چشم بر هم زدن [illegible] کلمه عین منتهی الارب طرفه بالفتح یکبار جنبانیدن پلک چشم را یقال ما
[illegible] طرفة عین طمانینت بالضم و کسر نون اول و سکون تحتانی و فتح نون ثانی ازم
از منتخب اللغات وغیره و بالفتح یا بحذف نون ثانی خطاست عجب ست از صاحب غیاث
اللغات [illegible] معنی عبارت صراح نه فهمیده و از این کتاب حکم جواز حذف احدی النونین بر
آورده [illegible] انچه صاحب صراح نوشته طمینینه تصغیر طمانینه بحذف احدی النونین [illegible]
[illegible] ظاهر ست که حکم حذف احدی النونین در مصغر ست نه در نفس مکبر فصل ظای
معجمه ظلمات بسکون لام از تصرفات اساتذه است کسی که تخطیه اش کرده از تحقیق
نصیبی ندارد حزین گوید از زندان ظلماتی بدن آور برای غافل [illegible]
در محفل [illegible] فصل عین مهمله عادی بمعنی عادت گیرنده خطاست [illegible]
دانند که صیغه اسم فاعل ست از عادت و نفهمند که کجا عادت و کجا عادی آن اجوف این
ناقص عاشورا در آخر الف روز دهم محرم الحرام و عاشوره بجای الف هاء مختفی نوشتن
غلط ست آری عاشور بحذف الف هم آمده و نیز دانستنی ست که عشره بجای عاشوره
اصلی ندارد چه مجموع ده روز را عشره گویند عام ازینکه عشره رمضان باشد یا محرم [illegible]
[illegible] بالفتح نام [illegible] معروف از منتخب اللغات و کشف اللغات و بهار عجم و بالکسر خطاست عجز
بالفتح ناتوانی از منتخب اللغات و کشف اللغات و موید الفضلا و بهار عجم وغیره و با این معنی بالکسر
غلط ست و انچه صاحب غیاث اللغات باین معنی بالفتح [illegible] هر دو [illegible] نوشته [illegible]

بالفتح عشق [illegible] از تاج اللغات و منتخب اللغات و منتهی الارب و کشف اللغات و بالضم خطاست
عدار بالکسر [illegible] از بهار عجم و ابطال ضرورت و بالضم خطاست عرصه بمعنی امید از
شا [illegible] شیخ شیراز می گوید [illegible] نمی بینم از عرصه رود بار که پیش آدم بپلنگی سوار
مدت گویند که در کلام فارسیان نیامده بالفتح غلط حزین در ترجمه حکیم شاه [illegible] نوشته که کتابی در عرصه
یکدو بیت از دشت خیالش [illegible] مباشت انگشت [illegible] که بجای عرض کاتبان
تصحیف کرده باشند والعلم عند الله عروس بالفتح دختر و پسر نو کتخدا از صراح و منتخب
الارب و بهار عجم [illegible] نوشته که بهمین لفظ بضم اول شهرت دارد غلط است [illegible]
محض [illegible] در صحاح العرب [illegible] لغت [illegible]
نامی ست که میزان شعر [illegible] از منتخب منتهی الارب و کشف اللغات و بالضم خطاست عشیرت
بالکسر خویش زندگانی کردن از منتخب اللغات و منتهی الارب و بهار عجم و بالفتح خطاست [illegible] عصر
و آن [illegible] بالفتح غلط محض ست چه این مرکب ست از عشر بمعنی ده یک بالضم باشد و کلمه
[illegible] عصمت بالکسر نگاه داشتن و دور از گناه از صراح [illegible] تاج اللغات و منتخب
اللغات و منتهی الارب بالفتح خطاست عضو بالضم و الکسر اندام از قاموس تاج اللغات منتخب ال
و منتهی الارب بهار عجم و بالفتح خطاست عطش بفتحتین تشنگی از قاموس تاج اللغات و منتهی الا
و کشف اللغات و بهار عجم و بسکون ثانی خطاست فیضی فیاضی گوید عاشق عطشی که شعله
[illegible] معشوق بدل همان عطش یافت عظمت بعض اهل عصر بسکون ثانی معتبر ند [illegible]
اسیر گوید شبها که در سرا [illegible] گلزار ماهتاب [illegible] افگنی کلاه عظمت به آسمان عمان بالضم
بیمن کناره [illegible] از منتهی الارب و غیره و بمعنی بالفتح درست نیست عندلیب بالفتح بلبل از منتخب
تاج اللغات و مؤید الفضلا و کسانی که بالکسر خوانند غلط کنند نیز بجای فارسی نوشتن خوا
خطاست چه این لفظ عربی ست و در عربی [illegible] عجمی نیامده شعرا هم با لفظ طیب و غیره تقفیه کر
امیر خسرو در قران السعدین گوید رهبر جان گشته بگلزار طیب رهزن عشاق شده عندلیب
بلبل شیراز [illegible] روی تو کس ندید و هزار است رقیب هست [illegible] غنچه هنوز و صد ست عندلیب
ست [illegible] گوید [illegible] این عندلیب [illegible] از چمنت برده طیب
عنقا بالفتح نام طایریست معروف الاسم و مجهول الجسم از منتهی الارب کشف اللغات و منتخب
قلزم [illegible] بهار عجم و غیره نوشته که بالضم چنانکه شهرت دارد خطاست عوج بن عوق

طویل القامت ... فی القاموس عوق کنوح والد عوج الطویل ومن قال عوج ابن عنق

فقد اخطا و در منتخب نوشته که عوج بالضم نام مردیست معروف که در زمان آدم علیه السلام بوجود

آمده تا زمان موسی علیه السلام زنده بود و نام پدر او عوق بضم عین است و دیگر مشهور شده که عوج بن

عنق است خطاست صحیح عوج بن عوق است چون اینهمه دانستی گویم که شعرا گاهی [illegible]

عمل کنند عوج بن عنق آرند قاآنی در کتاب پریشان گوید [illegible] عوج بن عنق کو را کلیم بگفت

[illegible] بکشتش [illegible] کلیم عورت بعض اجله عصر نوشته که بمعنی زن در کتب لغات نیامده گویم

فی المصباح المنیر قیل للنسوة عورة [illegible] بالفتح النظر الیها عیال بالکسر زن و فرزند وغیره از منتخب اللغات

و بالفتح خطاست عیان بالکسر ظاهر و بالفتح خطاست کیدا ضحی نام روز معروف چون اضحی

بمعنی قربانیهاست بدینوجه یوم النحر را عید اضحی نامند کما فی القاموس وغیره و عید الضحی چنانکه شهرت

دارد خطاست قاآنی گوید [illegible] گوی عید اضحی را [illegible] نمایش نو [illegible]

ولم [illegible] ظفر [illegible] امیر نظام آمد [illegible] فصل عین معجمه غلیه

بعض [illegible] نوشته که بسکون ثانی صحیح نیست [illegible] گوید [illegible]

[illegible] خواب [illegible] غلط [illegible] از قاموس وغیره بسکون لام

چنانکه بعض حضرات [illegible] غلط کنند اشرف [illegible] قاآنی در دیوان [illegible] نوشتم [illegible]

[illegible] نوشته است [illegible] فصل فا فتیله معروف و بجای آن [illegible] بتقدیم

لام [illegible] درست نیست فراء بالکسر [illegible] از منتخب اللغات و بالفتح خطاست قریه بکسر

باست و بفتح آن خطاست شیخ شیراز گوید [illegible] شنیدستم که [illegible]

قریه [illegible] از طویله خر به فرستادن عوام و بعض مشتقاتش [illegible]

کنند بجای فرستادن [illegible] استعمال کنند و مخصوص همین دو صیغه نیست بلکه [illegible] مصادر

حالیه [illegible] اگر کسی صحیح گوید تخطیه اش کنند فریب بکسرتین [illegible]

[illegible] خطاست [illegible] گذشت [illegible] از برهان قاطع وغیره بالکسر خطاست

فغان [illegible] فغان [illegible] شهرت دارد [illegible]

ست و صاحب بهار عجم نوشته که فغان بالضم اشهر [illegible] کاف [illegible]

[illegible] که این [illegible] اساتذه استعمال کرده اند قاآنی گوید

[illegible]

کز وصف ذات تو عاجز بود فکر **فلان** بمعنی معروف بالضم آدمی از صراح و قاموس و تاج [illegible]
اللغات و منتهی الارب و موید الفضلا و برهان قاطع و هفت قلزم و آنچه بفتح شهرت دارد [illegible]
محققین تخطیه اش کرده اند اما حق اینست که فارسیان بالفتح نیز خوانند و کاسی [illegible]
فلانی گویند **فصل قاف** - **قالب** بعض اجله عصر [illegible]
[illegible] ساخته نامه و درین شعر شیخ شیراز [illegible] چون [illegible]
[illegible] خلاف توجیه روا داشته گوئیم نه خلاف فصیح است و نه از [illegible]
منیر و منتخب اللغات و منتهی الارب وغیره ملاحظه فرمایند دیدنی ست که بکسر هم [illegible]
شعرای متاخرین ست و هیچگونه در قصاید هم اختلاف توجیه نمی پسندد و گوید [illegible]
صاف ساغرت بر انسان همه بیجان فرخنده قالب هم او در قصیده دیگر گوید [illegible]
چونام [illegible] هنگام سختی الی روح قالب ها مدار قافیه بر کسره ماقبل روی ست همچون طالب و غالب
وغیره **قسطنطنیه** بتقدیم تحتانی بر نون ثانی نام شهری ست از ملک روم که بانی [illegible]
دارد و بنا کرده شاه قسطنطین از قاموس و منتهی الارب هفت قلزم و قسطنطینیه بتقدیم نون ثانی بر
غلط است **قطار** بالکسر جمعی از هر چیز از بار عجم وغیره و بالفتح غلط است **فصل کاف** تازی
کاز بسکون رای مهمله سکین از بار عجم وغیره و بحرکت را خطاست سعدی گوید [illegible]
بر حلقش بمالید و روان گوسپند از وی بنالید **کسی** وضع این لفظ برای ذوی العقول ست [illegible]
کسی نیست بمعنی آدمی نیست و استعمال آن در غیر ذوی العقول چنانکه گویند کسی چیز مرا نوش نمی
آید درست نباشد **کلمه** بعض اجله عصر نوشته که بسکون ثانی نامده گوئیم که مولانا جامی در دیوان
بی تقاط فرماید [illegible] روا گردد مراد اهل کلمه روده گه در حرم طاهر محمد وله الهامراد و علم کلمه [illegible]
مراد از مسموع سامع **کلیسا** بکسر اول و ثانی معبد ترسایان از موید الفضلا و برهان قاطع و بفتح اول
درست نیست **کناره** بالفتح معروف از فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع چراغ هدایت و بهار عجم
هفت قلزم و بالکسر خطاست **کندن** صحیح بدون تحتانی است و کندیدن بزیادت یا محاوره [illegible]
واقف است **کنشت** بضم کاف و کسر نون از فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع و سراج اللغات
و بفتح اول درست نیست **کنگره** بضم اول و ثالث آنچه بر سر دیوار حصار وغیره سازند از کشف
اللغات و برهان قاطع و هفت قلزم وغیره و بالفتح چنانکه شهرت دارد درست نیست **کنیت**
بضم اول و سکون ثانی و فتح تحتانی نامیکه در اول آن اب یا ام یا ابن یا بنت باشد و عوام

سر نوین مشهور ... غلط ست قاآنی گوید ؎ گفتم ار نشاید نام گیتیت من
متقدم ... بی نیاز گورنش بضم کاف و واو غیر ... و اظهار
ست عقیمت گوید ؎ بگفتا گورنش و تسلیم میکرد ... کیاست
تازی ست چه این لفظ عربی ست آرزو و در غیاث نوشته که کیاست بکاف تازی
زیرکی و دانائی و نیکه بکاف فارسی شهرت دارد خطاست کیفیت بتشدید یا
... هم استعمال کرده اند سنجری گوید ؎ گوی ساقی مشکین ... در صد
... کیفیت یک پیاله نیست فصل کاف فارسی گزر جامه شوب برای ...
بعضی بذال نخذ خوانند خان آرزو در سراج اللغات ... حق بجانب ...
قین ... و گذاردن در املای آن اختلاف کرده اند گروه بکسر اول و فتح ثانی
از بهار عجم ... و بضم ثانی چنانکه شهرت دارد خطاست سعدی گوید ؎ ... بعضیان
در گرو که دارد چنین ... امیر خسرو در مطلع انوار گوید ؎ مرده به آن خر که ز بهر دو جو
بهر جادوم عیسی گرو ... جامی گوید ؎ تا ختم چرخ کهن باشد که کاس مه نو بهر جامی بود دم خرقه
... گرو ... فیضی فیاضی گوید ؎ تا چند دل بعشوه خوبان گرو کنم ... بسوزیم و دل دگر
... گروه بضم اول و ثانی جماعت مردم از برهان قاطع ... بفتح قلزم و بفتح اول
... گره بکسر اول و ثانی عقده ... و برهان قاطع و سراج اللغات و بهار
بفتح ثانی چنانکه در عرف عوام شهرت دارد درست نیست نظامی در مخزن اسرار گوید ؎
... وقت گشاید گره ... گریه از آن خنده ... سعدی شیرازی گوید ؎ ...
... در خانه دیدن با برو گره ... امیر خسرو در قران السعدین گوید ؎ از غضب افکند با برو ...
... کمان ... مولوی جامی در لیلی مجنون گوید ؎ آهی که بسینه اش گره بود
... صبر شعله نبود ... ملا هاتفی در ظفرنامه گوید ؎ کمان کیانی درآمد بزه ... قبضه میان ...
... عرفی شیرازی گوید ؎ سوزن عیسی همه بند گره ... نیک ... مرهم ناسوده خزین گوید
خراز بسته کارش گره ... عطارد قلم راند ... گذاردن ادا کردن بدانکه نزد بعضی
... املای آن برای هوز ست و بذال نخذ غلط چراکه در اصل لغات فرس دال نخذ
نزد بعضی درست ست بحث آنکه نزد ... فارسی ذال نخذ هم وجود ... دارد ...
... هم ... نداد و چه ... اکثر کتب مطبوعه ایران و نسخ قلمی کتابت آنکا بر معجم بذال ...

شند و پذیرفتن که این قبیل ست همین حال دارد گزاف بکسر اول بیهوده و هرزه از فرهنگ
جهانگیری و برهان قاطع و هفت قلزم بضم اول نیز آمده و بفتح درست نیست
اول و فتح ثانی و سکون ثالث و بکسر ثانی خطاست نظامی در لیلی مجنون گوید ع آن سلسله
بند گسست یا چون حلقه کعبه دید در دست یا سعدی شیرازی گوید ع چون نقشش برید ند
گسست یا به پستان ما در در آویخت دست یا امیر خسرو در لیلی مجنون گوید ع از حلقه
بردن جست زنجیر برید و رشته بگسست یا فیضی فیاضی گوید ع تا بی ز کمند طره بگ
دان امد ببال مرغ درست گلخن بالضم آتشگاه و حمام و مانند آن از برهان قاطع وغیره
خطاست چه این لفظ مرکب ست از گل بمعنی اخگر که بضم باشد و خن مخفف خانه و اشباع
دال ست بر ضم گاف سوزنی گوید ع شکوه پوشش تو و حشمت ترا چه زبان [illegible] گفتگوی و
کالباش گو [illegible] گلیم بکسرتین [illegible] معروف از بهار عجم و ابطال ضرورت مع بفتح اول خا
گنجشک حرف او گشن کاف فارسی ست نام طائری معروف از موید الفضلا و فرهنگ
جهانگیری و برهان قاطع و هفت قلزم و در مخزن الفوائد نوشته که [illegible] جهانگیری [illegible]
غلط ست گواه بالضم شاهد از هفت قلزم وغیره و بالفتح درست نیست [illegible]
گویند نر باشد یا ادا تخصیص آن بماده [illegible] سبب گیومرث بفتح کاف فارسی و فتح
تای مثناة فوقانی نام پادشاهی [illegible] از عجم که نخستین جهان پادشاهی کرده [illegible]
کر بکاف [illegible] و تا [illegible] شهرت واحد و [illegible] چرا که [illegible] فارس تا
نداشت گیومرث [illegible] آن [illegible] چگونه تواند شد از فرهنگ جهانگیری و فرهنگ
برهان قاطع و [illegible] هفت قلزم [illegible] تحقیق [illegible] آنچه خان آرزو [illegible]
[illegible] گیومرث بکاف تازی و تای [illegible] معرب است فصل لام - لاش [illegible]
نوشته که بمعنی تن مرده [illegible] و آنچه صاحب غیاث اللغات
[illegible] نوشته باشد [illegible] گوید باشد [illegible]
[illegible] و بیهوده [illegible] و در [illegible]
[illegible] لاش [illegible] بفتح [illegible]
[illegible] غلط ست لعبت بالضم پیکری که دختران [illegible]
[illegible] منتخب اللغات و تاج اللغات و منتهی الارب و کشف اللغه

نه فضلا و بمعنی جمع و عوام که بمعنی بفتح لام و ضم میم با خوانند غلط کنند لوار بالکسر [illegible] از منتخب اللغات
منتهی الارب و کشف اللغات و غیره افضل بالفتح خطاست فیصل بضم میم و فتح ثالث
کلمه ایست که افاده معنی تشدید کند از بهار عجم و غیره و بکسر نون اول [illegible] بضم [illegible]
[illegible] گویند تعالی الله [illegible] باشند [illegible] خوانند [illegible] و [illegible] لوحی [illegible]
[illegible] را که او [illegible] مانند [illegible] [illegible] آن [illegible]
[illegible] ماننده [illegible] شد [illegible] چند مبرهن بضم میم و فتح با و سکون رای مهمله برهان آورده شده
و سکون با و فتح را چنانکه شهرت دارد خطاست چه صیغه اسم مفعول ست از باب رباعی مجرد که بر وزن
[illegible] گویند یک عذر با کسی بغلط گر بیان کنم [illegible] در میانه مبرهن [illegible] مترجم
بضم میم و فتح فوقانی و سکون رای مهمله و فتح جیم ترجمه کرده شده صیغه اسم مفعول ست از ترجمه عوام
کسر حرکت را و تشدید جیم خوانند غلط [illegible] ست محجت بفتح میم دوستی از منتهی الارب جنانچه بضم میم
و بفتح چنانکه شهرت دارد غلط محض ست محبت بالکسر [illegible] منتهی الارب و غیره با لفتح
خطاست مرغزار بالفتح جای سبزه از برهان قاطع و غیره و بالضم یا بالکسر خطاست چه مرکب
ست از مرغ بالفتح و آن نوعی از سبزه باشد که هندی دوب نامند و کلمه زار مروت بضمتین
و فتح واو مشدد و مردی کردن از منتخب اللغات و غیره و تحقیق همین ست مزخرفات
بضم اول و فتح ثانی و سکون خای معجمه و فتح رای مهمله و تشدید [illegible] آراسته باشد و بسکون
زای معجمه و فتح خا و کسر را چنانکه شهرت دارد محض غلط ست چه این جمع مزخرف ست که صیغه اسم
مفعول باشد از رباعی مجرد بر وزن مفعلل مزدور بضم میم شخصی که کار کند و اجرت گیرد از برهان قاطع
و غیره و بالفتح چنانکه شهرت دارد درست نیست چه مرکب ست از کلمه مزد که بالضم باشد و کلمه ور که
افاده معنی صاحب کند و او را ساکن کردند همچون [illegible] [illegible] [illegible] قیاس
کردن [illegible] چه از اهل عجم بتحقیق پیوسته که [illegible] بضم میم باشد مژده بفتحای است
و با ظهار خطاست [illegible] [illegible] [illegible] مفصل [illegible] [illegible] مژه
[illegible] مصیح [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
و صفت [illegible] در این مقام که دل [illegible] شود مژه [illegible]
[illegible] مژه را [illegible] گشتم تو در آخر حسن [illegible] تیغ [illegible] مساحت بالکسر

پیمودن زمین از بهار عجم و بالفتح خطاست مسرّت بفتح میم خوشی از تاج اللغات وغیره و بضم
چنانکه شهرت دارد خطاست مسوّده بضم میم و فتح سین و تشدید واو مفتوحه سیاه کرده شده
صیغهٔ اسم مفعول است از تسوید و مُسوَّده بضم اول و سکون دوم و فتح سوم و تشدید دال سیاه صیغهٔ اسم
فاعل است از اسوداد بالجمله در پارسی بمعنی چیزی که سرسری نویسند تا بار دیگر بصفا آرند بهر دو
طور مستعمل است اما اول فصیح است از ثانی یامی گوید در سواد طره که کرده هم مسوده [illegible]
کرد در همه عالم سمر مراد مسوده بالفتح و تخفیف واو چنانکه بر السنهٔ عامه جاریست درست نیست
مشاطه بفتح اول و تشدید شین معجمه زنی که عروس را آراید و شانه زند و سرمه کشد از منتخب اللغات
و کشف اللغات و چراغ و نفائس اللغات و هفت قلزم و بالضم خطاست مشکور ستوده و
پسندیده و بمعنی شکرگزار چنانکه گویند از احسان فلان ممنون و مشکورم درست نباشد چراکه
مشکور است محسن تواند شد نه صفت محسن الیه مضایقه بفتح چهارم نه بکسر آن چه مصدر است
از باب مفاعلة که بفتح عین آید معاف بالضم عفو کرده شده از منتخب اللغات وغیره و بالفتح
خطاست مکرُمت بضم رای مهمله بزرگی از صراح و قاموس و تاج اللغات و مصباح منیر و منتهی
الارب و بفتح آن غلط است مکنت بالضم قدرت و توانگری از منتخب اللغات و بالفتح خطاست
مملکت بالفتح مواضع که در ملک آید از منتهی الارب وغیره و بالضم غلط است منّت بمعنی
احسان کردن و نهادن در کلام فارسیان شائع هست اما بمعنی عجز و خوشامد که اردو گویان
بترکیب فارسی استعمال کرده اند در فارسیت آن اکثران را تامل است چنانچه بعض اجلهٔ
عصر در کتاب خود انکار فارسی بودن آن کرده و باین معنی لفظ هندی انگاشته گو هم اساتذه
که بعد تفحص بلیغ بهم رسید ثبت می افتد امیر خسرو گوید ع خلقی بمنت یکطرف آن شوخ تنها یکطرف
وصال که یکی از نامور شعرای عجم است در تعریف نگارستان سراید ع دران رضوان بمنت گشت مزدور
ملا محمد باقر فائض مازندرانی گوید مه من لطف کن از خانه برون آی دمی چه که بجان آمدم از منت
دربانی چند منصب بعض اجلهٔ عصر تغلیط فتح صاد کرده و صرف کسره روا داشته و ندانند که
فارسیان تصرف کرده بالب و تب قافیه کرده اند میرزا صائبا گوید سخن در ردّ احسان گو بتی گر
[illegible] داری چه که باشد بادرستی لنگر آرام منصب را چه میرزا جلال اسیر گوید غزل و نصب
بر دنیک تمنای دل است چه کردنی در عدم این مشق که منصب خواهی مُنکَر بضم میم و فتح کاف
[illegible] از منتخب اللغات وغیره و بامعنی ناپسند بکسر کاف غلط محض است

قاآنی در قصیده و گوید قاآنی از شیر و لبیر و عبیر آمده گوید والّی گردد آتش گ... در سر ... بیان
لحظه که ... ... سنگر هو نو د و ... دیبا دا از تصرفات فارسیانست قاآنی گوید خاصه این
... رجب ... عجب ... از ... بود ... بوتراب بدله ... بود ... ست
در ... ... زندگی یاد ... ... کرده اند از تحقیقات بهره
ندارند **فصل نون** ... صحیح نبودن ستدلال ... **نقاهت** بالفتح ... از منتخب
اللغات و تاج اللغات و بهار عجم و ... غلط ست **نمرو** بالفتح ... و صفت ... بالکسر
کرده چه این مختلف نزدیک ست که بالفتح باشد **نشتر** بالکسر آله فصد کردن از مؤید الفضلا و برهان قاطع و
تفاسیر اللغات و بالفتح خطاست چه این مخفف نیشترست که مرکب از نیش بالکسر و کلمهٔ تر باشد **نصرت** بالضم یاری
کردن از منتخب اللغات و مصباح منیر و منتهی الارب و بهار عجم و بالفتح خطاست **نقاب** بالکسر روبند از صراح و
منتخب و تاج اللغات و منتهی الارب و بهار عجم و بالفتح خطاست **نقاط** بکسر نون جمع نقطه از منتخب اللغات و منتهی الارب
کشف اللغات و آنچه بالضم شهرت دارد غلط ست **نقاهت** بعض اعلهٔ عصر در صحت نفس این کلمه تامل دارد و گوید
که بجز صاحب منتخب اللغات کسی نیاورده و دیگران که منتخب را در سند کافی نپندارند در صحت این کلمه کلامی ندارند
با لمعنی ناتوانی صحیح نه انگارند و گویند که نقاهت بمعنی برخاستن از بیماریست نه بمعنی ناتوانی گوییم که اگر
نفس این کلمه صحیح ست تا بمعنی ناتوانی از مجاز باشد چه ماده‌اش نقه است این را ناتوانی لازم
ست فی تاج اللغات نقه بالتحریک از بیماری برخواستن انتهی و فی الصراح نقه من مرضه برخاست از بیماری
خود یعنی تندرست گردید اما هنوز ناتوانی باقی ست انتهی بهرکیف نقاهت از مصادر عربیه مانند
یا نه اما در محاورهٔ فارسیان نفس کلمه هم صحیح ست و هم بمعنی ناتوانی شیخ علی حزین نوشته **نثر** تا
آنکه بیماری من روی بانحطاط نهاد و از شدت افتاده و نقاهت طرفه حالتی بود و هم او در
رقمزده **نثر** ناچار با ضعف و نقاهت تمام از لاهور بصوب سلطانپور حرکت نموده قاآنی گوید
چون مه چارده رخشان ز صباحت فربه بهلیک تن شان ز نقاهت چو مه نو لاغر
نقص بالفتح کم کردن و کم شدن از منتخب اللغات و تاج اللغات و منتهی الارب و بهار
عجم و بالضم خطاست جامی در سلسلة الذهب گوید رقص ناقص ز رد کی نقص بود
جنبش کاملان نه رقص بود **نکهت** صحیح بکاف تازیست چه این لفظ عربیست و در عربی
کاف عجمی نیامده و آنچه خان آرزو در اصل الاصول نوشته که گاهی تصرف در جوهر الفاظ
نمایند مثل نگهت که بفتح کاف تازیست و اینان بضم و کاف فارسی آرند شاید که از کسی

تنبنده با شد و بدرنه خود وش در خیابان شعر گلستان نوشته که نکات فارسی خطا ست فصل شین
هم که بیت از فصحای ایران مسموع شد که گفت نکات فارسی هنوز از اتقان بسته نشده هم
دزدان ایران نگوا بالفتح و یا لیدگی از مؤید الفضلا وغیره و بالضم خطا ست شیرینه بالکسر نه وقفه
از فرهنگ جهانگیری و فرهنگ رشیدی و برهان قاطع و غیره بالضم و بالفتح ذوی ست فصل
دال — **دالیه** بکسر لام و ظهور با شیفته و سرگشته صیغهٔ اسم فاعل ست از دالیدن بفتح لام و خفای
ها از فرهنگ فارسی است قاآنی گوید مصرع سحاب جهل ز آثار الیدن باطل تمرع دالالیه خود بر
چهره و داله ـ رون از چهرا و شید اند با خدای شیراز گوید مصرع من از حسیت [illegible] رفتار دالیه
گه شیدا از چه شدان خود رساله پس آنچه صاحب غیاث اللغات و دیگران تضابط بکسر لام و خفای
ها کرده از بیجا ست **وجاهت** بالفتح روشناختن و با قدر شدن از غیاث اللغات و غیره و بالکسر
خطا ست **وصلت** بالضم پیوستگی از منتهی الارب و غیره و بالفتح خطا ست **فصل های**
هوز — **هاجر** بفتح جیم نام مادر اسمعیل علی نبینا و علیه السلام از قاموس و غیره و هاجره با یای
تا غلط ست **هجر** بالفتح جدائی از قاموس و منتهی الارب و بهار عجم خاقانی [illegible] در تحفة العراقین
گوید مصرع آوازه خروس در شب هجر و دستان تبیره زن گه هجر حافظ شیراز گوید مصرع شب
قدر است و طی شد نامهٔ هجر سلام فیه حتی مطلع الفجر مسیحا در راه جو گوید مصرع وصل آو نزدید
قصهٔ هجر چو چراغ شام بی نور ست هم هجر و بالکسر چنانکه شهرت دارد بعض تخطیه شعر
کرده اند اما از خیلی اهل ایران مسموع شده که می دارد فصحای پارسی هجر بالکسر ست و آنکه در قافیه
فجر و زجر آرند اعتبار اصل لغت کنند **هزبر** بکسر اول و فتح ثانی شیر درنده از قاموس و منتخب
اللغات و منتهی الارب و کشف اللغات و مؤید الفضلا و بضم اول چنانکه شهرت دارد غلط است
هلاکو بضم اول نام پادشاهی ست که در ظلم معروف ست و بفتح اول خطا ست **هلاهل** بکسر ها
ثانیه زهر قاتل را گویند از کشف اللغات و فرهنگ جهانگیری و فرهنگ رشیدی و برهان
قاطع و صراح اللغات و بفتح های ثانیه چنانکه شهرت دارد خطا ست ملا نوعی اصفهانی گوید مصرع لب
طعم زهر هلاهل [illegible] و بالی این مرغ بسمل [illegible] ملا تاثیر در لیلی مجنون گوید مصرع که نشتر
هلاهل [illegible] بهر مرد غافل [illegible] فیضی در نلدمن گوید مصرع انداخته ساقی [illegible] در ده اندر [illegible]
[illegible] هلاهل **همان** بفتح تا تنایه [illegible] فاطر باشد و بالضم چنانکه مشهور ست درست نیست
میرزا اسمعیل هم در [illegible] الفصاحت [illegible] کرده همان بالفتح ! بجای [illegible] شاید [illegible] الفضلا

و برهان قاطع و سراج اللغات و هفت قلزم و خان آرزو در خیابان شرح گلستان آورده
که همانا مرکب است از هم که زائد نیز می آید چنانکه همچنان و همچنین و از لفظ مانا پس همانا نیز بمعنی
پنداری باشد و بفتح اول بوده و بضم خطا باشد همیشه بضم [illegible] و بکسر اول خطاست
عرفی شیرازی گوید ای طعن [illegible] نوشته [illegible] زلف صبا بریده از دم برای
در بر تو سمن فلک شوخ [illegible] گو [illegible] شعله هیزم [illegible] و بدین شعر مولانا [illegible]
از بستگی لازم است تو چو در بشکنی [illegible] مولوی معنوی آدمی را [illegible] لازم
ست عود را گر بو نباشد هیزم است کسی را استثنا بر کسره آن [illegible] وقت تحریک [illegible] خطا
[illegible] مضاف [illegible] چنانچه صاحب بهار عجم هم درین بحث [illegible] **فصل یای تحتانی** -
یال بر وزن بال موی گردن اسپ از کشف اللغات و مؤید الفضلا و فرهنگ جهانگیری و برهان قاطع
و سراج اللغات و بهار عجم [illegible] گوید [illegible] بر سوی اصطبل آستین برزنان [illegible] یال بدم [illegible]
کوه [illegible] یال [illegible] زیادت همزه محاوره هند [illegible] **یثرب** بکسر را نام مدینه طیبه از منتخب
اللغات وغیره و بفتح را خطاست خاقانی در تحفة العراقین گوید [illegible] آتش [illegible] یثرب
از آب سیاه بحر مغرب [illegible] در لیلی مجنون گوید [illegible] ای رسول یثرب [illegible] موسی بعصا
خویش حاجب [illegible] شیرازی در مثنوی [illegible] العارفین گوید [illegible] خواهم تا ز یثرب
به بطحا [illegible] چون [illegible] **یگان** بکاف فارسی بعضی [illegible] برهان قاطع و هفت قلزم و بکاف
تازی خطاست **یورش** بضم تحتانی [illegible] بضم را [illegible] کردن [illegible] و اظهار واو خطاست
چنین [illegible] در الفاظ [illegible] مضموم [illegible] تلفظ نیاید

خاتمه [illegible]

فائده آقا عصمت الله شیرازی متخلص [illegible] پارسی [illegible] تمام
داشت [illegible] فارسی [illegible] از خط [illegible] هند [illegible]
[illegible] عربی باشد [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] باشد [illegible]
باشد چون [illegible] وغیره [illegible]

نافصیح بود و سترش اینکه در نیصورت توالی اربع حرکات لازم آید و این بر نوشش ... جائز نگردیدن کی
وقفه الحال شوق بهمیرزد ... از ان حضرات که تخطیه ساکن حرف دوم ترک وطره و مشعر و کلمه
غلطت دو حرکت و شفقت کرده اند می پرسد که بدون تحقیق و تتبع کلام اساتذه این خامه فرسائیها
یعنی چه تا تخطیه کار آسان شمرده اند دیده تحقیق و تنقیح اعتراضات بر اساتذه هند کرده اند
دیدنی ست که دعوای این بزرگواران بود که فلان لفظ هندیست در فارسی نیامده و فلان کلمه
بدین گونه نباشد هر کس که چشم بینا دارد و دل دانا درین کتاب ملاحظه کند که چه قدر رد و ابطال ایشان
کرده ام و مردم را براه راست آورده ام با اینهمه ادعای من نیست که انچه من تحقیق کرده ام همه
واجب التسلیم کردنی ست کتاب آسمانی نیست که دران غلطی نباشد آری همچون ایشان بلا تحقیق و تتبع چیزی
ننگاشته ام و در مسلک تغلیط بیجا قدم نه برداشته ام اگر گفتارم را باور نداری لفظی را که خواهی بمیزان
نظر سنجی تا حقیقة الحال پدید آید **فائده** بسا الفاظ یابی که در معنی دیگر عربی یا فارسی ست و بمعنی دیگر
هند همچون سرپرست که معنی خادم دارد و در اردو مربی را گویند بالجمله بدین معنی یا اینکه لفظ دیگر در
فارسی شایع است ایراد این کلمه بترکیب فارسی چه در اردو چه در فارسی روا نباشد اما اکثر نا واقفان
همچنین الفاظ را که بظاهر فارسی یا عربی نماید و بمعنی مقصود هندیست استعمالش بترکیب فارسی کنند. **فائده**
لفظیکه از قبیل لقب وغیره باشد یا فارسیش در عجم شایع نباشد یا کسی که با و تفهیم مطالب مقصود بود
ندانسته باشد ایراد آن لفظ هندی باشد یا انگریزی مضایقه ندارد و سفرنامه شاه ایران دیده باشی
جا بجا همچنین الفاظ استعمال کرده و اینجاست که در استعمال ترکیب توصیفی حد احتیاج شد ندانیم **فائده**
کلمه مرحوم و مغفور و امثال آن که در صفت موتی باشند اهل زبان بیشتر بر اسم متوفی مقدم آرند مثال
شیخ علی حزین نوشته که سید عالی شان میرزا داود خلف مغفور میرزا عبد الله ست و هم او جای دیگر
رقمزده که مرحوم میرزا صائبا خطاب فائض باد عطا فرموده بالجمله تقدیم مرحوم و مغفور فصیح ست و
تاخیر فصیح چنانکه زعم نا واقفانست آری تاخیر هم صورت جواز دارد ملا حیدر ایلچی گوید ؎ تاریخ وفات
قاضی القضات مرحوم بکه بوند رقم که شد برحمت واصل **فائده** میرزا قتیل در نهر الفصاحت نوشته
که کده با پنج لفظ ملحق شده سوای آن مسموع نیست بتکده و غمکده و آتشکده و میکده و گلشن کده گویم
که این استقرار بوجهی صورت صحت ندارد الحاق کده با بسا الفاظ بنظرم درگذشته انچه محفوظ حافظه
دارم ثبت می افتد **آتشکده** حزین ؎ گرچه در سینه صد آتشکده آتش دارم لله الحمد که با سوز
دل خوش دارم **بتکده** حزین ؎ دلم از بتکده هند نفورست نفور از تنگی سینه بلب آمده ام از ناله

جنتکده حزین ـ جنت ک و شد دیده ز نظاره آن کوی ٭ بر بسته ده شد چشم خرد آئینه آسا
جنون کده میرزا بیدل ـ خاموشیم جنون کده شور محشر است ٭ آغوش حیرت نفس نالهٔ بی صدا ست
جولان کده بیدل ـ در پردهٔ دل غیر خجالت توان یافت ٭ جولان کده بر تو ما و اندکی تنها
جهنمکده حزین ـ در جهنم کده هند که از تاب هوا ٭ شعله در جوش به پروانه بود بال مرا
حسرتکده حزین ـ تا نقش مهر آن تا خیر شد ... حسرتکده ...
گوشه دل بین ... حیرتکده حزین ـ حیرتکده آئینه آشوب ... جمعیت ...
پریشان نظری را خبر کده حزین ـ تغافل کند جامه ام تن زرد ٭ که بی بانگ جرس است این
خرکده ٭ خمکده نظیری نیشاپوری ـ صافی شوم از کون که درد و صفا نیست ٭ به عرش نقم جوش کند در
خمکده جا نیست ٭ دلکده میرزا جلال اسیر ـ اسیر دلکده بی تکلفی از تو ٭ بار سوم ساختگی های تیغ و
شتاب از هم ٭ دهکده حزین ـ تا بیس بود حال دلبیس رئیس ٭ در دهکده که خواجه تماشا انبند
ستمکده حزین ـ آتش بجان عشق فتد کز جفای اوست ٭ خون گشته دل ستمکده دل افگار
دل سنگکده حزین ـ بیدردی تو حیران پریشانی زلفم ٭ بی سنگی کرده دست گریبان سمن
راست ٭ شیون کده حزین ـ شیون کده گردید گلستان هزاران ٭ فریاد که دستان زن بستان
سخن رفت ٭ صنمکده حزین ـ برهمن کیشم ام سجده بر صنمکده ٭ جبین بگشا ز ابروان قبله من خدای
را ٭ ظلمت کده حزین ـ ظلمت کده عاشق زمان چهره منور کن ٭ تا چند رود آرم تاریکی شبهارا
عبادت کده بیدل ـ بیدل بعبادتکده جلوه پرستان ٭ جز نقش قدمهای تو
محراب نگیرد ٭ عبرت کده حزین ـ شرر چون در عبرت کده روزگار نگریست ٭ عشرت کده
ظهوری شرر سرد و سرایان عشرت کده قال ٭ غمکده حزین ـ در دهر حزین از نی کلک نوا سنجم
امروز در این غمکده بی شده ٭ فراغت کده جلال اسیر ـ بی سرانجامی دماغی چه فراغتکده
ایست ٭ خواب ... فلاطون کده حزین ـ ... ودش یکی گرد
سوال ٭ کلامی تو استاد فلاطون کده علم و عمل ٭ قیامت کده بیدل ـ عمریست قیامتکده گرد
عالم ٭ چون آئینه های پری زاد خیالم ٭ ماتم کده حزین ـ ماتم کده ... دستی ... سلطان
سخن شان سخن ... سخن رفت ٭ محنت کده نظامی ـ چون جای ... در دل ... وفا
محنت کده ... منزل شما ... مرهم کده اسیر ـ بستر آسوده ... چشم تغافل مرهم کده
لطف اگر ... مهمانکده خاقانی ـ روز از سر ... مهمانکده ... سبیل

کیده و میکده حافظ شیرازی سه بیا بمیکده و چهره ارغوانی کن، مرو بصومعه کانجا سیاه کارانند
نشترکده حزین سه بخروشش حزین از نفس سینه خراشت، نشترکده گردید جگر مرغ حرم
وحدت کده حزین سه نه غافل و آگاه گرفتند ره وردی، با وحدت کده لا سواد و وحشت
کده مغز فطرت سه یکنفس، بوحشت کده یاد ایام تو بادپای بسبک خیزی فریاد کجاست ویران
کده حزین سه عشق آمد و من بمسند خانه بدوشان، ویران کده در خور سیلاب ایام یونانکده
حزین سه شد زخرد دشتی لب صهبا زده تو زادیه ساعیه یونان کده، سخن کوتاه اگر در کلام اساتذه
تتبع کنی هزار در هزار لفظ این طور بیابی و حق تحقیق آنست که کده در الحاق حاجت
سند جزئیات ندارد فائده میرزا غالب در عود هندی نوشته که سرشار معنی ابریز دارد نه معنی
مست در صفت پیاله آید نه در صفت شارب کلام اکابر سرشار بمعنی مست از میرزا بسیار بعید
میرزا صائبا سه نمود آنگاه تو سرشار میکند، بود مست را عتاب تو هشیار میکند خواجه شیرازی گوید
سه کی با ساغرش بودی سروکار چو گل بی باده بودی مست و سرشار فائده بر فی برین شعر میرزا
غالب سه دراحوال امام ایزد بود زیر آشکارا شد بود اعتراض کرده اند که ایزد در کتب لغت
بکسر زا نوشته لیکن بتقفیه ساختن با مجود اختلاف توجیه لازم آید ندانند که این لفظ در اصل دیست صاحب
و ساتیر استعمالش کرده و شمارش در شعر نگریست ساتیر بفتحه را اضبط کرده سخن مختصر از اهل زبان بتحقیق
پیوسته که این لفظ در پارسی بفتح ثالث و بکسر آن بهر دو درست نظامی فرماید سه سرکه اشو
پرست ایزد پرستم چو تو در قبله سازد خود پرستم فائده حسن طبع میرزا غالب را نازم که گفتار
پارسی بیچون اهل عجم گرا نمایه وار دیا کلام پارسیان همپایه اما هم اینکه در عود هندی و تعمیره
اکثر اکابر هند را با الفاظ نا مانوس یاد کرده و بتعصبش بجای رسید که شاعر بعید بل میرزا اسمعیل علیه اللعنه
نوک قلم آورده هندیان را فخر کرد و نیست که از تیره سواد هند بچون امیر خسرو و علی و بیدل دوا
آورده آزاد و قتیل و غالب بنظیر و بهم هر غا شستند و از کرن تا کیلان نوای سخن را سنیوا
پارسیان کلام ایشان دیدند و پسندیدند و پسندیدند اگر جای خطا سرزده باشد مقتضا ست انسانی
ست بجز کلام آفریدگار گفتار نیست که پاک از عیوب باشد نمی بینی که خان آرزو با شیخ محمد
علی حزین در تمام عمر خود بر کلامش اشتباها نموده کتابی نگاشت موسوم به تنبیه الغافلین و بهره
اکثر دخل او بجا ست چنانکه از مطالعه قول فصیل مرحوم مغفور مولانا صهبائی واضح ست اما در
شکی نیست که بعض جا حق بجانب معترض ست حامیان شیخ سپر انداختند و اعتراف بخطای

[illegible] نیز دارم و را سوگند میخورم که از عالم اغلاط آن کسان که گویند لمن الملک نوازند مثالها دارم
و اگر او داغ که موی دماغ کسی باشد بالجمله اظهار اغلاط بنظر افادت عامه مضائقه ندارد و این قصه
متن و طعن یعنی هرچه میرزا غالب از انصار صاحب برهان قاطع و قتیلیان دید و شنید بپاداش کردار
او رسید فائده یکی از معاصرین در مثنوی طفل بی مادر مرده را یتیم نوشته بود سخنوران باو در آویختند که یتیم
بی پدر مرده را نامند نه بی مادر مرده را [illegible] چون سند نداشت [illegible] اصلاحش فرموده حق آنکه عجمیان جابجا
[illegible] مصطلحات عربیه [illegible] از روی قدرت [illegible] شیرازی در صفت قصاب
[illegible] گوید بیت [illegible] جهانگیر شد [illegible] عاقبت از خوردن خون [illegible] فائده [illegible] اعتقاد
دارند [illegible] حالانکه [illegible] منصور [illegible]
[illegible] قول [illegible] منصور [illegible]
[illegible] عشق [illegible] مشهور شد [illegible] همچنین [illegible]
کنند [illegible] چون [illegible] دلبران [illegible] سنگین
زلف [illegible] عاشق ایاز محمود [illegible] سبکتگین [illegible] فائده مولف [illegible]
[illegible] نوشته که عفو بضم [illegible] استعمال کرده از شیخ شیراز [illegible] عفو کردم از وی عملهای زشت است
بفضل [illegible] آوردم و [illegible] میرزا غالب [illegible] قاطع برهان نوشته [illegible] شیخ [illegible]
[illegible] حرکت لفظ [illegible] نظر [illegible]
[illegible] ع از عفو کردم عملهای زشت [illegible] عفو کردم [illegible] بنگر در تقطیع [illegible]
[illegible] جانب شیخ سوگند میخورم که شیخ [illegible] نگاشته است که کاتب [illegible]
[illegible] است گو نیکم که چون میرزا [illegible] داشت هرچه [illegible] خود است
[illegible] نسخ مطبوعه [illegible]
کرده [illegible] انصاف [illegible] اعتراض [illegible] شیخ اقلیم سخن [illegible]
که چرا آن نگاشت و [illegible] نداشت [illegible] اگر [illegible] صلاح [illegible] کلام اساتذه در
سند [illegible] نوشته که عفو بحرکت فا بجز کلام سعدی دیگر [illegible] اعتبار را نشاید حکیم ناصر
در [illegible] گوید [illegible] اگر سهوی بود در وی [illegible] فائده [illegible]
آرزو در [illegible] اصول [illegible] و دیگران هم نوشته اند [illegible] بفتح [illegible]
[illegible] تلخ [illegible] تصرف کرده اند اما حق آنست [illegible] قاعده جائز است

چه آنهمی بر وزن فعل بفتح فا و کسر عین آید و آن کسرا تا زی در سکون شافی [illegible] باشد چون گشتن
و کشتن **فائده** بقاعدهٔ عربیه یای آخر کلمه یا عربی یا فارسی است [illegible] یای [illegible] بدل [illegible] دارد
دارد و ماقبلش فتحه باید چون دلی و دلوی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
یا زائد از انست واجب است استعمال آن [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
درست باشد افسوس [illegible] [illegible] [illegible] خیال [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
بدل کنند آری فارسیان بلحاظ این قاعده [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
فائده در لهجهٔ ایرانیان حال هم واو و یای مجهولتین بواو معروف و یای معروف [illegible] [illegible] [illegible]
مجهولتین وجودی ندارد و انیجاست که در کلام ایشان هزار جا قافیهٔ کور با نور و دیر با تیر دیده باشی بلکه
همچنین اختلاف ردف نزد پیشینیان چیزی نیست تا بعیب چه رسد آری در لهجهٔ متقدمین بعض الفاظ بر واو
یای مجهولتین بود از جهت همچنین اختلاف ردف را از عیوب شمردند مولانا جامی هم اجتماع معروف
و مجهول را عیب نوشته عروضیان خنده زنند که مولوی خود ش ارتکاب آن کرده او راست [illegible]
تنها خواهم این خوبان شهر آشوب را نیست در شهر آنکه خواهان نیست روی خوب را بجز اینکه چون
در عصر جامی کلمهٔ آشوب در لهجهٔ خراسانیان از واو مجهول بواو معروف تغیر یافته بود مولوی در تقسیم
آن با خوب مضائقه نپنداشت کوتاهی سخن هر چند این افاده خلاف اکثر عروضیانست اما کسانیکه
سیر کلام متاخرین کرده اند نیک میدانند که ایشان در اجتماع معروف و مجهول باکی ندارند پس در نظم
فارسی پیروی پارسیان حال کردنی ست نه تقلید عروضیان **فائده** فقیر تخلص بنده و امثال آن را
که بجای من باشد جا ما اهل زبان بصیغهٔ متکلم استعمال کرده اند شیخ حزین نوشته که فقیر در صغر سن که بحد
خدمت والد به لاهیجان رسیدم سعادت ملاقات آن عم عالی مقدار در یافتم و هم او در [illegible] کرده که این
را فقیر در نیافتم و هم او را ندیده که فقیر و در سه نوبت او را در خدمت والد علامی طاب ثراه دیده ام
و آنانکه معرفت زبان ندارند فقیر میگویم را غلط انگارند و این سخن دیگر است که بصیغهٔ غائب هم
صورت جواز دارد چنانچه حزین خود ش نوشته شعر فقیر در کودکی روزی او را دید که وارد مجلس
والد مرحوم گردید قاآنی راست [illegible] در سال پنج مه ایدون روز که بنده بفارس [illegible] شنوده در عوض
قوح نادان را **فائده** ادخال الف ولام بر کلمات عجمی هر چند در کلام بعض اساتذه واقع شده
همچون ذوالخورشیدین و پلنگ الجبل و نهنگ البحر و التوید اما جائیکه شائبهٔ مطایبه نباشد [illegible]
اجتناب دانند **فائده** در فارسی همه الفاظ ساکن الآخر باشند مگر مضاف و موصوف که بحالت

دم مقدم هم مضاف الیه بر مضاف وصفت بر موصوف پس ردد بکسر آید و نیز مبدل منه و در بعض مواقع
سور الآخر آمده جامی در سلسلة الذهب در تعریف خواجه نقشبند علیه الرحمة گوید ٥ خواجه
نقشبند بند کشای ٭ نقش غیر از دل مرید زدای فائده در بعض رسائل بنظر نامه نگار در گذشت
شانزده صحیح بی نون ست چه زیادت نون وجهی ندارد گوییم که اگر خلاف قاعده باشد
لیکن اما در لهجه و کتابت اهل زبان مع النون باشد و اکابر فن تاریخ هم حساب نون کرده اند
نده واو معدوله که عبارت ست از واوی که بخواندن در نیاید و آنرا واو اشمام نیز خوانند ما قبلش
ی معجمه مفتوحه میشود به نحویکه بوی از ضمه داشته باشد و آنکه ما قبلش ضمه باشد یا کسره شاذ ست و کمتر
در قوافی این خارات مفتوح آید نه مضموم خود نظامی گنجوی در شیرین خسرو گوید ٥ مکن دوزخ بخود
خوی بد را ٭ بهشت دیگران کن خوی خود را ٭ سعدی شیرازی گوید ٥ وفا با هیچکس کردست گیتی ٭ که
تا برقرار خود بماند ٭ چو میدانی که جاویدان نمانی ٭ روا داری که رسم بد بماند ٭ امیر خسرو راست ٥
بدینگونه مده بدی خود را ٭ بگذار ز ما هم دام دد را ٭ مولانا جامی در لیلی مجنون فرماید ٥ زان گنج کرم
مراد خود یافت ٭ گر یکی و مراد خواست صد یافت ٭ فیضی گوید ٥ پس گفت برادران خود را آن
مشعله رخان شمع قدر را ٭ خور بدر چاچی گوید ٥ دوش آن زمان که خسرو زرین قبای خور ٭
پوشیده خلعت عباسیان ببر ٭ عارفی هروی در مثنوی گوی و چوگان گوید ٥ صد بار بدور
آن مه و خور ٭ آمد بشکست زند بر زمین سر ٭ خورد نظامی گوید ٥ چو پر خون شد آن طشت زنگی
کرد بخوردش چو آبی و آبی نخورد ٭ امیر خسرو در قران السعدین گوید ٥ هر که در آن ملک نمی
آب خورد ٭ گشته دل از آب خراسانش سرد ٭ خوش سعدی گوید ٥ غریب آمدم در سواد
حبش ٭ دل اندر پی فارغ سر از عیش خوش ٭ امیر خسرو گوید ٥ بی نمک ست این فلک کاسه
کش ٭ از نمک دچه کنی کاسه خوش ٭ مولوی جامی گوید ٥ کنیزان زلیخا خرم و خوش ٭ که رست
از دیو هجران آن پری وش ٭ ملا هاتفی گوید ٥ خاطر که ز هجر شد مشوش ٭ از باغ و بهار کی
شود خوش ٭ مولانا وحشی در شیرین فرهاد گوید ٥ بساط دشت چون دشت ارم خوش ٭ گذرهای
وش و هنای دلکش خوی سعدی شیرازی گوید ٥ همگفت و بر چهره افگنده خوی ٭ که آتش
چون در تو د این بار نی فائده ٭ نظم فارسی منادای تخلص با ظهار آی حرف ندا خوب نیست
تخلص منادای عقلای عجم با ظهار آن ندیده باشی مگر کمتر و آنکه گویند که در کلام فارسیان تخلص
منادای حرف ندا اصلا نامده اعتبار را نشاید فصیحی گوید ٥ ای فصیحی خانه بی معشوق زندانی ٭

هست و این سخن را بر در هر خانه میباید نوشت؛ کلیم گوید ـه امید بوسه از ان چه نگه داشت ای همه
زان لب که منفعل ز جواب سلام بود؛ کمال خجند گوید ـه در لطف طبع سعدی شیرازی ای کمال
یاد رهمیکنند که گویے خجندیم فائده ان شاء الله عنقریب علیحده و امثال آنرا در عبارت عربیه منفصل نویسند و در
پارسی متصل بجهت آنکه عجمیان این کلمات را بمنزلهٔ یک کلمه انگارند و بلحاظ قواعد عربیه ندانند فائده الف متوسط
ابراهیم و اسمعیل و اسحاق و امثال آن به حسب خط عربی واجب الحذف بود اما فارسیان ثابت هم دارند مگر در الا
که بوجهی الف ثانی نوشتن صورت جواز ندارد و در کلمه رحمن مختلف الاقوال اند فائده مورخین که در تواریخ ازدواج
اقتران شمس و قمر و امثال آن گویند هرچند مراد از ان اجتماع دو شخص جلیل القدر دارند لاکن خالی از نکات نیست چه در
علم نجوم ثابت شده که اقتران مهر و ماه نحس باشد فائده همزه نزد بعض محققین حمل وجودی ندارد و پس ان شاء الله عدد
همزه گرفتن صواب ندارد لکن حق آنست که همزه بجای الف است عدد وی که یک باشد گرفتنی است فائده در ما
تاریخی که دران تعمیه داخلی و خارجی نباشد از ایراد کلمهٔ بصد آه و از روی حساب بے تردد و امثال آن همچون
بے تردد بهر سال رحلتش خامهٔ من وا ے در دو غم نوشت ـه بهر سال تاریخش بصد آه دلم گفتا که
داد و یلا دریغا؛ شد ز روے حساب تاریخش همه دانش آموز شد سوی جنت؛ اجتناب دارند چه از
تعدد تعمیه خارجی و از بصد آه و زاری حساب تعمیه داخلی پیدا میشود افسوس که اکثری خیال این نکته
نکنند و مورد ملام دانایان شوند و از غرائب اینکه بعض اجلهٔ عصر از سر الهام و سر بجنت و غیره که تعمیه کنند
درست ندارد و برین تاریخ فائق ـه سال تاریخ تولد گفت عقل؛ از همه جنت که برخوردار باد و [illegible]
ـه این واقعه را از روی تراهی غالب؛ تاریخ رقم کرد که نواب دریغ؛ فرمایند که بدین نهج تعمیه ناجا
ست گوییم که آن تعریف تعمیه جناب که ارباب جمل کرده اند برین تواریخ صادق است اعتراض [illegible] نحیفی از مورخین
متقدم همچنین تعمیه آورده اند درگاه قلیخان ترکمانی درگاه تخلص تاریخ تولد خود وقت لسال یکهزار و یکصد و بست
و دو هجری خودش گوید ـه شد سال ولادتم ز روے الهام؛ درگاه قلی ز خاندان والا؛ و سرخوش در تذکرهٔ خود
این تاریخ فتح بیجاپور که شاه عالمگیر نموده بنام محمد علی علم آورده ع ز روی فضل بیجاپور شد فتح فائده تاریخ
املائش بصورت ها باشد محققین آنرا از حروف مهمله انگارند و در اخذ اعداد ها نپندارند و ازینجاست که صاحب
مقامات حریری در خطبهٔ مقامهٔ بست و هشتم که بصنعت غیر منقوط است جا ها تای مدوره آورده چنانچه
از فقره های اوست الصحة کاملة والسلامة حاصلة و در خزینة الاشعار و مرآة الغیب و مطالس البلاغة ها پنداشته
ته های فوقانی هیچ گرفتند نه چهار صد لهذا آنانکه ازین قاعده خبری نداشتند در مغلطه افتادند کسے عدد
التاج عدد غلط و در ثمرة الفواد تا ے تخط محسوب کرد و کسی در قد قامت الصلوة اعداد

مطلع حمیل بجساب آب در چون حال خواص این ست تا بعوام چه رسد ع چو کفر از کعبہ برخیزد
کجا ماند مسلمانی ۞ اللہم احفظنا عن الخطار والاغلاط وابذنا سبیل الصواب و مستقیم الصراط و آخر
دعو نیا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین فقط

گولیاں لیجئے آپکو بقائے صحت و زندگی کے لیے اکسیر کی تلاش نہ رہی

ہماری ایجاد کردہ آتنک نگرہ گولیوں کا نام شاید آپ نے نہ سنا ہوگا۔ گولیاں عجیب و غریب صفات سے بھری ہیں بڑے بڑے نامی گرامی ڈاکٹروں ویدوں اور حکیموں نے انکا تجربہ کر کے اسکی تعریف میں ہمکو خطوط لکھے ہیں ہزاروں سندیں اور سارٹیفکیٹ اسکے موجود ہیں سینکڑوں فرمائشیں ان گولیوں کی نہ صرف ہندوستان بلکہ غیر ملکوں سے متواتر ہمارے شفاخانہ میں پہنچتی رہتی ہیں عصبی کمزوری کو جڑ سے کھو دیتا ہے۔ مایوسوں کو سراپا امید بنانا مادہ تولید کے تمام نقصانات کو دور کرنا ذہن میں جودت اور تیزی پیدا کرنا حافظہ کو قوت دینا جسم کو تندرست توانا بنانا مردہ دلوں میں تازی روح پھونکنا اس کا ادنی کرشمہ ہے۔ مرد ہوں یا عورتیں ان کے ہر قسم کے ضعف دور کر کے عالم جوانی دکھانے میں یہ گولیاں اکسیر کا کام کرتی ہیں اگر انہیں تندرست بھی کھائے تو بیشمار فائدے اپنے جسم میں پائے جن لوگوں نے انہیں استعمال کیا ہے ان سے دریافت کر کے اپنا اطمینان کر لیجئے یا خود ایک بار تجربہ کر لیجئے قیمت فی بکس جسمیں ۳۲ گولیاں ہوتی ہیں عمر علاوہ محصول ڈاک ہے۔ اگر مزید اطمینان کی ضرورت ہو تو ہماری کتاب کام شاستر مفت منگا لیجئے جو اردو انگریزی ناگری گجراتی مرہٹی بنگالی وغیرہ ۸ زبانوں میں ۱۵۰ صفحہ پر چھپی ہوئی موجود ہیں اور ہم محصول ڈاک اپنے پاس سے لگا کر آپ کے پاس بھیجد ینگے اب تک چھ لاکھ سے زیادہ کاپیاں ہم مفت تقسیم کر چکے ہیں۔ اس کتاب کے دیکھنے سے آپ کو بہت سی مزید مفید معلومات حاصل ہو جائیں گے۔

ملنے کا پتہ
ویدشاستری منی شنکر گوندجی۔ آتنک نگرہ فارمیسی شعبہ
جام نگر ملک کاٹھیاوار

تقطیع ۱۸×۲۲ لکھائی چھپائی پسندیدہ کاغذ دیسی حجم ۸ صفحے ماہوار	رسالہ اردوئے معلی علیگڑھ	قیمت سالانہ ڈاک صرف قیمت پرچہ

یعنی صحیح اور فصیح اردو کا مشہور اور قابل دید رسالہ جسمیں منجملہ دیگر
مضامین دلچسپ ہر مہینے شروع میں زیر عنوان تذکرہ شعرائے اردو زبان کے مستند اساتذہ کے
کلام پر ایک تنقید درمیان میں انتخاب بیاض اور آخر میں موجودہ شعرائے ہند کی بہترین و منتخب غز
ہوتی ہیں ادبی حیثیت سے لاریب اردو کا اور کوئی رسالہ اردوئے معلی کا مقابلہ نہیں کرسکتا

کاغذ سفید تقطیع ۱۸×۲۲	دیوان غالب مع شرح از حسرت موہانی	حجم ۲۱۲

اس کتاب کی خوبی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس کے دو اڈیشن چھپکر فروخت ہو چکے ہیں
اڈیشن چھاپا گیا ہے۔ ابتدا میں غالب کے حالات اور انکے کلام پر تنقید موجود ہے۔

مکتوبات امیر مینائی معروف بہ خطوط منشی امیر احمد

مع تصویر و سوانح عمری امیر موازنہ داغ و امیر از حضرت شاقی
مدیر قند پارسی علی گڑھ۔ اس مجموعے کی مولانا شبلی حالی مولوی
علی حیدر صاحب طباطبائی شاد عظیم آبادی امیر احمد علوی حسرت
موہانی وغیرہ نے بہت کچھ تعریف کی ہے کتاب کے آخر میں
ان لوگوں کی تقریظیں بجائے خود قابل دید ہیں کاغذ سفید
و بیز لکھائی چھپائی پسندیدہ حجم ۲۵۲ صفحے قیمت علاوہ محصول
ڈاک .. .. عہ

حیات جاودانی معروف بہ حیات تسلیم

یعنی اوستادی جناب امیر اللہ تسلیم مرحوم لکھنوی
سوانح عمری مرتبہ حضرت عرش گیاوی شاگرد تسلیم
حضرت تسلیم کے واقعات زندگی کے علاوہ ان کی
بیاض اور انکے ہمعصروں کے دلچسپ حالات اور ان کے بعض
شاگردوں کا مختصر تذکرہ موجود ہے کتاب کے شروع میں
مرحوم کی عکسی تصویر اور آخر میں ایک دلچسپ ضمیمہ
شامل کر دیا گیا ہے کاغذ سفید حجم ۱۰۰ صفحے قیمت مع محصول
خرچ ڈیوڑھ ۸ آنہ

اردوئے معلی جلد دہم و یازدہم

یعنی اکتوبر ۱۹۱۰ سے دسمبر ۱۹۱۱ تک ۱۵ پرچوں کا نہایت
دلچسپ اور قابل دید مجموعہ قیمت مع محصولڈاک عمر

قیمت علاوہ محصولڈاک	انتخاب اردوئے معلی	صرف

یعنی اردوئے معلی کی گذشتہ پانچ سال کی ۱۰ جلدوں
بہترین مضامین نظم و نثر کا انتخاب جسکی نسبت
کہا جا سکتا ہے ایسا دلچسپ مجموعہ ...

اردوئے معلی جلد دوازدہم از جنوری تا دسمبر ۱۹۱۲ع مع محصول
دیوان مصحفی مرتبہ حسرت موہانی مع محصولڈاک ۸/
دیوان قائم چاندپوری " " " " " ۱۲/
انوار العیون فی اسرار المکنون یعنی ملفوظات و حالات
حضرت مخدوم احمد رح ردولوی " " " ۸/
رسالہ تنبیہ الشہادت از مولوی آل حسن مرحوم مع حالات مصنف
رسالہ الشہادت و ...

دیوان شیفتہ مع تذکرہ شیفتہ ۸ مع محصول
دیوان میر سوز مع مقدمہ حسرت موہانی " "
دیوان میر حسن مع مقدمہ حسرت موہانی مع محصول
دیوان اشرف شاگرد تسلیم " " "
دیوان حسرت اوستاد جرأت مع مقدمہ حسرت
رسالہ اصلاح مع اصلاح و ارا حتہ الاغلاط از شوق نیموی

المشتہر سید فضل الحسن حسرت موہانی بی اے اڈیٹر اردوئے معلی علیگڑھ

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتبخانہ

جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس رفقاء، مجلس انتظامی
یہ عالی تصنیفات و نصاب پانچ کتابیں ایک ماہ کی اجرائی پر کتب خانے سے
۲۔ اساتذۂ جامعہ عثمانیہ و کلیہ جات ملحقہ و گزیٹیڈ عہدہ داران جامعہ
اور اراکین دارالترجمہ دس کتابیں ایک ماہ کے لیے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔
۳۔ طلبائے رجسٹر شدہ دو کتابیں بی۔اے اور انٹرمیڈیٹ
کے طلبہ تین کتابیں ایم۔اے، ایل ایل بی و تحقیقاتی جماعتوں کے
طلبہ پانچ کتابیں دو ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے۔
۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو طلبہ سے بحساب
ایک آنہ یومیہ فی کتاب جرمانہ لیا جائے گا۔
۵۔ بشرط ضرورت کتابیں گھر جاری کی جا سکیں گی مگر اس غرض کے
لیے کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔
۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو مستعیر پر ذمہ داری
عائد ہوگی۔
۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان سیاہی یا پنسل سے
نہ لگایا جائے۔
۸۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں
جاری نہ کی جا سکیں گی۔ فقط